ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف کا ایک ایسا گروہ تھا کہ جسکا کثرت نفوس اور شرافت میں قریش کا کوئی بطن مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ عبد مناف کے دو بڑے نامور خاندان بنو اُمیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا تھا۔ اور اسی کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ کل قریش اُمیہ اور ہاشم کی امارت وریاست کو تسلیم کرتا تھا۔ مگر اُمیہ بہ نسبت بنو ہاشم کے بلحاظ کثرت نفوس زیادہ تھے اور عزت کثرت ہی سے ہوتی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ انما العزۃ للکاثر ٭ چنانچہ بنو اُمیہ کو قبل اسلام ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو

حرب اُمیہ تک پہنچا اور یہ ان کا حرب الفجار[1] میں سردار تھا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز قریش گتھ گئے اور حرب کعبہ پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ چند لوعمر لڑکے چلاتے ہوئے آئے یا عم[2] ادرك قومك یا عم ادرك قومك۔

حرب یہ سُنکر اٹھا اور اپنے دامن سمیٹتا ہوا چلا جب ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ایک مقام مرتفع پر کھڑے ہو کر رومال کے اشارہ سے بلایا فریقین اُسکے پاس آئے بعد اسکے خوب گھمسان لڑائی ہو چکی تھی لڑائی سے رُک گئے پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور دفعتہ بوجہ نبوت و وحی و نزول ملائکہ و صدور خوارق عادات لوگوں کا کایا پلٹ ہوا تو کیا مسلمان اور کیا کافر سبھوں نے نفسانیت اور بیجا ضد کا خیال بھلا دیا مسلمانوں نے تو اس وجہ سے کہ اسلام نے اُمور جاہلیت سے انکو روک دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔
ان الله اذهب عنكم غبية الجاهلية وفخرها لنا الا وانتم بنوادم وآدم من تراب[3]
باقی رہے مشرکین ان کو اس امر عظیم نے نفسانیت اور بیجا حمیت قومی سے غافل کر دیا اور ایک زمانہ تک وہ اسکو بھولے رہے اور اسی وجہ سے جبکہ بنو اُمیہ اور بنو ہاشم میں اسلام کے سبب سے افتراق (پھوٹ) پیدا ہوا (اور یہ افتراق (پھوٹ) بنو ہاشم کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا) تو کوئی فتنہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خودداری کو بالکل بھلا دیا تھا یہاں تک کہ ہجرت ہوئی جہاد مشروع ہوا اور ان لوگوں میں سوائے فطری جوش وحمیت کے کہ جو کبھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتا اور کچھ باقی نہ رہ گیا

---

[1] حرب الفجار عرب کی ایک مشہور لڑائی ہے جو بازار عکاظ میں ہوئی تھی۔ اس میں انھوں نے بہت سے ممنوع اُمور کو جائز کر لیا تھا۔

[2] اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے۔

[3] ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے جاہلیت کا افتخار آبائی اور اسکا فخر دور کر دیا ہے کیونکہ ہم اور تم آدم کے لڑکے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔

اور یہ ایک جبلی امر ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے ہمسایہ کے قتل ناروا اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کو کوئی چیز کسی طرح سے دور نہیں کر سکتی اور نہ یہ خطرناک ہے بلکہ یہی مطلوب ہے، جہاد میں اس سے نفع پہنچتا ہے اور دین کیطرف بلانے میں معین ہے کیا تم نے صفوان بن اُمیہ کا قول نہیں دیکھا ہے جبکہ جنگ حنین میں ابتداءً مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی (صفوان اسوقت تک مشرک تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسلام لانے کی مہلت دی تھی)، اس کے بھائی نے اس سے کہا تھا۔ الا بطل السحر الیوم[1] اُس نے جواب دیا اسکت فض اللہ فاک[2] لان یربنی رجل من قریش احب الی عن ان یربنی رجل من ھوازن۔

بنی عبد مناف کا شرف و اعزاز ہمیشہ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم میں محدود رہا۔ لیکن ابو طالب کے انتقال کے بعد اُس کے لڑکے رسول اللہ (صلعم) کے ساتھ ہجرت کر آئے اور ایسا ہی حمزہؓ بعد ازاں عباسؓ اور اکثر بنو عبد المطلب اور تقریباً کل بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ میں آ گئے اسوقت تنہا بنی اُمیہ مکہ میں ریاست و اعزاز کی کرسی پر متمکن ہو گئے، مشائخین قریش نے کل بطون سے بنو اُمیہ کو بدر میں اعزاز و افتخار کا تمغہ دیا۔ اس واقعہ میں عتبہ، ربیعہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط، وغیرہم سرداران بنی عبد شمس کے مارے جانے سے ابو سفیان کو بنی اُمیہ کی سرداری مستقل طور سے مل گئی اور قریش میں ان کو سربر آوردہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا چنانچہ جنگ اُحد میں بنو اُمیہ ہی قریش کے سردار تھے اور نیز غزوہ احزاب اور اسکے بعد کی لڑائیوں میں بھی یہی سپہ سالار رہے۔ زمانہ فتح مکہ میں ابو سفیانؓ کے اسلام لانے کے بعد عباسؓ ابن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے

---

[1] آہا آج سحر باطل ہو گیا۔ مسلمانوں کی شکست سے رسول اللہ صلعم پر طعن کیا ہے۔

[2] چپ رہ۔ تیرے منہ میں خاک مجھے یہ محبوب ہے کہ کوئی قریشی شخص میرا سردار ہو اس سے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا مربی ہو۔

ابوسفیان اور عباسؓ میں دوستی تھی) یارسول اللہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل لہ ذکراً آپ نے ارشاد فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو امن پھر بعد فتح آپ نے قریش سے فرمایا تم لوگ آزاد ہو! جاؤ مسلمان ہو جاتے جاؤ۔

بعد اسکے دور خلافت اول میں رؤسا قریش نے ابوبکر صدیقؓ سے اس امر کی شکایت کی کہ مہاجرین اولین کے برابر وہ نہیں سمجھے جاتے اور عمرؓ بن خطاب کے ذریعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رؤسا قریش کو شریک شوریٰ نہ کرنے کی بھی شکایت ہے تو ابوبکر صدیقؓ نے عذر خواہی کر کے کہا اپنے بھائیوں کیطرح جہاد کرو، اسلام کو مخالفین کی ایذا رسانی سے مستغنی بناؤ، مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور اسلامیوں کی قوت ہو۔ مرتدین و متمردین (سرکش اور بیدین) اعراب کی استیصال ہو تاکہ تمہاری بھی ویسا ہی عزت کی جائے چنانچہ آپ نے جنگ مرتدین پر انکا لشکر مرتب کر کے روانہ کیا پھر عمرؓ فاروق کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان کو روم کے جنگ پر روانہ کیا قریش کو شام پر فوج کشی کی ترغیب دی اور یزید بن ابی سفیان کو مامور فرمایا اور عثمانؓ بن عفان نے بعد عمرؓ فاروق ان کو بحال رکھا اسوجہ سے بنو اُمیہ کی ریاست و سرداری قریش پر زمانہ اسلام میں اس ریاست و سرداری سے مل گئی جو فتح مکہ کے تھوڑے دنوں پہلے انکو حاصل تھی جس کا رنگ زمانہ نے نہ بدلا تھا جس کے عہد کو لوگوں نے اسوقت نہ بھلایا تھا جبکہ بنو ہاشم امر نبوت میں مصروف تھے اور دنیا کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ کر بعوض اسکے شرف قربت [redacted]

صحبت و سابق الاسلام ہونے کے انھیں کے ساتھ رہا مگر اکثر یہ لوگ قبایل ربیعہ و یمن وغیرہما کے تھے اور معاویہؓ کا لشکر جو درحقیقت شام کا لشکر تھا اس میں قریش و مضر بھرے ہوئے تھے جو زمانہ فتح سے حدود شام میں ٹھہرے ہوئے تھے پس انکا قومی جوش اور انکی حمیت و شوکت بڑھی ہوئی تھی پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ علیؓ ابن ابی طالب کے ہواخواہوں میں سے ایک گروہ کا گروہ علیحدہ ہوگیا جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور آپ کو انھوں نے اپنے جنگ میں مصروف کرلیا اس اثناء میں معاویہؓ نے اکثر شہروں کو دبالیا اور علیؓ ابن ابی طالب شہید ہوگئے حسنؓ ابن علی نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی خلافت سے دست کشی کرلی اور جماعت مسلمین نے ۴۱ھ کے نصف میں معاویہؓ کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ شان نبوت اور خوارق عادات کو بھلا کر قومی حمیت اور غلبہ پر آرہے تھے اور غلبہ کل عرب اور مضر پر بنوامیہ کو حاصل تھا اور ان میں سب سے عظیم الشان زیادہ امیر معاویہؓ تھے نہ انھوں نے خود خلافت کو تقسیم کیا اور نہ کوئی غیر شخص انکا سہیم ہوا جس سے انکے قدم میدان حکومت میں جم گئے ان کی شان بڑھ گئی اُن کی ریاست سرزمین مصر و شام میں مستحکم ہوگئی بیس برس تک حکومت کی کرسی پر رہے اور اس دریادلی سے لوگوں کو اپنے انعامات سے مستفید کیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ان کی قوم کا اُن سے زیادہ فیاض نہ تھا روساء عرب اور سرداران مضر کے ساتھ کریمانہ برتاؤ رکھتے تھے ان کی سخت و ناملائم باتوں کو برداشت کرتے انکے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ان کے تحمل و بردباری کی کوئی حد نہ تھی یہی سبب تھا کہ ان کی حکومت و ریاست کو کسی قسم کی لغزش نہ ہوئی یوماً فیوماً استقلال ہوتا گیا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عدی بن حاتم، امیر معاویہؓ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے امیر معاویہؓ نے ازراہ مذاق امیرالمومنین علیؓ کی مصاحبت کی چٹکی لی۔ عدی نے ترشرو ہو کر کہا واللہ وہ قلوب جس سے ہمنے تم سے عداوت کی تھی ہمارے سینوں میں ہیں اور بے شک وہ تلواریں جس سے ہم تم سے لڑے تھے ہمارے قبضہ میں ہیں اگر تم ایک بالشت بھی بدعہدی سے ہماری طرف

بڑھو گے تو ہم بُرائی سے تمھاری طرف پانچ ہاتھ بڑھیں گے اور بلاشبہ موت کا غرغرہ اور حالت نزع کا گھرہ ہمارے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم علیؓ ابن ابی طالب کے حق میں کوئی کلمہ ناملائم سُنیں اے معاویہؓ تلوار کی بو سے تلوار اُٹھائی جاتی ہے۔ معاویہؓ نے یہ سُنکر حاضرین سے خطاب کر کے کہا یہ باتیں نہایت صحیح ہیں ان کو لکھ لو پھر عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت نرمی و ملاطفت سے گفتگو کرتے رہے اسکے علاوہ امیر معاویہؓ کے حلم و تواضع کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔

عمال کی تقرری و روانگی

جسوقت عام الجماعت میں امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلیفہ مان لئے گئے تو انھوں نے بلاد مختلفہ کی طرف عمال روانہ کئے۔ کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کو دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداءً کوفہ کی گورنری پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا تھا۔ مغیرہ یہ سُنکر حاضر خدمت ہوئے سمجھایا کہ مصر میں عمرو بن العاص ہے اور کوفہ میں ان کا لڑکا مقرر کیا گیا ہے گویا آپ شیر کے دو دانتوں کے درمیان میں ہیں، امیر معاویہؓ نے عبداللہ کو معزول کر کے بجائے ان کے مغیرہ کو مامور کیا اس کی خبر عمرو بن العاص کو پہنچی تو انھوں نے امیر معاویہؓ سے عرض کیا تم نے ایسے شخص کو کوفہ کا حاکم بنایا ہے جو مال کو ہڑپ کر جائیگا اور تم اس سے کچھ وصول نہ کر سکو گے مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تم اُسکے ساتھ مامور کرو جس سے یہ خائف رہے۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو نماز پڑھانے پر متعین کیا اور صیغہ مال کسی اور کے سپرد فرمایا اور قضا پر شریح مامور ہوئے اسی زمانہ میں کثیر بن شہاب کو رے کی حکومت دی بعد اس کے زیاد نے اسکو بحال رکھا اور دیلم پر فوجکشی کی اور اسی ۴۱ھ (یعنی عام الجماعت) میں بصرہ پر بسر بن ارطاۃ کو متعین کیا اور اس سے بیشتر زمانہ مصالحت امام حسنؓ و امیر معاویہؓ میں حمران بن ابان نے اسپر قبضہ حاصل کر لیا تھا بس بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا۔ اثناء خطبہ میں امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کی شان میں کلمات ناملائم کہکر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی

قسم دیکر کہتا ہوں کہ تم لوگ جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اگر سچا ہوں تو میری تصدیق کرو والا تکذیب" ابو بکرہ نے اُٹھ کر کہا "اللہ شاہد ہے کہ ہم تجھکو سوائے جھوٹے ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے" بسر بن ارطاۃ نے طیش میں آکر ایک شخص کیطرف اشارہ کیا اُس نے اُٹھ کر ابو بکرہ کا گلا دابا ابو لولوۃ الضبی یہ ماجرا دیکھ کر درمیان میں جا پڑا اور بعد خرابی بسیار ابو بکرہ کو پنجۂ اجل سے چھڑایا۔

فارس پر (جو کہ مضافات و متعلقات بصرہ سے تھا) زیاد ابن پدر معاویہ (یعنی ابو سفیان) زمانۂ خلافت امیر المومنین علیؓ سے مامور تھا امیر معاویہؓ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو بھیجدو" زیاد نے جواب لکھا "میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے کسی قدر میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا ہے اور کچھ حصّہ اسکا آئندہ ضرورتوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا اُس کو میں نے امیر المومنین علی (علیہ السلام) کے پاس بھیجدیا تھا" اسپر امیر معاویہؓ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب کیا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کیا۔ بسر بن ارطاۃ کو یہ خبر لگی انھوں نے اسکی اولاد کو گرفتار کرلیا از انجملہ عبد الرحمٰن، عبد اللہ، عبا د اللہ بڑے بڑے تھے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم امیر المومنین معاویہؓ کے پاس فوراً آکر حاضر نہ ہو جاؤ گے تو ہم تمھارے لڑکوں کو مار ڈالیں گے" زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تب بسر بن ارطاۃ اس کے لڑکوں کے قتل پہ تل گیا ابو بکرہ نے کہا (یہ زیاد کے مادری بھائی تھے) تو نے انکو بغیر کسی جرم کے گرفتار کرلیا ہے حالانکہ امام حسنؓ بن علیؓ نے معاویہؓ سے معہ ہمراہیان علیؓ کے جس حیثیت سے تھے صلح کرلی ہے تجھکو نہ انکے باپ کے گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے" بسر نے جواب دیا "اچھا میں امیر معاویہؓ کے خط آنے تک کی مہلت دیتا ہوں" ابو بکرہ یہ سنتے ہی سوار ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس گئے (یہ ان دنوں کوفہ میں تھے) کہا کہ لوگوں نے تمھارے ہاتھ پر لڑکوں کے قتل کرنے کی بیعت نہیں کی؟ امیر معاویہؓ بولے معاملہ کیا ہے؟ عرض کی بسر زیاد کی اولاد کو بلا جرم قتل کیا چاہتا ہے۔ امیر معاویہؓ نے اُسی وقت ایک فرمان

اولاد زیاد کے رہا کر دینے کا لکھ کر ابو بکرہ کو دیا جس کو یہ اُس وقت لیکر بسر کے پاس پہنچے جبکہ میعاد مقررہ کے ختم ہونے کو صرف ایک گھنٹہ باقی رہگیا تھا اور لوگ ابو بکرہ کے آنے کے منتظر تھے اور اولاد زیاد اپنے قتل کے۔ ابو بکرہ نے پہنچکر فرمان دکھایا بسر بن ارطاۃ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ بعد چندے امیر معاویہؓ نے بسر بن ارطاۃ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عتبہ بن ابی سفیان کو مامور کرنے کا قصد کیا۔ ابن عامر نے درخواست پیش کردی کہ "مجھے بصرہ کی حکومت مرحمت فرمائیے وہاں پر میرا بہت سا مال ہے اور صدہا امانتیں ہیں اگر مجھے آپ وہاں نہ مامور فرمائیں گے تو وہ سب تلف ہو جائیگا" امیر معاویہؓ نے درخواست منظور کرلی ساتھ ہی اسکے خراسان وسجستان کو بھی گورنری بصرہ کے ساتھ ملحق کر کے سنہ ۴۱ھ میں ابن عامر کو بصرہ کی طرف روانہ کیا ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان کا والی بنایا اُنھیں دنوں اہل بلخ[1]، باذغیس، ہرات اور بوشنج نے عہد شکنی کی۔ قیس نے فوجکشی کی بلخ کا محاصرہ کیا اہل بلخ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی اطاعت قبول کرلی مصالحت ہوگئی بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ربیع ابن زیاد نے سنہ ۵۱ھ میں ان لوگوں سے مصالحت کی تھی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا الغرض قیس اہل بلخ سے مصالحت کر کے ابن عامر کے پاس چلے آئے ابن عامر نے قیس کے کوڑے لگوائے، قید کر دیا اور بجائے ان کے عبداللہ بن خازم کو والی مقرر کر کے خراسان کیطرف روانہ کیا۔ اہل ہرات، باذغیس اور بوشنج نے لڑائی سے تنگ ہو کر صلح کی

---

[1] بلخ وغیرہ عہد خلافت حضرت عثمانؓ میں مفتوح ہوا ہے جیسا کہ تم کو جلد چہارم ترجمہ تاریخ میں بتلایا گیا ہے۔ پھر خلافت اسلامیہ میں ردوبدل واقع ہونے سے اہل بلخ نے موقع پا کر بغاوت کی جس کے فرو کرنے کو قیس متعین کئے گئے چنانچہ سرکرنے کے بعد اس مرتبہ پارسیوں کا آتشکدہ نوبہار عطاء بن صائب کے ہاتھوں خراب و مسمار کر دیا گیا جس کا بلحاظ شہرت وعظمت دنیا کے آتشکدوں میں چوتھا نمبر تھا (تاریخ مسعودی حالات بیوت النیران وکامل ابن اثیر ذکر ولایت قیس بن الہیثم)۔

درخواست کی امان طلب کیا عبداللہ بن خازم نے فوراً منظور کر لیا اور بعد مصالحت بہت سا مال و اسباب اونٹوں پر بار کرا کے ابن عامر کے پاس بھیجدیا۔

بعد اس کے ۴۲ھ میں امیر معاویہؓ نے مدینہ کا مروان بن الحکم کو، مکہ کا خالد بن العاص بن ہشام کو والی مقرر کیا۔ مروان نے عہدہ قضا عبداللہ بن الحرث بن نوفل کے سپرد کیا پھر (ماہ ربیع الاول) ۴۹ھ میں آٹھویں برس اپنی حکومت کے مروان گورنری مدینہ سے معزول کیا گیا۔ بجائے اُس کے (ربیع الثانی ۴۹ھ میں) سعید بن العاص مامور کئے گئے۔ اُنھوں نے اپنے عہد ولایت میں بجائے عبداللہ بن الحرث کے (ابو سلمہ[۱]) ابن عبدالرحمٰن کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا پھر ۵۴ھ میں سعید گورنری مدینہ سے معزول کئے گئے اور مروان مدینہ کی گورنری پر بحال کیا گیا

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ زیاد بعد شہادت امیر المومنین علیؓ فارس میں اقامت پذیر ہوا تھا اور امیر معاویہؓ کی طلبی پر نہیں آیا تھا۔ اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن ابو بکرہ کے پاس کچھ مال امانتاً رکھا تھا اور عبدالرحمٰن ابو بکرہ نے اُس کو بصرہ کے قریب لاکر رکھا تھا رفتہ رفتہ اسکی خبر امیر معاویہؓ کو پہنچی امیر کوفہ مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو چنانچہ عبدالرحمٰن طلب کئے گئے مغیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا اگرچہ تمھارے باپ نے میرے ساتھ بُرائی کی تھی لیکن تمھارے چچا نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے جاؤ میں تم سے کچھ متعرض نہیں ہوتا یہ کہکر عبدالرحمٰن کو لوٹا دیا اور امیر معاویہؓ کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ بھیجا بعد اسکے خود حاضر ہو کر سمجھانے اور معذرت کرنے لگے امیر معاویہؓ نے کہا جب سے فارس میں زیاد نے

---

[۱] اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ کامل ابن اثیر میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا ہوا تھا اس وجہ سے ہم نے بھی مابین خطوط ہلالی ابو سلمہ لکھ دیا کامل ابن اثیر ذکر عزل مروان و ولایت سعید۔

قیام کیا ہے اور میری طلبی پر نہیں آیا ہے اُسوقت سے شب کو جب یہ خیال آجاتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی مغیرہ نے عرض کی زیاد کی حقیقت کیا ہے؟ امیر معاویہؓ بولے یہ نہ کہو وہ عرب کا ایک بڑا شخص ہے۔ اس کے پاس فارس کا مال ہے حیلہ سازی اور چال بازی میں اُس کو بہت بڑا ملکہ حاصل ہے ایسا نہ ہو کہ اہل بیت میں سے کسی کی وہ بیعت کرلے اور لڑائی پھر از سر نو چھڑ جائے۔ مغیرہ نے زیاد کے حاضر لانے کی اجازت چاہی امیر معاویہؓ نے بطیب خاطر اُس کو قبول کرلیا مغیرہ نے زیاد کے پاس پہنچکر قیام کیا اور یہ بیان کیا کہ امیر معاویہؓ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ نے اُنکی بیعت کرلی ہے حالانکہ یہی ایک شخص ایسے تھے کہ جو امیر معاویہؓ کی مخالفت کرسکتے تھے پس میرے نزدیک تم اپنی فکر کرلو اس سے پیشتر کہ معاویہؓ کو تمہاری پرواہ نہ باقی رہجائے۔ زیاد بولا تم کچھ مجھے رائے دو کیونکہ المستشار موتمن ایک مشہور قول ہے مغیرہ نے جواب دیا میرے نزدیک تم امیر معاویہؓ کے پاس چلے جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ تم اپنے کو اُن کی ذات سے وابستہ کرکے واپس آجاؤ۔ زیاد نے اسکو قبول کرلیا۔ مغیرہ لوٹ کر امیر معاویہؓ کے پاس آئے اور کل حالات سے آگاہ کیا۔ امیر معاویہؓ نے امان نامہ لکھ کر بھیجدیا۔ زیاد فارس سے امیر معاویہ کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ منجاب بن راشد الضبی، حارثہ بن بدر الغدانی بھی تھے۔ اثنائے راہ میں عبداللہ بن خازم معہ ایک گروہ کے ملے جس کو ابن عامر نے زیاد کی گرفتاری پر مامور کیا تھا لیکن امیر معاویہؓ کا امان نامہ دیکھ کر خاموش ہو رہے غرض زیاد امیر معاویہؓ کی خدمت میں باریاب ہوا فارس کے مال کی بابت دریافت کیا جواب دیا کہ اسقدر خرچ ہوا اور اسقدر امیر المومنین علیؓ کے پاس بھیجا گیا باقی اسقدر زیادہ بیت المال میں مسلمانوں کی آئندہ ضرورت کے لئے رکھا ہوا ہے امیر معاویہؓ نے

زیاد کے قول کو تسلیم کر کے موجودہ مال پر قبضہ کر لیا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے زیاد کا بیان سُنکر کہا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو مجھے فریب دیتا ہے لہذا تو مجھ سے صلح کر لے چنانچہ زیاد نے ایک لاکھ درہم پر مصالحت کر لی اور اجازت حاصل کر کے کوفہ میں آ ٹھہرا۔ مغیرہ بن شعبہ زیاد کی کمال عزت و احترام کرتا تھا۔ پھر امیر معاویہؓ نے (بنظر دور اندیشی) مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد، حجر بن عدی، سلیمان بن صرد سیف بن ربعی، ابن الکوار اور ابن الحمق کو بالالتزام نماز جماعت میں[۱] شریک کیا کرو پس یہ لوگ مغیرہ کے ساتھ نماز جماعت میں شریک ہونے لگے۔

فتح کابل و غزنین ابن عامر نے (۴۳ھ میں) اپنی طرف سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور پولیس کی افسری عباد بن الحصین کو دیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر جیسے اشراف کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ اس اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی عبدالرحمن و عباد فتح کرتے ہوئے داخل ہوئے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ رفتہ رفتہ کابل تک پہونچے مہینوں محاصرہ کئے رہے منجنیقیں نصب کیں سنگباری کرتے رہے متعدد لڑائیاں ہوئیں شہر پناہ کی فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا مشرکین اُس کو نہ بنا سکے تمام رات عباد بن الحصین معہ اپنے رکاب کی فوج کے پہرہ دیتے رہے صبح ہوتے مشرکین نے شہر سے نکلکر مقابلہ کیا مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے شہر پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدازاں نسف کی طرف بڑھے اور اُس پر بھی لڑ کر قبضہ کرتے ہوئے خشک پر جا پہنچے اہل خشک نے مصالحت کر لی۔ پھر مسلمانوں نے رجح پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا لڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر زابلستان کا رخ کیا جس کو غزنی کہتے ہیں، چنانچہ

---

[۱] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو شریک جماعت کرنے کو اس وجہ سے لکھا تھا کہ یہ لوگ شیعان امیر المومنین علیؓ سے تھے۔ ذکر قدوم زیاد علیٰ معاویہؓ۔

اُس کو اور اُس کے مضافات کو بھی فتح کر کے کابل کی طرف لوٹے کابل میں اسوقت بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ عبدالرحمٰن نے اُن کی پرجوش بغاوت کو فرد کر کے دوبارہ فتح کیا۔

ہند کی سرحد پر ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سوار عبدی کو مامور کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خود امیر معاویہؓ نے انکو متعین فرمایا تھا بہرکیف اُنھوں نے تیعان (قیقان) پر فوجکشی کی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور خود ہی وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی کی خدمت میں حاضر ہوئے قیقانی گھوڑے نذر میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف گئے۔ اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت سنبھال لی تھی بہت سخت لڑائی ہوئی آخرالامر اسی لڑائی میں مارے گئے۔ یہ نہایت کریم اور بیحد سخی تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ نہ روشن[۱] کرتا تھا۔ ایک روز شب کے وقت آگ روشن دیکھ کر استفسار کیا بتلایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص[۲] بنایا جاتا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دیدیا کہ تین روز تک برابر پورے لشکر کو خبیص پکا کر کھلایا جائے۔

(اسی ۴۳ھ میں) ابن عامر نے قیس بن الہیثم کو اپنے فرائض منصبی کے نہ پورا کرنے اور سالانہ خراج کے نہ بھیجنے کے الزام پر گورنری خراسان سے معزول کر کے عبداللہ بن حاتم کو مامور کیا لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آئے ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چلے آنے سے سخت برافروختگی ہوئی اسیوقت ایک شخص کو قبیلہ یشکر سے اور بعض کہتے ہیں اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا (انتہیٰ) بعد اسکے عبداللہ بن خازم کو گورنری دی اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ابن خازم نے ابن عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے

---

[۱] عرب کا دستور تھا کہ جن میں فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ بغرض اظہار اپنے دروازہ پر آگ روشن کرتے تھے۔

[۲] خبیص ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے۔

مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں خراسان میں بغاوت پھوٹ نہ نکلے اور قیس پسپا ہو کر نہ بھاگ آئے مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھ کو عنایت کیجئے اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مقاومت و مقابلہ سے عاجز و مجبور ہو گا تو میں اُس کا قائم مقام ہو جاؤنگا ابن عامر نے سند حکومت لکھ دی چنانچہ ابن خازم خراسان پہنچے اتفاق سے چند لوگ طغارستان کے مجتمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے قیس نے ابن خازم سے مشورہ طلب کیا ابن خازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو اُسوقت تک ٹالتے رہئے کہ لشکر مرتب و مجتمع ہو جائے اور ذرا اِدھر اُدھر سے جا کر مسلمانوں کو یکجا کر لائے قیس یہ سُنکر نکلے تھوڑا ہی فاصلہ پر گئے ہوں گے کہ ابن خازم نے ابن عامر کا فرمان نکال کر لشکریوں کو دکھلا کے افسر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلہ پر صف آرائی کی اور انکو مار کر بھگا دیا اسکی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی قیس کے ہمراہی بہت برہم ہوئے ابن خازم پر فریب کا الزام لگایا۔ امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی امیر معاویہؓ نے بلا بھیجا ابن خازم حاضر ہوئے اور معذرت کی امیر معاویہؓ نے اسکو قبول کیا اور یہ کہا کہ کل لوگوں کے روبرو اس معذرت کو پیش کرنا چنانچہ ابن خازم نے ایسا ہی کیا۔ (انتہیٰ)

سنہ ۴۳ھ میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہو گیا بجائے انکے امیر معاویہؓ نے اُن کے لڑکے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا۔

سنہ ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان میں حلم کا مادہ زیادہ تھا طبیعت نرم تھی۔ اسوجہ سے بصرہ میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا تھا زیاد نے رائے دی کہ "نیام سے تلوار کھینچ لو" ابن عامر نے کہا "میں اپنے نفس کو خراب کر کے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا" یہ کہکر چند لوگوں کو بصرہ سے بطور وفد کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے انھیں کے ساتھ کوفہ کا وفد بھی حاضر ہو گیا جن میں ابن الکوا (یعنی عبداللہ بن ابی اوفی یشکری) بھی تھا امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے عراق اور علی الخصوص

بصرہ کا حال دریافت کیا ابن الکوار نے کہا "امیر المومنین! اہل بصرہ کو انکے کمینوں نے کھا لیا اور انکے دبانے سے انکا گورنر مجبور ہے اس میں یہ قوت ہی نہیں ہے کہ انکی اصلاح کر سکے" امیر معاویہؓ بولے تعجب ہے کہ تم یہ باتیں اہل بصرہ کے روبرو کہہ رہے ہو۔ ابن الکوار نے عرض کیا بے شک میرا یہ بیان نہایت صحیح و درست ہے۔ جب اہل بصرہ کا وفد بصرہ میں لوٹ کر آیا انھوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا ابن عامر نے برافروختہ ہو کر ابن الکوار کے مخالفین میں سے عبداللہ بن ابی شیخ یشکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا والی مقرر کیا یہ خبر ابن الکوار تک پہنچی تو اُسنے ازراہ تمسخر کہا واللہ یہ عداوت اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے ہمیشہ وہ یشکری ہی کو والی بنایا کرے۔

اس واقعہ کے بعد معاویہؓ نے ابن عامر کو بلا بھیجا، حاضر ہوئے ایک مدت تک قیام پذیر رہے رخصتی کے وقت امیر معاویہؓ نے کہا میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں تم یہ کہدو کہ میں نے وہ تم کو دیدیں ابن عامر بولے اچھا میں نے دیدیا امیر معاویہؓ نے کہا (۱) تم گورنری سے دست کش ہو جاؤ شرط یہ ہے کہ ناراض نہ ہو۔ (۲) تم اپنا مال جو عرفہ میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے ہبہ کردو۔ (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرنا۔ ابن عامر نے کہا یہ سب میں نے منظور کر لیا لیکن اے امیر المومنین آپ بھی تین چیزیں جو میں آپ سے طلب کروں مرحمت فرمائیے امیر معاویہؓ نے کہا میں بخوشی خاطر اُسکو منظور کرتا ہوں۔ ابن عامر نے عرض کیا (۱) یہ کہ میرا مال جو آپ نے ضبط کر لیا ہے اسکو واپس کیجئے (۲) یہ کہ میرے کسی عامل سے کچھ حساب و کتاب نہ لیجئے اور نہ میری بُرائی کی جستجو کیجئے۔ (۳) یہ آپ اپنی لڑکی ہند سے میرا نکاح کر دیجئے۔ امیر معاویہؓ نے کہا میں نے یہ سب کر دیا۔ اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے ابن عامر سے کہا تھا کہ ان امور سے جو چاہو اختیار کر لو ایک یہ کہ تم اپنے مفوضہ ملک پر جاؤ اور میں تم سے اُس کا حساب و کتاب لوں۔ دوسرے یہ کہ تم اپنے عہدہ سے دست کشی کر لو اور میں اُس جگہ کا

کوئی اور انتظام کر دوں۔ ابن عامر نے پچھلی بات اختیار کیا۔ پس امیر معاویہؓ نے بجائے اُنکے حرث بن عبداللہ ازدی کو بصرہ کا والی مقرر کیا۔

زیاد کا نسب سمیہ[1] مادر زیاد۔ حرث بن کندہ طبیب کی لونڈی تھی جس زمانہ میں سمیہ حرث کے پاس تھی انھیں دنوں اس کے بطن سے ابو بکرہ پیدا ہوئے تھے بعد اس کے حرث نے سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام سے کر دیا جس کے گھر میں زیاد پیدا ہوا ابو سفیان زمانۂ جاہلیت میں طائف گئے ہوئے تھے واپسی کے وقت کسی طرح حسب رسم جاہلیت سمیہ کے ساتھ ہم بستر ہوئے حمل رہ گیا اور اس سے یہ زیاد وجود میں آیا اسوجہ سے نسبًا یہ ابو سفیان کی طرف منسوب کیا گیا چنانچہ ابو سفیان نے ایک موقع پر چھپے الفاظ میں

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سمیہ مادر زیاد۔ دہقان زندورد کسکر کی لونڈی تھی ایک مرتبہ دہقان علیل ہوا علاج کیلئے حرث بن کندہ ثقفی طبیب عرب بلایا گیا۔ اچھے ہونیکے بعد دہقان نے حرث بن کندہ کیخدمت میں بطور نذر سمیہ کو پیش کیا پس اس سے ابو بکرہ پیدا ہوا بعد ازاں حرث نے رنگ دیکھ کر اسکی ابنیت سے انکار کر دیا کیونکہ لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ تیری لونڈی آوارہ ہو گئی ہے بہرکیف جب رسول اللہ صلعم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپ کے منادی نے یہ منادی کی کہ جو شخص چلا آئیگا وہ آزاد ہے اور اُسکا آقا اللہ تعالیٰ اور رسول ہے تو ابو بکرہ طائف سے نکلکر حاضر خدمت ہوئے اسلام لائے حرث نے یہ دیکھ کر نافع سے کہا تو تو میرا لڑکا ہے ابو بکرہ کیطرح نکر نا پس اسوجہ سے نافع حرث کیطرف نسبًا منسوب کیا جاتا ہے۔ حرث بن کندہ طبیب نے بعد ولادت نافع، سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کر دیا۔ اتفاق سے ابو سفیان اسی زمانہ میں طائف گئے تھے یہ زمانہ انکی جاہلیت کا تھا۔ واپسی کے وقت ایک خمار کے پاس گئے جسکا نام ابو مریم السلولی تھا اور اس سے کہا مجھے ایک عورت کی خواہش ہے۔ اُس نے دریافت کیا۔ کیا سمیہ کو تو پسند کر سکتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا اسی کو لاؤ گو اسکی ڈھلی ہوئی چھاتیاں اور نکلا ہوا پیٹ ہے۔ ابو مریم نے لا کر پیش کیا۔ ابو سفیان ہمبستر ہوئے نطفہ ٹھہر گیا بعد انقضاء مدت حمل ۱ھ میں زیاد، عبید کے گھر پیدا ہوا (ابن اثیر ذکر استلحاق معاویہؓ زیاد و عقد الفرید اخبار زیاد)۔

اسکا اقرار کیا تھا جب زیاد جوان ہوا اور اس سے ہونہار ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تو ابو موسیٰ اشعری نے اپنے زمانہ حکومت بصرہ میں اسکو میر منشی کا عہدہ دیا۔ پھر عمرؓ فاروق نے بھی ایک خدمت سپرد کی جس کو زیاد نے نہایت کفایت شعاری اور امانت و دیانت سے انجام دیا اور حاضر ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا اسکو بیان کیا۔ عمرو بن العاص بیٹھے ہوئے تھے زیاد کی برجستہ گوئی دیکھ کر بولے "واللہ اس لڑکے کا باپ اگر قریشی ہوتا تو تمام عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا۔" ابو سفیان بولے (اور علیؓ ابن ابی طالب قریب بیٹھے ہوئے تھے) "واللہ میں اسکے باپ کو جانتا ہوں اور اس کو جانتا ہوں جس نے اسکو اسکی ماں کے رحم میں رکھا ہے" علیؓ ابن ابی طالب نے کہا "چپ رہو اگر عمرؓ ابن الخطاب سن لیں گے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا" پھر جب علیؓ ابن ابی طالب کا زمانۂ خلافت آیا تو آپ نے فارس کی حکومت سپرد کی زیاد نے نہایت مستعدی سے انتظام کیا امیر معاویہؓ نے تہدید کا خط لکھا اور اُس کے ابو سفیان کا لڑکا ہونے سے انکار کیا زیاد نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں امیر معاویہؓ کی دھمکی سے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ معاویہؓ مجھے ڈرانا چاہتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں ابن عم رسول اللہ صلعم معہ مہاجرین و انصار کے ہیں، امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو لکھ بھیجا میں نے تم کو والی مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے سزاوار ہو اور ابو سفیان میں خباثت نفس اور ایک جہالت تھی جسکی میراث تم کو نہ ملنا چاہئے اور نہ تمھارا نسب اس سے ملحق ہونا مناسب ہے اور معاویہؓ انسان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آتا ہے پس اُس سے احتراز کرو پھر احتراز کرو والسلام۔

امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے معاویہؓ سے سفارش کی کہ زیاد کو نسبًا

ابو سفیان کی طرف منسوب کرلو چنانچہ امیر معاویہؓ تالیف قلوب کے خیال سے زیاد کو ابو سفیان کا بیٹا لکھنے لگے اور اس امر کے ثبوت کی غرض سے جو لوگ ابو سفیان و سمیہ کے تعلقات اور زیاد کی پیدائش سے واقف تھے بلائے گئے اور اُن سے شہادت لی گئی۔ لیکن شیعان علیؓ ابن ابیطالب اس نسب سے انکار کرتے رہے حتیٰ کہ اُس کے بھائی ابو بکرہ بھی منکر تھے۔ بعد اس کے زیاد نے کسی وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ایک خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا "من زیاد بن ابی سفیان" مقصود اس تحریر سے یہ تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ بھی ابو سفیان کا لڑکا کہیں تاکہ ثبوت نسب میں کافی شہادت حاصل ہو جائے مگر ام المومنین نے جواب میں یہ عنوان اختیار کیا "من عائشۃ ام المومنین الی ابنہا زیاد"۔

عبداللہ ابن عامر اور زیاد میں کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہو گئی ایک روز عبداللہ بن عامر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا عبدالقیس بن سمیہ کون ہے جو میرے درپے رہے اور میرے عمال سے متعرض ہوتا ہے میں نے اسکی کوشش کی ہے کہ قریش اس کے مقر ہو جائیں کہ ابو سفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں۔ لوگوں نے اسکی خبر زیاد تک پہنچا دی اور زیاد نے امیر معاویہؓ تک امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بلا بھیجا یزید اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا امیر معاویہؓ اُن کو دیکھ کر دربار سے اُٹھے مکان میں گئے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے اثنار کلام میں کہا کہ میں زیاد سے بوجہ کمزوری نہیں ملتا اور نہ اسکی عزت میں اپنی ذلت سے کرتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ میں نے جو حق اللہ سمجھا اسکو میں نے پورا کر دیا۔ ابن عامر یہ سنکر باہر آئے زیاد کو راضی کیا اسوجہ سے امیر معاویہؓ بھی اُن سے راضی ہو گئے۔

زیاد بصرہ کا عامل ہوا زیاد نے بعد صلح معاویہؓ اور استلحاق نسب کوفہ میں قیام کیا تھا اور اسکی گورنری کا متمنی تھا لیکن مغیرہ کو یہ شاق گذر رہا تھا انھوں نے گھبرا کر

امیر معاویہؓ کی خدمت میں استعفار پیش کیا امیر معاویہؓ نے نامنظور کر دیا۔ بعد ازاں حرث بن عبداللہ ازدی کو گورنری بصرہ سے معزول کر کے ۴۵ھ میں زیاد کو مقرر کیا ساتھ ہی اسکے خراسان و سجستان کا صوبہ بھی اُسکی گورنری میں شامل کر دیا بعد چندے سندھ و بحرین و عمان کے صوبجات بھی ملحق کر دیئے گئے زیاد نے بصرہ میں پہنچکر خطبہ دیا جو خطبۂ بترا کے نام سے موسوم و معروف ہے (بترا کے نام سے یہ خطبہ اسوجہ سے موسوم ہوا کہ زیاد نے حمد و ثنا ترک کر دیا تھا) حاضرین کو فسق و فجور اور ہوا پرستی اور انہماک ضلالت اور انتہاک محارم سے بکمال شد و مد منع کیا اور بہت زور شور سے ترک معاصی اور بجا آوری اور ائمہ کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے بجا لاؤں گا ایک یہ کہ میں کسی حاجتمند سے نہ چھپونگا گو وہ میرے پاس شب کو آئے دوسرے یہ کہ الزام سے کسی کا وظیفہ اور تنخواہ نہ متوقف کروں گا۔ تیسرے یہ کہ میں تم لوگوں میں آتش جنگ نہ مشتعل کرونگا۔ زیاد خطبہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن الاہم نے کہا اشھد انک أوتیت الحکمۃ وفصل الخطاب زیاد نے استہزا سمجھ کر جواب دیا کذبت ذاک نبی اللہ داؤد۔

زیاد نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین کو دی اور یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو شب میں بعد عشار نکلنے کی ممانعت کر دیجائے اور اسکی نسبت خطبہ میں بھی کہا تھا کہ جو شخص رات کو اپنے گھر سے نکلیگا اور وہ میرے سامنے پیش کیا جائیگا میں اُسکو قتل کر ڈالوں گا۔ چنانچہ اس پابندی کی غرض سے بعد نماز عشار سورہ بقر پڑھوا تا تھا اور اسقدر انتظار کرتا تھا کہ لوگ گھروں تک پہنچ جائیں بعد ازاں اسکے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جسکو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا سب سے پہلے جسنے احکام شاہی کا اس تشدد سے برتاؤ و عملدر آمد کیا ہے وہ زیاد ہی تھا۔ اس نے محض بدگمانی پر لوگوں کو ماخوذ کیا شبہہ و شک پر سزائیں دیں اور اس درجہ سختی کا انتظام کیا کہ

کمینہ اور راہزن اور اٹھائی گیرے ڈر کر بیٹھ رہے لوگ بے فکری اور بے پرواہی سے کھلے دروازہ سونے لگے امن وامان اس حد تک پہنچگیا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی تھی تو اسکو کوئی اٹھاتا نہ تھا وہیں پڑی رہتی تھی تا آنکہ اسکا مالک آتا اور اٹھا لیجاتا۔ داد و دہش میں اس نے فراخ حوصلگی دکھلائی پولیس کی اسقدر زیادتی کی کہ چار ہزار تک ان کی تعداد پہنچ گئی لوگوں نے مسافروں اور شارعات عام (سڑکوں) کی اصلاح کی نسبت کہا تو اُس نے جواب دیا کہ جب تک میں شہر کی اصلاح اور اسکا انتظام نہ کرلونگا کسی طرف متوجہ نہ ہوں گا چنانچہ شہر کے انتظام درست کرنے کے بعد اطراف و جوانب اور راستوں کی بھی اصلاح شروع کی اور انتظامی امور و اصلاح و شوریٰ میں انس بن مالک، عبدالرحمٰن بن سمرہ، سمرہ بن جندب جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ابتداءً زیاد ہی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اس کے آگے آگے لوگ آلات حرب لیکر چلتے تھے۔ اسی نے دستہ فوج جاں نثاران مقرر کیا پانچسو آدمی کسی وقت دروازہ مسجد سے نہ ہٹتے تھے صوبہ خراسان کو چار حصوں پر تقسیم کیا مرو پر امین بن احمد یشکری کو، نیشاپور پر خلید بن عبداللہ حنفی کو، مرو روذ، فاریاب، طالقات پر قیس بن الہیثم کو، ہرات اور باذغیس، بوشنج پر نافع بن خالد الطاحی کو مامور کیا پھر نافع اسوجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان باد زہر جسکو انھوں نے کہیں سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا۔ جسکے پائے جواہرات کے تھے زیاد کے پاس روانہ کیا لیکن ایک پایہ اسکا نکال کر بجاے اسکے سونے کا لگا دیا زیاد کو یہ معلوم ہوگیا اس الزام سے اُس نے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ جرمانہ کیا بعضوں کا بیان ہے کہ آٹھ لاکھ تاوان لئے بعد اسکے اندو مین سے کسی کی شفارش کرنے سے نافع قید سے رہا کر دیئے گئے۔ بجاے اسکے حکم بن[1]

---

[1] حکم بن عمرو الغفاری کو رسول اللہ صلعم کی صحبت نصیب ہوئی تھی انکا شمار صحابہ میں ہے (باقی حاشیہ صفحہ ۲۰ پر)

عمرو الغفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی گئی اور صیغۂ مال اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا حکم نے طخارستان پر فوجکشی کی بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر سنہ ۴۷ھ میں بغاوت کی وجہ سے جبال غور پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ سیکڑوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا پھر حکم نے اپنے مقبوضہ ملک میں ایک نہر کھدوائی اور جنگ جبال غور سے واپسی کے وقت مقام مرو میں انس بن ابی اناس ابن ابین کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے زیاد نے انس کی قائم مقامی منظور نہ کی معزول کر کے پہلے خلید بن عبداللہ الحنفی کو اسکے انتظام کرنے کو لکھا پھر ربیع بن زیاد محاربی کو پچاس ہزار کی جمعیت سے لشکر بصرہ وکوفہ سے روانہ کیا۔

طوایف الشام اور غزوہ روم وقسطنطنیہ

ابتداءً مسلمانوں نے سنہ ۴۲ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ میں بلاد روم[1] پر فوجکشی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی اور ایک گروہ بطریقوں کا معرکہ کارزار میں کام آیا بعد اس کے سنہ ۴۳ھ میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم پر جہاد کیا اور وہیں موسم سرما میں رہے واقدی کا بیان ہے کہ بسر بن ارطاۃ لڑتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے تھے بعد ازاں عبدالرحمٰن بن خالد (یہ حمص کے والی تھے) جہاد کرتے ہوئے بلاد روم میں داخل ہوئے موسم سرما وہیں گزارا اور بسر نے اسی سنہ[2] میں براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا پھر سنہ ۴۶ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید دوبارہ بلاد روم پر حملہ آور ہوئے جاڑے بھر وہیں رہے اور ابو عبدالرحمٰن

(بقیہ صفحہ ۱۹) زیاد کا حاجب انکو غلطی سے بلا لیگیا تھا اس نے حکم بن ابی العاص کے بلانے کو بھیجا تھا۔ زیاد نے انکو دیکھ کر کہا میں نے تمہارے مقرر کرنے کا قصد نہیں کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقرری منظور کی اب تم ہی خراسان کیطرف جاؤ (کامل ابن اثیر ذکر عمال زیاد)

[1] افسوس ہے کہ مورخین نے ان لڑائیوں کی تفصیلی کیفیت نہیں تحریر کی صرف حملہ کے سنوں کے لکھنے پر اکتفا کیا ہے

[2] ابن اثیر نے اس واقعہ کو سنہ ۴۴ھ کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔

بیعی انطاکیہ میں پھر ۴۶ھ میں اسلامی فوجیں بلاد روم میں داخل ہوئیں عبدالرحمٰن بن خالد نے انطاکیہ پر، عبداللہ بن قیس فزاری صائفہ پر مالک بن ہبیرہ یشکری اور عقبہ بن عامر الجہنی اہل مصر و اہل مدینہ کے ساتھ براہ دریا رومیوں پر حملہ آور ہوئے بعد اسکے ۴۹ھ میں مالک بن ہبیرہ نے پھر بلاد روم پر جہاد کیا موسم سرما وہیں تمام کیا اور عبداللہ بن کریز البجلی صائفہ کیطرف بڑھے اور یزید بن شمرہ الرہاوی نے اسی سنہ میں اہل شام کو لیکر براہ دریا بلاد روم پر حملہ کیا اور اہل مصر کو ہمراہ لیکر عقبہ بن نافع نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسر افسری سفیان بن عوف بلاد روم کیطرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو بھی انکے ہمراہ جانیکا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا معذرت کی اس پر امیر معاویہؓ نے اسکی روانگی ملتوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی۔ مرض کی زیادتی سے بہت لوگ تلف ہو گئے یزید کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ بیساختہ اشعار ذیل پڑھنے لگا۔

ما ان ابالی بما لاقت ما جموعھم	ترجمہ مجھکو اسکی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ انکے لشکر کو
بالفرقد ونتہ من حمی و من شوم	فرقدونہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا ہوا
اذا تکات علی الانماط مرتفعاً	جبکہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا
بدیرمران عندی ام کلثوم[1]	دیر مران میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے

امیر معاویہؓ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچگئی۔ یزید کے بھیجنے کی قسم کھالی چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جنمیں ابن عباسؓ، ابن عامرؓ، ابن زبیرؓ، ابوایوبؓ انصاری بھی تھے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچکر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی۔ انھیں معرکوں میں ابوایوبؓ انصاری شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہرپناہ

[1] ام کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی تھی۔

کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں پھر فضالہ بن جبید نے ۵۱ھ ایام سرما میں بلاد روم پر حملہ کیا اور بسر بن ارطاۃ نے صائفہ پر۔

زیاد عراقین کا گورنر ہوا

مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ کا ۵۰ھ میں بعارضہ طاعون اور بعض روایت کرتے ہیں کہ ۴۹ھ اور ایک روایت کے اعتبار سے ۵۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ امیر معاویہؓ نے اس صوبہ کو بھی زیاد کے سپرد کر دیا پس زیاد بصرہ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا اثنار خطبہ میں حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں زیاد نے ممبر سے اتر کر کرسی منگوایا اور دروازہ مسجد پر رکھ کر بیٹھا اسکے ہمراہیوں نے مسجد کے دروازوں کو گھیر لیا بعد اسکے لوگ پیش کئے جانے لگے جو شخص کنکریوں کے نہ پھینکنے کی قسم کھاتا تھا چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر دیا جاتا تھا تقریباً اسی آدمی قید کئے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اسکے کان تک پہنچی اُس نے گرفتاری کا حکم دیا اوفی بن حصین بھاگ کھڑے ہوئے بعد چندے گرفتار ہو کر پیش کئے گئے زیاد نے انکو قتل کر ڈالا۔ ایک روز عمارہ بن عتبہ بن ابی معیط نے عمرو بن الحمق کی چغلی کی کہا اسکے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے زیاد نے عمرو بن الحمق کو اس مجمع کرنے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا میں کسی کے خون کو مباح نہ کرونگا جب تک وہ مجھ سے مخالفت نہ کریگا سمرہ بن جندب جس کو بصرہ میں اُس نے اپنا نائب بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خونریزی پر کمربستہ ہو گیا بیشمار عورتوں کو بیوہ اور بیحد لڑکوں کو یتیم کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اُسکے ظلم کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتارے گئے زیاد کو سمرہ کا یہ فعل زشت ناگوار گزرا مگر کوئی سزا نہ دی۔

بناء شہر قیروان

عمرو بن العاص عامل مصر نے اپنی وفات سے پیشتر عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا والی مقرر کیا تھا یہ اُنکے خالہ زاد بھائی تھے چنانچہ عقبہ لواتہ و مراتہ تک

14173

فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی پھر بعد چندے انھوں نے عہد شکنی کی عقبہ نے دوبارہ فوجکشی کی سیکڑوں کو قتل اور ہزاروں کو قید کر لیا۔ بعد اس کے ۴۳ھ میں غذامس اور آئندہ سنہ میں ودّان اور سودان کے ایک دو مقام کو بزور تیغ مفتوح کیا تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ پھر باغی ہو گئے تو امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے انکو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے مسلمانان بربر کو بھی انکے ساتھ شامل کر دیا جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی۔ افریقہ پہنچکر عقبہ نے مارشل لا جاری کر دیا۔ چاروںطرف کشت وخون کا بازار گرم کر دیا۔ اسوجہ سے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا تھا کہ جب اسلامی لشکر اُن کی سرکوبی کو آجاتا فوراً مطیع ہو جاتے اور جہاں وہ کوچ کر جاتا باغی وخودمختار ہو جاتے تھے اس کامیابی کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اسلامی لشکر کے لئے کوئی کیمپ بنایا جائے تاکہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور عساکر اسلامی اہل افریقہ کے شر وفساد سے محفوظ ومصئون رہیں چنانچہ مقام قیروان کو منتخب کر کے خس وخاشاک سے صاف کیا اونچی نیچی زمین کو مسطح بنایا، جامع مسجد بنوائی لشکریوں کے رہنے کیلئے مکانات تیار کرائے۔ ہر ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجدیں بنائی گئیں۔ جامع مسجد کا طول تین ہزار ذراع[1] اور عرض چھ سو ذراع کا تھا پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی۔ اثنا تعمیر میں برابر جہاد کرتے اور متواتر سرایا بھیجتے رہے انھیں ایام میں اکثر بربر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی دین کو قوت حاصل ہو گئی اسلامی لشکر کے بازو مضبوط ہو گئے جو قیروان میں مقیم تھا ان واقعات کے بعد امیر معاویہؓ نے مصر وافریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد انصاری کے قبضہ میں دی اُنھوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر نامی کو مامور کیا اس نے افریقہ میں پہنچکر بہت بُری طور سے عقبہ کی معزولی کو ظاہر کیا جس سے عقبہ کی بے حد سُبکی ہوئی عقبہ بیچارے افریقہ کو خیرباد کہکر شام میں امیر معاویہؓ کے پاس

---

[1] ذراع اس مقدار کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

چلے آئے اور ابو المہاجر کی شکایت کی۔ امیر معاویہؓ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اسکی نوبت نہ آئی امروز فردا میں امیر معاویہؓ کا دور خلافت تمام ہو گیا پھر یزید نے ۶۲ھ اپنے زمانہ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کی گورنری دی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ ۴۶ھ میں افریقہ کے والی ہوئے اور اسی زمانہ میں قیروان کو آباد کیا پھر یزید نے ۶۲ھ میں ابو المہاجر کو بھیجکر عقبہ کو ولایت افریقہ سے معزول کیا ابو المہاجر نے عقبہ کیساتھ اسدرجہ سختی کا برتاؤ کیا کہ اس ناکردہ گناہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ابو المہاجر کو عقبہ کے رہا کر دینے اور شام بھیجدینے کو لکھ بھیجا جب عقبہ افریقہ سے واپس ہو کر شام آئے تو یزید نے دوبارہ انکو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کیا پس انھوں نے بھی ابو المہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا تا آنکہ اہل بربر سے کسلہ شاہ برانس نے فوجکشی کی ان سبھوں کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

واقعات قتل حجر بن عدی وغیرہ

مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المومنین علیؓ پر اعتراضات کرتا تھا اور امیر المومنین عثمانؓ کی تعریف، حجر بن عدی کو یہ امر شاق گزرتا تھا اکثر اوقات کھڑے ہو کر یہ کہہ اٹھتے تھے "اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے تمھاری ہی ذات سے یہ سب کچھ ہوا میں شہادت دیتا ہوں کہ جسکی تم مذمت کر رہے ہو وہ فضیلت کا مستحق ہے اور جسکی تم برائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے۔ مغیرہ یہ جواب دیتے تھے" اے حجر سلطان کے غضب سے ڈر کیونکہ تجھ ایسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے" حجر و مغیرہ میں اس قسم کی باتیں نوک جھونک کی اکثر ہو جاتی تھیں اتفاق سے مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں حسب عادت قدیم ممبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے۔ حجر نے اسطرح پر ڈانٹ کر کہا کہ کل مسجد والوں نے سُنا" اے شخص! ہمارے روزینہ دیدے تو نے اسکو کیوں روک رکھا ہے، اس سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بڑے افسوس بات ہے کہ

تو نے امیر المومنین کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے صبح کی"۔ لوگوں نے بھی ہر چہار طرف سے چلا کر کہا۔"یہ سچ کہتا ہے ہمارے روزینہ دیدے تو جس خیال میں ہے اس سے ہم کو کچھ نفع نہیں"۔ مغیرہ یہ رنگ دیکھ کر مسجد سے نکلکر دارالامارت میں آئے مصاحبوں نے حجر کی سخت کلامی و بیباکی اور مغیرہ کے حلم و برداشت پر نفریں کر کے کہا۔"اگر تم حجر سے درگذر کرو گے تو دلوں سے خوف اُٹھ جائیگا اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ امیر المومنین معاویہؓ کے عتاب میں تم گرفتار ہو جاؤ گے"۔ مغیرہ نے جواب دیا میرا زمانۂ وفات قریب آگیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئیگا وہ اُس سے سمجھ لیگا الغرض مغیرہ بعد چندے مر گئے اور زیاد بجائے انکے گورنر ہو کر کوفہ میں آیا۔ اثنار خطبہ میں امیر المومنین عثمانؓ کی تعریف بیان کی اور اُن کے قاتلین پر لعن کیا حجر نے حسب عادت قدیم جو کہتے تھے کہا زیاد خاموش ہو گیا اور بجائے اپنے عمرو بن حریث کو مقرر کر کے بصرہ واپس آیا بعد چندے یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے اور لوگ علانیہ امیر معاویہؓ پر لعن وطعن کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں نے عمر بن حریث کو کنکریاں ماری ہیں۔ زیاد یہ سنتے ہی کوفہ کو روانہ ہوا مسجد میں پہنچکر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔ زیاد نے نہایت سختی سے اسکو مخاطب کر کے کہا لست بشئی ان لم امنع الکوفۃ من حجر واودعہ نکالا لمن بعدہ بعد اسکے حجر کو بلایا حجر نے انکار کیا زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی افسر پولیس کو اشارہ کیا کہ حجر کو پکڑ لاؤ حجر اور ان کے ہمنشینوں نے گالیاں دیں زیاد اسوقت تو خاموش ہو گیا اگلے دن اہل کوفہ کو جمع کر کے دھمکایا، ڈرایا لوگوں نے حجر سے علیحدگی دیبات ظاہر کی۔ زیاد نے کہا یوں نہیں! تم لوگوں کے جو اعزہ و اقارب حجر کے پاس ہوں ان کو تم لوگ بلا لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حجر کے پاس سوائے اُسکی قوم کے اور کوئی نہ رہ گیا اسوقت زیاد نے شداد بن الہیثم کو حکم دیا کہ حجر کے پاس جاؤ اور اسکو طوعاً و کرہاً جس طرح ممکن ہو حاضر لاؤ۔ شداد گیا، حجر نے انکار کیا بحث بڑھی حجر نے

تلوار چلائی ابو العمرطہ کندی نے حجر سے کہا "تمہاری حمایت کو سوائے میری تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے اور میری تلوار تم کو ان لوگوں سے نہ بچا سکے گی بہتر یہ ہے کہ تم کندہ میں جاکر پناہ گزیں ہو جاؤ" لیکن شداد کے ہمراہیوں نے حجر کو کندہ کیطرف جانے نہ دیا زیاد حجر کا انتظار کر رہا تھا اور حجر کو زیاد کے تبعیں گھیرے ہوئے لڑ رہے تھے ایک شخص نے ان میں سے عمرو بن الحمق پر وار کیا عمرو بن الحمق چوٹ کھا کر گرا اور پھر سنبھل کر ازدیں جا چھپا اور حجر الواب کندہ سے نکل کر سوار ہوا اسکے ہمراہ ابو العمرطہ بھی تھا بہزار خرابی جان بچاکر اپنی قوم کے محلہ میں جا پہنچا اکثر لوگ آکر مجتمع ہو گئے لیکن قبیلہ کندہ سے جو اس مجمع میں شریک ہوئے وہ نہایت کم تھے بعد اس کے زیاد نے مذحج و ہمدان کو حجر اور اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لانے کیلئے روانہ کیا۔ حجر کو یہ معلوم ہوا تو وہ اپنے مکان سے نکلکر نخع میں جا پہنچا اور برادر اشتر کے مکان میں پناہ گزیں ہوا پھر یہ خبر پاکر کہ پولیس نخع میں متلاشی ہے نخع سے نکلکر ازد پہنچا اور ربیعہ بن ناجد کے مکان میں جا چھپا لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے حجر نے گھبرا کر محمد بن اشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ زیاد سے میرے لئے امن لیلو کہ میں امیر معاویہؓ کی خدمت میں بھیجدیا جاؤں چنانچہ محمد بن اشعث معہ جریر بن عبداللہ و حجر بن زید و عبداللہ بن الحرث برادر اشتر کے حاضر ہوئے اور حجر کے امن کی درخواست کی زیاد نے منظور کر لیا بعد اسکے ان لوگوں نے حجر کو لاکر پیش کیا۔ زیاد نے بجائے امن دینے کے اس کو قید کر کے اسکے ہمراہیوں کی جستجو شروع کر دی عمر بن الحمق معہ زواعہ بن شداد کے موصل کی طرف بھاگ گیا اور ایک پہاڑ میں جاکر چھپ رہا۔ ان دونوں کا مقدمہ عامل موصل (عبدالرحمن بن عثمان ثقفی ہمشیرہ زادہ امیر معاویہؓ معروف بہ ابن ام الحکم) کے پاس بھیجدیا گیا۔ عبدالرحمن ان کی تلاش میں نکلا زواعہ تو ہاتھ نہ آیا لیکن عمرو بن الحمق کو گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کو اطلاع دی۔ امیر معاویہؓ نے لکھا کہ چونکہ اس نے امیر المومنین عثمانؓ کو سات نیزے مارے تھے پس اسی قدر نیزے اسکو بھی مارے جائیں غرض

اول یا دوسرے نیزہ میں عمرو بن الحمق مرگیا۔ پھر زیاد نے ہمراہیان حجر کی جستجو نہایت سرگرمی سے شروع کردی چنانچہ قبیصہ بن ضبعہ عبسی امن حاصل کر کے حاضر ہوا زیاد نے اس کو بھی قید کردیا اور قیس بن عباد الشبلی اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ آیا زیاد نے اس سے امیر المومنین علیؓ کی بابت دریافت کیا قیس نے تعریف و توصیف کی زیاد نے اسکو پٹوا کر قید کردیا (قیس بن عباد اُسوقت تک زندہ رہا ہے کہ ابن الاشعث کے ہمراہ ہوکر لڑا ہے۔ پھر کوفہ میں آیا لوگوں نے اسکی خبر حجاج سے کردی حجاج نے گرفتار کر کے قتل کردیا) اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن خلیفۃ الطائی کو بھیجا (یہ بھی حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا) عبداللہ چھپ گیا۔ زیاد نے اسکی گرفتاری پر پولیس کو متعین کیا عبداللہ کی بہن پولیس کو آتے دیکھ کر الفرار الفرار چلا اُٹھی عبداللہ روپوش ہوگیا۔ زیاد نے عدی بن حاتم کو جو مسجد میں تھے گرفتار کرلیا۔ اور یہ دباؤ ڈالا کہ عبداللہ بن خلیفہ کو حاضر کرویا اُسکا پتہ بتلاؤ عدی بن حاتم نے جواب دیا کیا میں اپنے چچا کے لڑکے کو حاضر کردوں کہ تو اُسکو قتل کر ڈالے واللہ وہ اگر میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اُٹھاتا۔ زیاد نے جھلا کر انکو بھی قید کردیا لوگوں کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی آپس میں صلاح و مشورہ کر کے زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تو یہ فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرداروں کے ساتھ کرتا ہے؟ زیاد نے بنظر اشتعال طبع عوام یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اچھا میں عدی کو چھوڑے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے چچا زاد بھائی کو کوفہ سے نکالدے چنانچہ قید سے عدی آزاد کر دیئے گئے اور اپنے بھائی عبداللہ کو جبال طے کیطرف چلے جانے کی رائے دی پس عبداللہ تا زمانہ انتقال وہیں مقیم رہے۔ پھر حجر کے ہمراہیوں میں سے کریم بن عفیف خثعمی پیش کئے گئے قصہ مختصر جب زیاد نے رفتہ رفتہ حجر کے ہمراہیوں میں سے بارہ آدمیوں کو قید کرلیا تو سرداران ارباع عمرو ابن حریث (یہ ربع مدینہ پر تھے) خالد بن عرفطہ (یہ ربع تمیم و ہمدان پر تھے) قیس ابن الولید (یہ ربع ربیعہ

کندہ پر تھے) ابو ہروہ بن ابی موسیٰ (یہ ربع مذحج و اسد پر تھے) کو بلایا اور ہمراہیان حجر و حجر کا مقدمہ پیش کیا ان لوگوں نے شہادت دی کہ حجر نے لشکر مجتمع کیا اور امیر المومنین معاویہؓ کو گالیاں دیں اور لوگوں کو انکے برخلاف جنگ کرنے پر اُبھارا اور یہ زعم کیا کہ خلافت آل ابیطالب میں ہونا چاہئے اور نیز شہر میں بلوہ کیا اور امیر المومنین کے گورنر کو نکال دیا اور علیؓ ابن ابیطالب کی ہواخواہی اور محبت ظاہر کرتے ہوئے انکے مخالفین سے استبرار کیا اور یہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں اسکے لشکر کے سردار اور اسکے مشیر ہیں۔ زیاد نے ان شہادتوں کے لینے کے بعد اور شہادتیں طلب کیں چنانچہ اسحاق و موسیٰ پسران طلحہ بن عبیداللہ، منذر بن الزبیر، عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہم نے شہادتیں دیں ان ہی شاہدوں میں شریح بن الحرث و شریح بن ہانی کے نام بھی تھے۔ زیاد نے ایک عرضداشت میں ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی و کثیر بن شہاب کو بلا کر حجر اور اسکے ہمراہیوں کو مع عرضداشت امیر معاویہؓ کی خدمت میں لیجانے کیلئے سپرد کیا حجر بن عدی کے ہمراہیوں کے یہ نام تھے :۔ ارقم بن عبداللہ کندی، شریک بن شداد حضرمی، صیفی بن فضیل شیبانی، قبیصہ بن ضبیعہ عبسی، کریم بن عفیف خثعمی، عاصم بن عوف البجلی، ورقاء بن سمی البجلی، کرام بن جبان الغزی، عبدالرحمٰن بن حسان الغزی، محرز بن شہاب تیمی، عبداللہ بن حویتہ السعدی۔

پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد سعد بن بکر سے عتبہ بن الاخنس اور سعد بن عوات ہمدانی کو گرفتار کرا کے امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا۔ تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ شریح بن ہانی آ پہونچے اور ایک بند لفافہ میں امیر معاویہؓ کے نام کا خط وائل بن حجر کو دیکر واپس آئے۔ جس وقت یہ لوگ مرج عذراء (قریب دمشق) پہنچے وائل و کثیر نے آگے بڑھ کے امیر معاویہؓ سے ملاقات کی واقعات بتلائے اور شریح کا خط دیا امیر معاویہؓ نے کھولا۔ لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری شہادت حجر کے مقدمہ میں

لکھ دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، عمرہ و حج ہمیشہ کرتے ہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خون حرام و مال حرام سے احتراز کرتے ہیں پس اگر آپ چاہیں تو ان کو قتل کر ڈالیں اور اگر مناسب سمجھیں تو رہا کر دیں۔ امیر معاویہؓ نے خط پڑھ کر وائل سے خطاب کر کے فرمایا میں یہ کیا دیکھتا ہوں اس نے (یعنی شریح بن ہانی نے) اپنے کو شہادت سے علیحدہ کیا ہے؟ وائل نے اسکا کچھ جواب نہ دیا امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو مرج عذرا میں قید کر دیا اس عرصہ میں عتبہ بن الاخنس و سعد بن عنوان بھی پابہ زنجیر آپہنچے۔ عامر بن الاسود العجلی نے امیر معاویہؓ کو اس سے مطلع کیا یزید بن اسد البجلی نے عاصم و ورقاء (اپنے عم زادوں) کی سفارش کی اور اس سے پیشتر جریر بن عبداللہ البجلی نے ان دونوں آدمیوں کی جرأت اور بے جرمی لکھ بھیجا تھا چنانچہ امیر معاویہؓ نے عاصم و ورقاء کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس کو اور حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن حوبہ کو سفارش کر کے آزاد کرایا۔ انکی دیکھا دیکھی مالک بن ہبیرہ سکونی نے اٹھ کر عرض کیا میرے ابن عم حجر کو بھی میری سفارش سے رہا کر دیجئے۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا وہ سردار ہے اگر میں اسکو چھوڑ دونگا تو آئندہ خوف فساد کا ہے، مالک بن ہبیرہ یہ جواب صاف سنکر جھلا کر اٹھ آیا اور اپنے گھر بیٹھ رہا۔ بعد اس کے امیر معاویہؓ نے ہدبہ بن فیاض قضاعی، حسین بن عبداللہ کلابی، ابو شریف البدری کو حجر اور اسکے ہمراہیوں کے قتل پر مامور کیا پس یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا تم لوگ اگر علیؓ سے بیزاری ظاہر کرو اور انکو طعن و تشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے، حجر اور اسکے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا تمام رات نمازیں پڑھتے مغفرت کی دعا مانگتے رہے صبح ہوتے فیاض وغیرہ قتل کے لئے آگے بڑھے حجر نے وضو کیا نماز پڑھی پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا واللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے زیادہ چھوٹی نہیں پڑھی اگر مجھے یہ شبہ

نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا۔
اللھم انا نستعدیك علی امتنا فان اھل الکوفة یشھدوا علینا وان اھل الشام یقتلوننا حجر کی زبان سے اس قدر کلمات نکلنے پائے تھے کہ فیاض تلوار کھینچکر حجر کیطرف چلا۔ حجر سہم گئے۔ فیاض کے ہمراہیوں نے کہا کیوں؟ تم تو یہ کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بہتر ہے کہ اپنے دوست (علیؓ) سے بیزاری ظاہر کرو ہم چھوڑ دینگے" حجر بولے کہ میں موت سے نہیں ڈرتا درانحالیکہ میں مابین قبر و کفن و تلوار کے ہوں اور بفرض اگر میں موت سے ڈروں بھی تو وہ کلمہ کبھی اپنی زبان سے نہ کہونگا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو" فیاض نے لپک کر حجر پر تلوار چلائی اور اسکے ہمراہیوں نے اوروں پر وار کیا۔ حجر کے ساتھ جو اس واقعہ میں راہی ملک بقا ہوئے اُن کے نام یہ تھے۔
" شریک بن شداد، ضیفی بن فضیل، قبیصہ بن ضبیعہ، محرز بن شہاب، کرام بن حبان"
قتل کرنے کے بعد فیاض نے ان لوگوں کو دفن کرایا اور عبدالرحمٰن بن حسان عنزی اور کریم بن عفیف خثعمی کو امیر معاویہؓ کے پاس لائے (اسوجہ سے ان دونوں آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں امیر معاویہؓ کے پاس لیچلو جو وہ کہیں گے ہم بھی وہی کہیں گے) پہلے کریم پیش کئے گئے ان سے کہا گیا کہ تم امیر المومنین علیؓ سے استبراء (علیحدگی) ظاہر کرو، کریم نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ سمرہ بن عبداللہ خثعمی نے کھڑے ہو کر انکی سفارش کی امیر معاویہؓ نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ آئندہ یہ کوفہ نہ جائیں غرض کریم رہا ہو کر موصل میں جا کر مقیم ہوئے۔ باقی رہے عبدالرحمٰن بن حسان ان سے دریافت کیا گیا۔ تم علیؓ کی بابت کیا کہتے ہو؟ جواب دیا میں ان کو بہت اچھا اور نہایت افضل سمجھتا ہوں پھر استفسار کیا عثمانؓ کیسے تھے؟ جواب دیا سب کے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا وہ یہی تھے (عیاذاً باللہ) امیر معاویہؓ نے اسکو زیاد کے پاس لوٹا دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ اسکو نہایت اذیت سے قتل کرنا پس زیاد نے اسکو زندہ دفن کرا دیا اور یہ ساتواں

شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

مالک بن ہبیرہ سکونی نے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی مکان پر پہنچکر اپنی قوم کو مجتمع کیا اور حجر کے چھڑانے کو چلا اثنار راہ میں قاتلین (یعنی فیاض وغیرہ سے ملاقات ہو گئی حجر کا حال دریافت کیا جواب دیا کہ وہ سب کے سب فرش خاک پر موت کی گہری نیند میں ہیں مالک کو اسکا یقین نہ ہوا عذرا میں داخل ہوا تو وہ علم درجہ یقین کو پہنچا فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن یہ انکی گرد کو بھی نہ پہنچے مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا امیر معاویہؓ کے پاس نہ گیا فیاض نے امیر معاویہؓ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا امیر معاویہؓ نے کہا یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں بھرا ہوا تھا مجھے امید ہے کہ اب فرو ہو رہا ہو گا۔ رات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری سفارش اسوقت اسوجہ سے نہیں منظور کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو آتش جنگ نہ مشتعل ہو جائے اور یہ امر مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھا۔ مالک یہ سُنکر خوش ہو گیا۔ دراہم لے کر گھر میں رکھ لئے۔

ام المومنین عائشہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجر معہ چند لوگوں کے گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے ہیں تو جنابہ موصوفہ نے عبدالرحمن بن الحرث کو امیر معاویہؓ کے پاس سفارش کی غرض سے روانہ کیا لیکن یہ لوگ اسوقت دمشق میں پہنچے جبکہ حجر معہ اپنے ہمراہیوں کے قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمن نے امیر معاویہؓ سے کہا کیوں معاویہؓ! حجر کے قتل کے وقت ابوسفیان کا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا؟ امیر معاویہؓ نے جواب دیا جہاں تم جیسے قوم کے حلیم غائب ہو گئے تھے اور مجھکو تو اس امر پر ابن سمیہ (زیاد) نے آمادہ کیا تھا اسوجہ سے میں حجر کے قتل پر تل گیا ام المومنین عائشہؓ کو حجر کے قتل کا مدتوں افسوس رہا۔

لوگوں نے حجر کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے یوں بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ

زیاد نے جمعہ کے دن بہت بڑا خطبہ پڑھا جس سے نماز کا اول وقت جاتا رہا حجر کو یہ فعل ناگوار گذرا چلا کر بولے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ زیاد کچھ متوجہ نہ ہوا تب اُنھوں نے نماز کے بے وقت ہونے سے ڈر کر ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کیطرف پھینکیں اور نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی حاضرین بھی اُٹھے زیاد نے یہ دیکھ کر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور امیر معاویہؓ کو حجر کی بہت شد و مد سے شکایت لکھ بھیجی امیر معاویہؓ نے حکم بھیجا کہ حجر کو پا بہ زنجیر گرفتار کر کے بھیجدو پس زیاد نے سپاہیوں کو حجر کے گرفتار کرنیکو بھیجا گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے اُسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو بالآخر حجر معہ ان لوگوں کے جنھوں نے حجر کی ہمدردی و اعانت کی گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کے پاس بھیجدیئے گئے امیر معاویہؓ نے حجر کے قتل کا حکم دیا۔ حجر نے دو رکعت نماز پڑھی اور حاضرین کو یہ وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور ہتکڑی نہ اُتارنا نہ میرے خون کو دھونا۔ میں کل قیامت میں معاویہؓ سے اسی حالت سے ملوں گا۔ اسکے بعد امیر معاویہؓ سے ام المومنین عائشہؓ نے بوقت ملاقات ارشاد کیا تھا" این حلمك عن حجر" امیر معاویہؓ نے عرض کیا "لم یحضرنی رشید" (انتہی)

۵۱ھ؁ میں بعد موت حسن بن عمرو الغفاری ولایت خراسان پر زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو مامور کیا اور لشکر کوفہ و بصرہ سے پچاس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا جس میں صحابہؓ سے بریدہ بن الحصیب و ابو برزۃ الاسلمی بھی تھے ربیع نے خراسان میں پہونچکر بلخ کا رخ کیا (کیونکہ اہل بلخ نے بعد مصالحت احنف بن قیس پھر عہد شکنی کی تھی)، اور اسکو فتح کر کے قہستان (کوہستان) پر جا پہنچا اور اسکو بھی بزور تیغ کمال مردانگی سے فتح کیا اسکے گرد و نواح میں جس قدر ترک تھے سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سے سوائے قزل طرخان کے کوئی جانبر نہ ہوا جو قتیبہ بن مسلم کے زمانہ حکومت میں انھیں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ربیع کو جسوقت خراسان میں حجر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا سکتہ سا ہو گیا۔

---

۵۱ یہ واقعہ ۵۳ھ؁ کا ہے (ابن اثیر ذکر وفات ربیع)

تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے "عرب ہمیشہ حجر کے بعد سے یوں ہی قتل کیا جائیگا۔ اگر وہ لوگ حجر کے قتل سے رُک جاتے تو اپنے کو اس قتل عام سے بچا لیتے لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے" پھر اسکے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے میں کچھ دعا کروں گا تم لوگ آمین کہنا" پس بعد نماز جمعہ ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اللھم ان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک عاجلاً (اے اللہ اگر میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلالے) لوگوں نے موافق ہدایت کے آمین کہا۔ دعا کر کے مسجد سے باہر نکلے گھر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ گر گئے۔ موجودین اٹھا کر مکان پر لائے ہوش آیا تو اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب کیا اور اُسی دن راہی ملک بقا ہوئے پھر اس کے دو مہینہ بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن عبداللہ الحنفی کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ زیاد نے اس تقرری کو منظور کر لیا۔

زیاد کی موت ماہ رمضان ۵۳ھ میں زیاد کے دائیں ہاتھ کی اونگلی میں ایک دانہ نکل آیا تھا جسکے صدمہ سے مرگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب کی بد دعا سے یہ واقعہ اس طرح پر ہوا کہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو لکھا تھا کہ "میں نے عراق کو دائیں بائیں معقول طور سے زیر کر لیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے حجاز پر متعین کیجئے" چنانچہ امیر معاویہؓ نے حجاز کی گورنری کا فرمان بنام زیاد لکھ بھیجا اہل حجاز اس کے ظلم وستم سے ڈر کر عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں آئے۔ عرض حال کیا، دعا کے خواستگار ہوئے عبداللہ بن عمرؓ قبلہ رو ہو بیٹھے۔ دعا کرنے لگے۔ حاضرین بھی دعا کر رہے تھے منجملہ اُن کے دعاؤں کے ایک فقرہ یہ بھی تھا اللھم اکفنا شر زیاد (اے اللہ شر زیاد سے ہم کو بچا) اسکے بعد ہی اسکے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اسکا زہر پھیلنے لگا شدت تکلیف سے لوگوں نے ہاتھ کٹا ڈالنے

کی رائے دی۔ زیاد نے شریح قاضی کو بلا کر کٹانے کی بابت مشورہ کیا[1] شریح نے کہا "تیرا رزق معین ہے اور موت کا دن مقرر ہے ۔ مجھے یہ پسند نہیں آتا کیونکہ شاید تیری زندگی کا حصہ ابھی باقی ہو اور کٹے ہوئے ہاتھ سے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانہ موت قریب آگیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو جائیگا پس جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کریگا کہ تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا تو جواب دیدینا تیرے روبرو آنے سے نفور ہو کر اور تیرے قضا سے بھاگ کر" زیاد نے شریح کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھ کٹانے کا قصد مصمم کر لیا جسوقت آگ اور آلہ قطع پر نظر پڑی ڈر کر ہاتھ کٹانے سے رک گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ شریح کے کہنے سے رک گیا تھا۔ شریح باہر آئے تو لوگ ملامت کرنے لگے شریح نے کہا مجھ سے اُس نے مشورہ طلب کیا تھا میں کیسے اُسکے ہاتھ کٹانے کی رائے دیتا کیونکہ المستشار موتمن ایک مشہور قول ہے۔

زیاد کا جسوقت زمانہ مرگ قریب آیا اسکے لڑکے نے کہا میں نے تیرے لئے ساٹھ جوڑے کپڑے نفیس بنوائے ہیں جواب دیا اے صاحبزادے تیرے باپ کیلئے اُن کپڑوں سے عمدہ کپڑے پہننے کا وقت آگیا۔ یہ کہہ کر کوفہ پر عبداللہ بن خالد بن اسید کو عبداللہ بن عمر بن غیلان کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور مر گیا۔ کوفہ کے قریب مقام ثویہ میں دفن کر دیا گیا۔ قمیص ہمیشہ پہنتا تھا اور اکثر پیوند دار ہوتا۔ بعد اس کے عبداللہ بن خالد معزول کر دیا گیا اور کوفہ کی گورنری ضحاک بن قیس کو دی گئی۔

عبیداللہ بن زیاد کی گورنری

زیاد کے مرنے پر اُسکا لڑکا عبیداللہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اُسوقت اُسکی عمر پچیس برس کی تھی۔ دریافت کیا تیرا باپ دونوں شہروں (یعنی کوفہ و بصرہ) پر کس کو مامور کر گیا؟ عبیداللہ نے جو معلوم تھا عرض کیا۔ فرمایا اگر تجھے تیرا باپ مامور و مقرر کر جاتا تو میں بھی

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے مضمون مابین خطوط ہلالی مروج الذہب سے لیا گیا ہے۔

تجھے بحال رکھتا" عرض کیا "میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں مبادا آپ کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (یعنی امیر معاویہؓ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا" امیر معاویہؓ یہ سُنکر ہنس پڑے اور اسکو خراسان کا والی کر دیا روانگی کے وقت چند وصیتیں کیں منجملہ اُن کے یہ مضامین تھے "اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اسکے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا کیونکہ اس سے ڈرنے میں منافع کثیر ہیں اور اپنی عزت بچائے رکھنا کہیں اسکو خراب نہ کر ڈالنا۔ اگر کسی سے کوئی عہد و پیمان کرنا تو اُسے پورا کرنا۔ تھوڑی چیز (یعنی دنیا) کی عوض میں بڑی چیز (یعنی آخرت) کو نہ فروخت کرنا جب تک کسی امر کا قصد مصمم نہ کر لینا زبان سے اُسکو نہ نکالنا کیونکہ جب تم کسی بات کو زبان سے نکال چکے تو اُسکو واپس نہ لے سکو گے۔ اور جب دشمنوں سے صف آرائی کی نوبت آئے تو جو لوگ تم سے بڑے ہوں اُنکو ذمہ دار بنانا اور کتاب اللہ پر بیعت لینا۔ غیر مستحق اور نا اہل کو کسی امر کی امید نہ دلانا اور نہ حقدار کو اسکے حق سے نا امید کرنا"

عبید اللہ بن زیاد امیر معاویہؓ سے رخصت ہو کر اوائل ۵۴ھ میں خراسان کیطرف روانہ ہوا نہر عبور کر کے جبال بخارا کی جانب لشکر لئے ہوئے بڑھا۔ راہ میں نسف۔ بیکند کو بزور تیغ فتح کیا ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد میدان جنگ سے ترک بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ اسکی ملکہ خاتون بھی تھی۔ ایک پاؤں میں جوتی پہننے پائی تھی کہ مسلمانوں نے پہنچکر گرفتار کر لیا اور دو لاکھ درہم پر فروخت کر ڈالا۔ عبید اللہ اس لڑائی میں بذاتہ لڑ رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرے میں پھریرہ۔ لڑتے لڑتے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا پھر یکایک اپنے پھریرہ کو بلند کرتا تھا جس سے خون ٹپکتا تھا۔ یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کیجاتی ہے

عبید اللہ بن زیاد کامیابی کے بعد دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا۔ بعد ازاں ۵۵ھ میں امیر معاویہؓ نے حکومت بصرہ بھی اسی کے سپرد کر دی اسوجہ سے کہ ایک روز

عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر بصرہ ممبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے بنو ضبہ میں سے کسی نے کنکریاں ماریں عبداللہ بن عمر بن غیلان نے اسکا ہاتھ کٹا لیا بنو ضبہ مجتمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہمارے بھائی سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی۔ اور تم نے اُسکی سزا بھی دیدی ایسا نہ ہو کہ اسکی اطلاع امیر المومنین معاویہؓ کو ہو جائے اور وہ برہم ہو کر کوئی عام سزا نہ تجویز کر دیں لہذا تم ایک خط لکھدو کہ میں نے محض شبہہ وظن پر یہ ہاتھ کٹوا دیا ہے ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لیکر امیر المومنین معاویہؓ کے پاس چلا جائیگا تاکہ آئندہ کی شاہی عقوبت سے ہم لوگ محفوظ رہجائیں"۔ عبداللہ اس دم پٹی میں آ گئے اور اُن لوگوں کو ایک خط بمضمون بالا لکھ کر دے دیا۔ جب یہ سال ختم ہو گیا تو شروع سال ہوتے عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بنو ضبہ بھی اُن کے ساتھ ہی جا پہنچے اور عبداللہ بن عمر بن غیلان پر دعوی کر دیا کہ اس نے براہ ظلم ہمارے بھائی کے ہاتھ کٹا ڈالے ہیں شہادت میں خود اسکا لکھا ہوا خط پیش کیا امیر معاویہؓ نے پڑھ کر کہا "یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے عمال سے اس کا بدلیا جائے لیکن تمھارے بھائی کی دیت بیت المال سے دیدیجائے گی" بعد اس واقعہ کے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمر بن غیلان معزول کر دیئے گئے بجائے اسکے عبیداللہ بن زیاد مامور ہوا اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود والی بصرہ ہوا۔ عبیداللہ کے بعد اسلم نے نہ کوئی جہاد کیا اور نہ کسی ملک کو فتح کیا۔

یزید کی ولیعہدی

طبری نے بہ سند لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں آئے ضعف کی شکایت کی ۔معذوری کی وجہ سے استعفار داخل کیا منظور ہو گیا۔ مغیرہ کی علیحدگی پر امیر معاویہؓ نے سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنیکا قصد کیا۔ مغیرہ کے ملنے جلنے والے کہنے لگے "تم کو امیر معاویہؓ نے نکال دیا ہے"۔ مغیرہ بولے اس تذکرہ کو چھوڑو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے۔ جواب دینے کو

تو یہ جواب دیا لیکن دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اسی وقت سے بحالی کی فکر ہوگئی۔ اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے "تم امیر معاویہؓ سے اپنی ولیعہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ اَجل صحابہ اور سرداران و بزرگان قریش انتقال کر چکے ہیں اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے و سیاست میں افضل ہو۔ میرے نزدیک امیر المومنین کو تمھاری ولیعہدی کی بیعت لینے سے کوئی امر مانع نہ ہوگا"۔ یزید نے اس مضمون کا اپنے باپ سے جا کر اعادہ کیا۔ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو بُلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی۔ مغیرہ نے عرض کیا "امیر المومنین آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ بعد امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے کسقدر خوں ریزیاں اور اختلافات ہوئے ہیں اور یزید تو آپ کا لڑکا ہے۔ آپ اسکی ولیعہدی کی بیعت لوگوں سے لیجئے آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماوا و ملجاء ہوگا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ فساد میں اس کام کی انجام دہی کے لئے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد بصرہ میں۔ اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے" امیر معاویہؓ نے اس تقریر کو غور سے سُنکر مغیرہ کو بحالی کی سند دی اور دوبارہ کوفہ کیطرف واپس کیا اور یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔

مغیرہ نے کوفہ میں پہنچکر ہوا خواہان دولت بنی اُمیہ سے اسکا ذکر کیا۔ ان لوگوں نے بکمال خوشی منظور کر لیا۔ مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو بطور وفد اپنے لڑکے موسیٰ کے ساتھ دار الخلافت دمشق کو روانہ کیا۔ اہل وفد نے حاضر ہو کر ولیعہدی یزید کی بیعت کی درخواست پیش کی۔ امیر معاویہؓ نے دریافت کیا۔ کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟ عرض کیا ہم سب اور ہمارے سوا اور جتنے آدمی ہیں سب اس سے راضی ہیں۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اُس پر ہم غور کرینگے دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ سوچ کر کام کرنا بہتر ہے عجلت کرنے سے"، بعد اسکے

زیاد کو یہ کل حالات لکھ بھیجے اور اس سے مشورہ طلب کیا۔[1]

زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک معتمد ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار۔ لوگوں میں دو خصلتیں رکھی گئی ہیں ایک راز کا افشا کر دینا۔ دوسرے غیر اہل کو نصیحت کرنا اور ہمراز ہونے کے دو ہی شخص اہل ہو سکتے ہیں ایک وہ شخص جسکی مدنظر آخرت ہو دوسرا جسکو تی نفسہ دنیاوی شرف، ظاہری وجاہت، عقل سلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں میں نے ایک راز سربستہ میں مشورہ لینے کو بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے یہ خط لکھا ہے اور ولیعہدی یزید کی بابت مشورہ طلب کیا ہے اسوجہ سے کہ لوگوں کے تنفر سے وہ خائف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس امر میں انکی اطاعت کریں لیکن مسلمانوں کا اس امر پر راضی ہونا ایک امر اہم ہے یزید میں آوارگی، بیہودگی، بددیانتی، نا اہلی ہے میرے نزدیک تم امیر المومنین سے جا کر ملو اور یزید کے افعال سے مطلع کرو اور صاف صاف کہدو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اسکو انجام ہی دیا چاہتے ہیں تو عجلت نہ کیجئے کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ عجلت میں وہ فوت ہو جائے" عبید بن کعب بولا کیا اسکے سوا تم اور کوئی رائے نہیں دے سکتے ؟ زیاد نے کہا اور کیا کہوں عبید نے جواب دیا مناسب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی رائے سے مخالفت نہ کرو اور نہ انکے لڑکے کا اسکو بدخواہ بناؤ میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اسکو آگاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیاد کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت سے ڈر رہا ہے کیونکہ عوام تمھارے افعال و کردار سے ناراض ہیں اگر مناسب سمجھو تو تم ان افعال و حرکات کو چھوڑ دو تاکہ لوگوں کو قایل معقول کرنے کا

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ مترجمین کی عبارت میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد سیوم صفحہ ۲۵۲ سے ترجمہ کر کے لکھا ہے۔

زیاد کو موقع مل جائے اور جو تم چاہتے ہو وہ امر حاصل ہو جائے۔ زیاد نے یہ رائے پسند کی۔ ادھر عبید رخصت ہو کر یزید کے پاس پہنچا اور اُس سے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہا ادھر زیاد نے لکھ بھیجا کہ " بالفعل عجلت نہ کیجئے ورنہ لوگ بھڑک اٹھیں گے اور یہ کام فوت ہو جائیگا۔ امیر معاویہؓ خاموش ہو رہے تھوڑے دلوں بعد جب زیاد مر گیا تو امیر معاویہؓ نے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کا مصمم قصد کر کے کارروائی شروع کر دی پہلے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک ہزار دراہم بطور نذر کے بھیجے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے اسکو قبول کر لیا بعد اسکے ولیعہدی یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا گیا عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد کیا " میں اپنے دین کو بعوض دنیا نہ فروخت کرونگا کیا معاویہؓ نے ایکہزار درہم پر میرے دین کے خریدنے کا قصد کیا ہے ؟" یہ کہکر دراہم واپس کر دیئے اور ولیعہدی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ پھر امیر معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو لکھا " میرا سن زیادہ ہو گیا ہے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑ جائیگا اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولیعہد بنالوں لیکن بغیر مشورہ تمھارے اور انلوگوں کے جو تمھارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا تم میری طرف سے اس امر کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو اور جو خیال اپنا وہ ظاہر کریں اُس سے مجھے مطلع کرو"۔ مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہؓ کے مضمون خط سے آگاہ کیا لوگوں نے متفق ہو کر کہا " بہتر ہے امیر المومنینؓ کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں " مروان نے اس سے امیر معاویہؓ کو مطلع کیا امیر معاویہؓ نے جواب میں لکھا " یزید کو میں اپنے بعد ولیعہد کرتا ہوں " مروان نے اہل مدینہ کو ایکجا کر کے کھڑے ہو کر مضمون خط سنا دیا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اٹھ کر کہا " واللہ! اے مروان تو جھوٹا ہے اور معاویہؓ بھی جھوٹھ بولتا ہے تم دونوں نے اُمت محمد (صلعم) کیلئے کیا بہتری

ڈھونڈھی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو حکومت ہرقلیہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل جب مر جائے تو اُسکی جگہ پر دوسرا ہرقل قائم ہو" حسینؓ ابن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابن زبیر نے اس کلام کی تائید کی۔ جلسہ درہم و برہم ہوگیا۔ مروان نے کل واقعات امیر معاویہؓ کے پاس لکھ بھیجے۔ اسوقت امیر معاویہؓ نے اپنے عمال و گورنروں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی ثنا و صفت لوگوں میں بیان کرو اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے یزید کی ولیعہدی کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے وفود بھیجو" چنانچہ منجملہ اُن وفود کے جو امیر معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصرہ کا وفد لیکر گئے۔

وفود کے مجتمع ہو جانے پر امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا کہ میں تمہیداً کچھ بیان کرونگا جسوقت میں تقریر کرکے خاموش ہو جاؤں اسوقت تم اٹھکر ولیعہدی یزید کی بیعت کی تقریر کرنا اور لوگوں کو اس امر پر آمادہ کرنا۔ چنانچہ پہلے امیر معاویہؓ کھڑے ہو کر اسلام کے فضائل، خلافت کے فرائض و حقوق، مسلمانوں کے اتفاق و اطاعتِ خلیفہ کو اجمالاً بیان کرکے بیٹھ گئے۔ ضحاک اُٹھا حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا "اے امیر المومنین! آپ کے بعد لوگوں کو ضرور ایک امیر کی ضرورت ہوگی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو آپ کا ولیعہد نہ بنالیں گے تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوں گے خوں ریزیاں ہوں گی، راستہ امن کے بند ہو جائیں گے، یوماً فیوماً ابتری کا زمانہ آتا جائیگا۔ اچھے آدمی کمیاب ہوتے جائیں گے۔ ہمارے نزدیک یزید بن امیر المومنینؓ نہایت راست گو، راست باز، خوش خو، ملک داری کے آئین سے واقف ہے جیساکہ لوگ اور آپ بھی جانتے ہیں وہ ہم سے علم و حلم و رائے میں افضل ہے پس آپ اُسی کو اپنا ولیعہد بنائیے اور اپنے بعد اسکو ہمارا پیشوا مقرر کیجئے جسکے سایۂ امن میں ہم پناہ گزیں ہوں عمرو بن سعید الاشدق نے اسکی تائید کی اور یزید بن المقنع عذری

نے کھڑے ہو کر کہا۔ (امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ کر کے) یہ امیر المومنینؓ ہیں اور جو شخص اس سے اختلاف کریگا تو (تلوار کی طرف اشارہ کر کے) تو یہ ہے" امیر معاویہؓ نے یزید بن المقنع سے کہا بیٹھ جاؤ تم خطیبوں (لکچررز) کے سردار ہو۔ بعد اسکے وفود عرض معروض کرنے لگے احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے امیر معاویہؓ نے کہا تمھاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا مجھے خوف ہے کہ میں جو کہونگا اسکی تم تصدیق کروگے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ وہ تکذیب کریگا۔ اے امیر المومنینؓ تم یزید کے شبانہ روزی حالات سے بخوبی واقف ہو اسکے ظاہر و باطن آمدورفت سے کما حقہ آگاہ ہو اگر تم جانتے ہو کہ اسمیں اللہ تعالیٰ اور امت محمد (صلعم) کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ نہ کرو اور اگر تم اسکے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زیادہ فکر نہ کرو سفر آخرت قریب ہے باقی رہے ہم، ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کہیں اسکو بسر وچشم منظور کریں" قیس کی اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا" ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ معدیہ عراقیہ کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنینؓ کے احکام کی بسر وچشم تعمیل کریں گے اور یہ تلوار ہمارے پاس ہے جو اس کے خلاف کرے گا اُس سے ہم نپٹ لیں گے" اس شامی کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ برخاست ہو گیا لوگ منتشر و متفرق ہو گئے احنف کی تقریر کا چرچا ہونے لگا اور بظاہر یہ معلوم ہوا کہ اب یہ کام نہ ہو گا لیکن امیر معاویہؓ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے ہر شخص سے مدارات وسلوک کرتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اہل عراق و شام کے اکثر آدمیوں نے ولیعہدی یزید کی بیعت کر لی۔

اہل عراق و شام سے ولیعہدی یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہؓ ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حسین ابن علی، عبداللہ بن زبیرؓ عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) اس خیال سے کہ امیر معاویہؓ

ہمارے کہنے پر عمل نہ کریں گے مکہ کیطرف روانہ ہوگئے امیر معاویہؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہے یہ سبھوں سے عقل میں، فضل میں، سیاست میں افضل ہے میرا خیال یہ ہے کہ کوئی شخص ان امور میں اسکو نہیں پہنچ سکتا'' کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا امیر معاویہؓ منبر سے اتر کر ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں گئے اور اس سے پیشتر انکو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حسین ابن علی اور ابن عمر (رضی اللہ عنہم) وغیرہ بخوف بیعت ولیعہدی یزید مکہ چلے گئے ہیں آپ نے ارشاد کیا میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے، جواب دیا اے ام المومنین وہ لوگ مجھے یزید سے زیادہ عزیز ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس بیعت کو ناقص کر دوں جو ولیعہدی یزید پر میں نے لی ہے اور پوری ہو گئی ہے'' اس پر ام المومنین عائشہؓ خاموش ہو ہیں امیر معاویہؓ تھوڑے دن مدینہ میں ٹھہر کر مکہ کو روانہ ہوئے۔ امیر معاویہؓ کی خبر آمد سنکر اہل مکہ ملنے کو آئے حسین اور ابن عمر (رضی اللہ عنہم) وغیرہما بھی یہ خیال کر کے کہ شاید معاویہؓ اپنے فعل سے نادم ہو کر آئے ہیں ملنے کو گئے بطن مر میں ملاقات ہوئی امیر معاویہؓ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا سبھوں کو سواریاں دیں اور ان کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ روزانہ بلا کسی ذکر و مذکور بنظر تالیف قلوب انعام و صلہ دینے لگے آپس میں ایک روز ان میں سے ایک شخص نے کہا امیر معاویہؓ جو کچھ ہم لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اسکو یہ نہ سمجھنا کہ ازراہ صلہ رحم کر رہے ہیں بلکہ اس خیال سے یہ سلوک کرتے ہیں کہ ہم ان کے مقصود و مطلوب میں رخنہ انداز نہ ہوں مناسب ہوگا کہ کچھ جواب سوچ رکھو سبھوں نے اس رائے پر صاد کیا اور باتفاق ابن زبیر کو جواب دینے کیلئے آمادہ کیا۔ اسکے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ان سب بزرگوں کو مجتمع کر کے کہا تم لوگ میری عادت سے واقف ہو میرے برتاؤ جو تمھارے ساتھ ہیں اسکو

بھی تم بخوبی جانتے ہو۔میں تمھارے ساتھ عزیزانہ رسم وراہ رکھتا ہوں اور یزید تمھارا بھائی اور تمھارے چچا کا لڑکا ہے۔میں یہ چاہتا تھا کہ تم اسکو میرے بعد خلافت کیلئے نامزد کرو چہ جائیکہ تم ہی لوگ اسکو معزول کرتے ہو جو چاہتے ہو حکم کرتے ہو، مال و دولت کو عزیز رکھتے ہو اور اسکو با خود ہا تقسیم کرتے ہو اور یزید غریب تم کچھ متعرض نہیں ہوتا" اس فقرہ کو امیر معاویہؓ نے دوبارہ ارشاد کر کے عبداللہ بن زبیر کیطرف خطاب کیا۔ ھات لعمری انك خطیبھم (آؤ اپنی قسم تم ان کے خطیب ہو) ابن زبیر نے اٹھ کر کہا "ہم تم کو ان تین امور میں سے ایک کے اختیار کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ایک امر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے اپنا خلیفہ نہیں مقرر فرمایا تھا لوگ ابو بکرؓ سے راضی ہو گئے اور انکو اپنا امیر بنا لیا" امیر معاویہؓ بولے تم میں کوئی شخص ابو بکرؓ جیسا نہیں ہے اور مجھے اختلاف اُمت کا اندیشہ ہے جواب دیا سچ کہتے ہو اچھا دوسرا امر یہ ہے کہ جیسا ابو بکرؓ نے کیا تھا ویسا تم کرو کہ انھوں نے ایک شخص کو قریش سے جو اُن سے نسباً بعید تھا اور انکے خاندان سے نہ تھا اُسکو اپنے بعد خلیفہ بنایا" اس پر امیر معاویہؓ خاموش رہے۔تیسرا امر یہ ہے کہ عمر ابن الخطابؓ کی پیروی کرو انھوں نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو اہل شوریٰ قرار دے کر انھیں کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیدیا اور ان چھ میں نہ کوئی انکا لڑکا تھا اور نہ کوئی انکے خاندان سے۔امیر معاویہؓ نے کہا کیا اسکے سوا اور کچھ کہو گے؟ جواب دیا کچھ نہیں! پھر امیر معاویہؓ نے کہا تم لوگ بھی کہتے جاؤ لیکن میں یزید کو ولیعہد ضرور بناؤں گا۔اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہو گی یہ کہہ کر اپنے صاحب شرطہ[1] کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اسکی گردن فوراً اڑا دینا۔ابن علی، ابن عمرؓ، ابن زبیر اور ابن ابی بکر (رضی اللہ عنہم)

[1] یعنی باڈی گارڈ یا دستہ فوج جاں نثاران کا افسر یا افسر پولیس۔

اُٹھ کر چلے گئے۔ امیر معاویہؓ ممبر پر چڑھ گئے حمد و ثنا کے بعد کہا "صاحبو! ابن علی، ابن عمر، ابن ابوبکر اور ابن زبیر وغیرہم مسلمانوں کے روحی پیشوا اور بہترین اُمت ہیں کوئی کام انکے بغیر مشورہ انجام کو نہیں پہنچ سکتا یہ لوگ ولیعہدی یزید پر راضی ہو گئے ہیں اور بیعت کر لی ہے آؤ تم لوگ بھی اللہ کا نام لیکر بیعت کر لو" اہل مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے یہ سنتے ہی بیعت پر آمادہ ہو گئے اہل مکہ سے بیعت لیکر امیر معاویہؓ معہ ان بزرگوں (حسین ابن علی، عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم) کے مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ ان لوگوں سے ملنے کو آئے بہ سبیل تذکرہ کہا "تم لوگ تو بیعت ہی کے خوف سے مکہ بھاگ گئے تھے یہ کیا معاملہ پیش آیا کہ یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے" ان لوگوں نے کہا "واللہ ہم نے بیعت نہیں کی" پھر اہل مدینہ نے کہا "تم نے معاویہؓ کو اس سے کیوں نہ روکا" سبھوں نے جواب [illegible] کے خیال سے بعد اسکے امیر معاویہؓ اہل مدینہ سے بھی بحکمت عملی بیعت لیکر [illegible] روانہ ہو گئے۔

یہ واقعہ سنہ ۵۶ھ کا ہے اور سنہ [illegible] سے اسکی بنا پڑی تھی۔ صاحب تاریخ الخلفاء[51] نے لکھا ہے کہ ولیعہدی یزید کی بیعت ۵۱ھ میں لی گئی تھی لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یزید کی ولیعہدی کی بیعت بعد انتقال زیاد لیگئی ہے اور زیاد نے سنہ ۵۳ھ میں انتقال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۵۴ھ میں سعید بن العاص مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے بجائے انکے مروان مقرر کیا گیا اسوجہ سے کہ امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص کو مروان کے مکان منہدم کرا دینے اور اسکا مال ضبط کر لینے اور فدک چھین لینے کو لکھا تھا

---

۵۱ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔

لیکن سعید بن العاص نے مروان کی سفارش لکھی اور اس حکم کی بجا آوری سے انکار کیا پھر دوبارہ امیر معاویہؓ نے یہی حکم صادر کیا لیکن سعید بجا آوری حکم پر آمادہ نہ ہوئے۔ دونوں خطوں کو گھر میں رکھ لیا۔ اس پر امیر معاویہؓ نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کیا اور سعید کے مکان منہدم کرا دینے اور اسکے مال واسباب کے ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ مروان بیلداروں کو لیکر سعید کے مکان پر پہنچا سعید نے کہا "کیوں ابو عبدالملک تم میرا مکان منہدم کرا دو گے؟" جواب دیا "ہاں! اگر امیر المومنین میرے مکان منہدم کر دینے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا"۔ سعید بولے "میں نے تو ایسا نہیں کیا" یہ کہہ کر اپنے غلام سے امیر معاویہؓ کے دونوں خط منگوا کر مروان کو دکھایا مروان کو اس سے سکتہ سا ہو گیا۔ پھر سعید نے کہا "امیر المومنین کا مقصود یہ ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں۔ خانہ جنگیاں کر کے تباہ وخراب ہوں

(انتہی ملخصاً من ابن اثیر)

غرض مروان بھی سعید کے مکان کھدوانے سے رُک گیا۔ بعد اسکے سعید نے یک طول طویل خط میں اپنے اعزہ واقارب میں نفاق ومخالفت پیدا کرنے پر نصیحتیں لکھیں ور یہ بھی لکھا کہ "اگر آپ اور ہم یکجدی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ مظلوم کے انتقام لینے و مجتمع نہ کرتا امیر المومنین کو لازم ہے کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھیں" امیر معاویہؓ نے اپنی لطی کا اعتراف کیا عذر خواہی کی۔ بعد چندے سعید امیر معاویہؓ کے پاس گئے امیر معاویہؓ نے مرواں کا حال دریافت کیا سعید نے اسکی تعریف کی پھر جب ۵۴ھ یا بروایت بعض ۵۸ھ کا ور آیا تو مرواں کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کیا۔

ضحاک کی معزولی، ابن ام الحکم بعدہٗ نعمان کی گورنری

۵۸ھ میں امیر معاویہؓ نے کوفہ کی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عثمان ثقفی کو مامور کیا اسی کو ابن ام الحکم بھی کہتے ہیں یہ امیر معاویہؓ کے بہن کا لڑکا تھا

کوفہ کی گورنری کا ردوبدل ہونا اور مغیرہ کا مرنا تھا کہ خوارج جیل سے نکل پڑے انھیں مغیرہ بن شعبہ نے بالزام بیعت مستورد بن علقمہ قید کر دیا تھا پس یہ لوگ حیان بن ضبیان السلمی معاذ بن جریر الطائی کے پاس جا کر مجتمع ہوئے[۵۸]۔ عبدالرحمن نے کوفہ سے ایک لشکر انکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جس نے ان سبھوں کو قتل کر ڈالا جیسا کہ آئندہ خوارج کے حالات میں بیان کیا جائیگا۔ بعد اسکے اہل کوفہ نے عبدالرحمن کی بدمزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہؓ کو لکھا امیر معاویہؓ نے اسکو معزول کر کے نعمان بن بشیر کو گورنری کی سند عطا کی اور عبدالرحمن سے یہ کہہ کر کہ "میں تم کو کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا عامل کرتا ہوں" مصر کی گورنری پر متعین کر کے روانہ کیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر معاویہ بن خدیج تھا۔ جب دو منزل باقی رہ گیا تو معاویہ بن خدیج نے آ کر عبدالرحمن سے ملاقات کی اور ڈانٹ کر کہا "اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ۔ ہم تمھارے ہتکنڈے سے خوب واقف ہیں۔ ہم میں تمھاری وہ چالیں نہ چلیں گی جو کوفی سپاہیوں میں چلتی تھیں" عبدالرحمن سے کچھ بن نہ پڑا لوٹ آیا اور معاویہ بن خدیج بدستور اپنی گورنری پر مامور رہے۔

عبدالرحمن بن زیاد کی گورنری

سنہ ۵۹ھ[۵۹] میں عبدالرحمن بن زیاد۔ وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کیا میرا آپ پر کوئی حق نہیں ہے؟ جواب دیا ہاں ہے۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو"؟ عرض کی "سند گورنری مرحمت فرمائیے" امیر معاویہؓ بولے "کوفہ میں نعمان بن بشیر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، بصرہ و خراسان میں تمھارا بھائی عبیداللہ ہے اور سجستان میں تمھارا بھائی عباد۔ میرے

---

[۵۸] حیان و معاذ نے خطبے دیئے اور ان لوگوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر حیان کے ہاتھ پر بیعت کی بعد بانقیا کیطرف خروج کیا۔ تب عبدالرحمن نے کوفہ سے لشکر روانہ کیا (ابن اثیر جلد سیوم صفحہ ۴۲۶)

[۵۹] اسی سنہ میں قیس بن الہیثم آئے اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم اس سے وصول کیا۔ ابن اثیر جلد سیوم صفحہ ۴۳۰ و ابن خلدون جلد سیوم صفحہ ۱۷۔

نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو خراسان کی گورنری میں عبیداللہ کا شریک کردوں کیونکہ خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں پر دو گورنروں کا رہنا مناسب ہے"۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو سند گورنری دیکر رخصت کر دیا۔

عبدالرحمٰن نہایت کمزور طبیعت کا آدمی تھا اس نے ایک جہاد بھی نہیں کیا۔ یزید کے پاس زمانہ شہادت حسین بن علی (علیہما السلام) میں آیا تھا بعد اسکے قیس بن الہیثم کو خراسان کی گورنری دیگئی۔ یزید نے دریافت کیا "تیرے پاس خراسان کا کسقدر مال ہے"؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا "بیس کرور درہم"! یزید نے کہا "اگر تو گورنری پر جانا منظور کرتا ہو تو میں تجھ سے حساب وکتاب لوں بعدہ تجھے سند گورنری دیکر خراسان کیطرف واپس کر دوں اور اگر تو معزولی پسند کرتا ہو تو تجھے میں خراسان کا مال جو تو ہمراہ لایا ہے دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں سے عبداللہ بن جعفر کو پانچ لاکھ دینا پڑیگا" عبدالرحمٰن نے پچھلی صورت اختیار کی پانچ لاکھ درہم عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیجدیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ اس میں نصف یزید کی طرف سے ہے اور نصف میری طرف سے۔

عبیداللہ بن زیاد کی معزولی اور بحالی

اسی ۵۹ھ میں اہل بصرہ کا وفد عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا امیر معاویہؓ نے عزت واحترام سے علی قدر مراتب ہر شخص کو بٹھایا آخر میں احنف داخل ہوئے امیر معاویہؓ نے انکو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا پھر وفد سے مخاطب ہوئے وفد عبیداللہ بن زیاد کی ثنا و صفت کرنے لگے احنف خاموش بیٹھے رہے امیر معاویہؓ نے کہا "اے ابو بحر! تم کیوں خاموش ہو تم بھی تو کچھ بولو" احنف بولے "مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں یہ لوگ میرے بیان کی تکذیب نہ کریں" اس پر امیر معاویہؓ نے وفد سے ارشاد کیا "جاؤ میں نے حکومت بصرہ سے عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ تم لوگ اپنی خواہش کے مطابق ایک دوسرا عامل منتخب کرو" اہل وفد دربار سے اٹھ کر علیحدہ جا بیٹھے اور انتخاب کرنے لگے اور احنف خاموش

اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ کبھی کوئی شخص کسی کو بنی امیہ سے اور کبھی کوئی شرفاء شام میں سے ایک کو منتخب کر رہا تھا۔ اتنے میں امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ دریافت کیا "تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا؟" ہر فریق نے ایک ایک شخص کو نامزد کیا مگر احنف کچھ نہ بولے امیر معاویہؓ نے کہا "تم بھی کچھ کہو"! احنف بولے "اگر میں کسی شخص کو تمہارے خاندان (یعنی بنی امیہ) سے منتخب کرتا ہوں تو کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اور عبید اللہ کے مقابلہ میں انصاف بھی نہ ہوگا اور اگر کسی شخص غیر کو میں نے انتخاب کیا تو اس بابت تمہاری رائے مقدم ہوگی" امیر معاویہؓ نے اس تذبذب رائے سے مجبور ہو کر کہا "اچھا میں نے پھر عبید اللہ کو بصرہ کی گورنری پر بحال کیا اور احنف سے رائے لینے اور اسکے ساتھ سلوک کرنے کی عبید اللہ کو ہدایت کی مگر اس بارے میں اُن سے غلطی ہوگئی پس جب آتش فتنہ مشتعل ہوئی تو کسی شخص نے سوائے احنف کے اسکو معزول نہ کیا۔ پھر اس کے بعد امیر معاویہؓ نے اہل وفد سے ولیعہدی یزید کی بیعت لی اور انکو رخصت کیا۔

بقیہ طوائف الشام ۵۲ھ میں بسر بن ارطاۃ سرزمین روم میں بغرض اعلاء کلمۃ اللہ جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے ایام سرما وہیں منقضی ہوا بعضوں کا بیان ہے کہ واپس آئے تھے ان ہی دنوں وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی اُترے ہوئے تھے اور انھوں نے بھی ایام سرما اسی سرزمین میں تمام کئے اور یہیں انتقال بھی کیا اور بسر کردگی لشکر صائفہ[1] محمد بن عبد اللہ ثقفی نے بلاد روم پر فوجکشی کی۔ بعد اس کے ۵۳ھ میں عبد الرحمٰن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اسی سنہ میں جنادۃ بن ابی اُمیہ ازدی نے جزیرہ رودس کو بزور تیغ فتح کر کے وہیں ڈیرے ڈالدیئے رومیوں کو اسکا سخت صدمہ ہوا۔ آئے دن یہ انکی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہؓ انکو اس پر انعام واکرام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں سے رومی ڈرنے لگے۔ جب

[1] صائفہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو موسم گرما میں لڑنے کیلئے جائے۔

امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو یزید نے ان لوگوں کو جزیرہ رودس سے بلالیا۔ پھر ۵۴ھ میں محمد بن مالک مملکت روم میں داخل ہوئے اور صائفہ پر (معن[1]) ابن یزید سلمی مامور ہوئے اسلامی لشکر نے بسرافسری جنادۃ بن ابی اُمیہ ازدی۔ جزیرہ ازدی (یا ارداد) متصل قسطنطنیہ فتح کیا۔ سات برس تک اس پر قابض رہے۔ بعد اسکے یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان لوگوں کو واپس بلالیا۔ ۵۵ھ کے دور میں سفیان بن عوف ازدی اور بعضے کہتے ہیں عمر بن محرز کوئی کہتا ہے عبداللہ بن قیس اور ۵۶ھ میں جنادۃ بن ابی اُمیہ۔ اور بروایت بعض مورخین عبدالرحمٰن بن مسعود اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ براہ دریا یزید بن ابی سمرہ اور خشکی میں عیاض بن الحرث نے جہاد کیا اور ۵۷ھ میں عبداللہ بن قیس، ارض روم پر مالک بن عبداللہ خثعمی نے خشکی پر، عمر بن یزید الجہنی نے براہ دریا معرکہ آرائی کی۔ پھر ۵۸ھ میں عمرو بن مرۃ الجہنی نے سرزمین روم کیطرف بڑھے۔ اور جنادۃ بن ابی امیہ نے براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا۔ اسی سنہ میں اسلامی فوجوں نے بسرگروہی عمیر بن الحباب السلمی قلعہ کفخ (بلاد روم) پر دھاوا کیا۔ عمر بن الحباب تن تنہا اسکی فصیل پر چڑھ گئے پہرہ والوں سے لڑ کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا عساکر اسلامی نے پہنچکر فوراً قبضہ کرلیا۔ ۵۹ھ میں مالک بن عبداللہ نے مسویہ پر چڑھائی کی اور جنادہ بن ابی اُمیہ نے جزیرہ رودس پر قبضہ کر کے اسکے شہر کو ویران کردیا۔

امیر معاویہؓ کا انتقال

۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا اپنی موت سے تھوڑے دنوں پہلے ایک خطبہ دیا جس کے چند فقرات یہ تھے۔

انی کزرع مستحصد وقد طالت امارتی علیکم حتی مللتکم ومللتمونی وتمنیت فراقکم	ترجمہ۔ میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی ہے اور تم پر میری امارت اسدرجہ طول ہوئی کہ میں نے تم کو ملال پہنچایا اور تم نے مجھکو۔ اور میں نے

[1] اس مقام پر اصل نسخہ میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ (کامل ابن اثیر جلد سیوم صفحہ ۲۱۳)۔

وتمنیتم فراقی ولن یاتیکم بعدی الامن انا خیر منہ کما ان من کان قبلی خیر منی وقد قیل من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہٗ اللھم انی قد احببت لقاءک فاحبب لقائی وبارک لی

تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی اور جو میرے بعد تمہارا حکمراں ہوگا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ پہلے والے مجھ سے بہتر تھے کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکا ملنا دوست رکھتا ہے اے اللہ تعالیٰ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے اپنی حضوری میں طلب کرلے اور یہ مجھے مبارک کر۔

زیادہ زمانہ اس خطبہ کے دینے پر نہ گذرنے پایا تھا کہ بیمار ہوگئے اور مرض میں یوماً فیوماً زیادتی پیدا ہونے لگی۔ اپنے لڑکے یزید کو بلا کر فرمایا "برخوردار من! میں نے کل امور متنازعہ کو طے کر کے تمہارے لئے کافی سرمایہ مہیا کر دیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دیں اور میں نے تمہارے لئے اسباب سطوت اسقدر فراہم کر دیئے ہیں کہ کسی نے آجتک نہیں جمع کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس امر میں اگر نزاع و مخالفت کرینگے تو قریش کے یہی چار شخص حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم)، لیکن ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جنکا سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں ہے جب کوئی شخص سوائے انکے بیعت کرنے کو باقی نہ رہ جائے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کرلیں گے۔ اور حسینؓ ابن علیؓ ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں مگر اہل عراق انکو خروج کرنے پر ضرور تیار کرلیں گے پس اگر یہ تم پر خروج کریں اور تم کو اُن پر کامیابی حاصل ہو تو درگذرنا انکا بہت بڑا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسہ ہیں۔ اور ابن ابی بکر کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو انکے احباب و ہمنشین کرینگے وہی وہ بھی کرینگے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں میں منحصر ہے۔ ہاں جو شخص تم پر شیر کی طرح حملہ کرے گا اور مثل لومڑی کے بحیلہ و مکر پیش آئیگا اور جب کبھی اسکو موقع ملے گا ضرور حملہ آور ہوگا، وہ ابن زبیرؓ ہے پس اگر وہ ایسا کرے اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہو جائے تو

اسکو بے دست و پا کر دینا۔ طبری نے بروایت ہاشم ایسا ہی بیان کیا ہے اور طبری نے ہاشم ہی سے اس طرح پر بھی روایت کی ہے کہ جب ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا زمانہ وفات قریب آ گیا اور اسوقت یزید موجود نہ تھا تو امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری (اپنے افسر پولیس) اور مسلم بن عقبہ المزنی کو بلا کر کہا "میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا۔ اہل حجاز کے ساتھ بہ شفقت و الطاف پیش آنا کیونکہ وہ تمھارے ماواء و ملجا ہیں پس جو ان میں سے تمھارے پاس آئے اسکی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے ایفاء عہد کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ ہر روز عامل کی معزولی چاہیں تو روزانہ عامل کو معزول کرتے جانا کیونکہ یہ آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ تم پر ایک لاکھ تلواریں نیام سے نکل آئیں اور اہل شام کو ہمیشہ اپنا معین و مددگار سمجھ کر حسن سلوک سے پیش آنا اگر کوئی خدشہ تمھیں دشمنوں کی جانب سے پیدا ہو جائے تو ان سے مدد لینا اور جب اس پر کامیاب ہو جانا تو اہل شام کو ان کے شہروں کیطرف واپس کر دینا۔ دوسرے شہروں میں قیام کرنے سے اُن کے اخلاق خراب ہو جائیں گے عادتیں بگڑ جائیں گی۔ مجھے قریش سے کوئی اندیشہ سوائے ان تین شخصوں کے نہیں ہے" (اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر نہیں کیا ہے[۱]) ابن عمرؓ کی بابت کہا "انکو عبادت نے اسقدر گھلا دیا ہے کہ وہ کسی مدکے نہیں رہے اور نہ تجھ سے کسی امر کے خواہاں ہونگے" اور حسینؓ ابن علیؓ کے بارے میں کہا "اگر ان سے کسی کے ابھارنے سے غلطی ہو تو درگذر نا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھے ان لوگوں کی وجہ سے کافی ہوگا جنھوں نے ان کے باپ کو شہید کیا ہے اور ان کے بھائی کو نقصان پہنچایا ہے اور ابن زبیرؓ کے حق میں ارشاد کیا اگر یہ کچھ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں تو جہانتک امکان میں ہو جنگ کرنے سے باز نہ آنا اور اسقدر مستعدی

[۱] اور یہی صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔ امیر معاویہؓ سے پیشتر ۵۳ھ میں انتقال کر چکے تھے (ابن اثیر جلد سیوم، صفحہ ۲۴۳ و جلد چہارم صفحہ ۳)۔

سے لڑنا کہ مجبور ہو کر یہ خود صلح کے خواستگار ہوں اور جب صلح کی درخواست پیش کریں تو فوراً منظور کر لینا۔ غرض اس قسم کی چند وصیتیں کر کے نصف رجب ۶۰ھ میں انتقال کر گئے اور بعضوں کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے انیس برس چند مہینے بعد وفات پائی ہے۔

امیر معاویہؓ کے محافظ خانہ کے منصرم عبداللہ بن محصن تھے اور انھیں کے سپردگی میں انکی مہر تھی سب کے پہلے انھوں ہی نے اس محکمہ کو قائم کیا اُسکے قائم کرنے کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمر بن الزبیر کو ایک[1] لاکھ درہم دینے کا فرمان بنام زیاد عراق میں لکھا عمر بن الزبیر نے خط کھول کر لاکھ کا دو لاکھ بنا کر زیاد سے وصول کر لیا۔ جب عراق سے سالانہ حساب آیا تو امیر معاویہؓ نے عمر بن الزبیر کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ عمر بن الزبیر کے بھائی عبداللہ کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے لاکھ درہم دے کر عمر کو رہا کرایا اسکے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ایک جدید محکمہ قائم کیا اور اسکا نام دیوان خاتم رکھا۔ خطوط و فرامین کو ملفوف و مختوم کرنے لگے اور اس سے پیشتر نہ تو لفافہ میں خطوط بند کئے جاتے تھے اور نہ ان پر مہر ہوتی تھی۔ انکا صاحب شرط[2] پہلے قیس بن ہمزہ ہمدانی تھا بعد ازاں اس کو معزول کر کے زمل بن عمرو العدوی کو مقرر کیا دستہ فوج جاں نثاران پر انکا غلام آزاد مختار اور بعضوں نے کہا ہے کہ ابو المحاری مالک (حمیر کا غلام آزاد) تھا۔ اوّلاً جس نے دستہ فوج جاں نثاران مقرر کیا وہ امیر معاویہؓ ہی تھے اور حجابت[3] کی افسری انکے آزاد غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میر منشی و سکریٹری سرحون بن منصور رومی تھا۔ عہدہ قضا پر فضالہ بن عبداللہ انصاری اور انکے انتقال کے بعد ابو ادریس عایذ بن عبداللہ خولانی تھے۔

---

[1] زبان عربی میں لاکھ کو مائۃ الف (سو ہزار) کہتے ہیں عمر بن الزبیر نے اسمیں یہ کاروائی کی کہ مائۃ الف کو مائتین الف بنا دیا جس سے لاکھ کے دو لاکھ ہو گئے۔ [2] یعنی افسر پولیس۔

[3] حجاب حاجب کی جمع ہے۔ ترکی میں یہ عہدہ رئیس التشریفات کے نام سے موسوم ہے اور انگریزی میں لارڈ چیمبرلین کہلاتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ جو شخص دربار شاہی میں حاضر ہوتا ہے اسکی یہ تقریب کرتا ہے۔

امیر معاویہؓ کا نسب، کنیت، ازواج اور اولاد۔

(مترجم) امیر معاویہؓ ابوسفیان (ان کا نام صخر تھا) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ابن مالک بن نضر بن کنانہ کے لڑکے تھے۔ ماں کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھا کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن تھی۔ بیویاں چار تھیں۔ (۱) میسون بنت مجدل بن انیف کلبیہ مادر یزید۔ (۲) فاختہ بنت عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبدالرحمٰن و عبداللہ دو لڑکے پیدا ہوئے۔ (۳) نایلہ بنت عمارہ کلابیہ (اسکو نکاح کے تھوڑے دنوں بعد طلاق دیدیا تھا۔ (۴) کتوہ بنت قرظہ۔

عبدالرحمٰن بن معاویہؓ کا نسبی سلسلہ نہیں چلا اور عبداللہ بن معاویہؓ کے بھی اولاد ذکور باقی نہ رہی ایک لڑکی عاتکہ تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے عقد کیا۔

امیر معاویہؓ فتح مکہ سے چند دنوں پیشتر اسلام لائے جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی خدمت سپرد کی ابوبکر صدیقؓ نے جس وقت شام پر اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں۔ امیر معاویہؓ بھی اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے۔ یزید کے انتقال پر دمشق کی حکومت معاویہؓ کے سپرد کی گئی عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں صرف دمشق کے گورنر رہے اور عثمان ذی النورینؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کل شام انھیں کے سپرد کر دیا بیس برس تک گورنر رہے ۴۱ھ میں باسٹھ برس کی عمر تھی کہ خلیفہ ہوئے تقریباً بیس برس خلافت کر کے دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اور ما بین باب الجابیہ و باب الصغیر مدفون ہوئے۔

صفوان بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک، امیر معاویہؓ کی قبر کی طرف ہو کر نکلا۔

---

۵ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۱۹ و تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد سیوم و چہارم سے ملخصاً ترجمہ کیا گیا ہے۔

کھڑا ہو گیا دعائے مغفرت کرتا رہا کسی نے دریافت کیا یہ کس کی قبر ہے؟ جواب دیا اُس شخص کی قبر ہے جسکو جیسا کہ میں جانتا ہوں اپنے علم سے بولتا، بوجہ حلم کے سکوت کر جاتا، جب کسی کو کچھ دیتا تو اسکو مالدار کر دیتا اور جب کسی سے لڑتا تو اسکو فنا کر دیتا تھا۔ افسوس ہے کہ موت کے فرشتہ نے اسکو جلد پیام مرگ سنا دیا کاش اسکے سوا دوسرے کو موت آجاتی یہ قبر ابو عبدالرحمٰن معاویہؓ کی ہے! اور معاویہؓ پہلا خلیفہ ہے جس نے اسلام میں اپنے لڑکے کی بیعت لی سب سے پہلے اسی نے ہرکارے ڈاک کے مقرر کئے۔ غالیہ کو جو خوشبو کی چیز ہے انھوں ہی نے غالیہ کے نام سے موسوم کیا، مسجد میں پہلے انھوں ہی نے حجرہ بنوایا اور بروایت بعض اولاً معاویہؓ ہی نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

اسمائے متوفین اعلام اسلام

ان کے زمانہ خلافت میں مشاہیر اسلام و اصحاب رسول اللہ (صلعم) سے جن بزرگوں نے وفات پائی انکے اسمائے گرامی معہ مزید حالات نقشہ ذیل سے معلوم ہوں گے۔

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
حسان بن ثابت	سنہ ۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے
ابو رافع	"	یہ رسول اللہ (صلعم) کے آزاد غلام تھے
لبید بن ربیعہ	سنہ ۴۱ھ	یہ مشاہیر شعراء عرب سے تھے انکا بھی قصیدہ خانہ کعبہ پر لٹکا ہوا تھا، چھہتر برس کی عمر پائی بعد فتح مکہ اسلام لائے مسلمان ہوتے ہی شاعری چھوڑ دی تھی دن رات قرآن شریف پڑھا کرتے تھے
ام المومنین حفصہ	"	
حبیب بن مسلمہ فہری	سنہ ۴۲ھ	امیر معاویہؓ کی طرف سے ارمینیہ کے گورنر تھے اور وہیں وفات پائی۔
عمرو بن العاص	"	
عثمان بن طلحہ	"	

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
صفوان بن امیہ بن خلف	سنہ ۴۲ھ	
ہانی بن نیار بن عمرو	"	انصاری ہیں۔ براء بن عازب انصاری کے ماموں تھے اور شریک بدر و عقبہ ہوئے تھے۔
عبداللہ بن سلام	سنہ ۴۳ھ	مشہور صحابی اور کتب سماوی کے بہت بڑے عالم متبحر تھے
اُم المومنین ام حبیبہؓ	سنہ ۴۴ھ	یہ رسول اللہ (صلعم) کی بیوی ابوسفیان بن حرب کی لڑکی امیر معاویہؓ کی بہن تھیں۔
ابو موسیٰ اشعری	"	
زید بن ثابت انصاری	سنہ ۴۵ھ	
عاصم بن عدی بدری انصاری	"	بدری صحابی ہیں۔
سلمہ بن سلامہ انصاری	"	اصحاب بدر و عقبہ سے ہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔
ثابت بن ضحاک بن خلیفۃ الکلابی	"	اصحاب الشجرہ سے ہیں۔
عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید	سنہ ۴۶ھ	
حسن بن علیؓ	سنہ ۴۹ھ	کہا جاتا ہے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کندی نے زہر دیدیا تھا۔ آپ نے وقت وفات وصیت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو تو مقابر مسلمین میں۔ پس بعد انتقال حسینؓ بن علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ سے اسکی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنیکا قصد کیا۔ سعید بن العاص نے جو امیر مدینہ تھا کچھ تعرض نہ کیا لیکن مروان بن الحکم اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مخالف بن بیٹھا

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		حسین ابن علیؓ نے جبراً دفن کرنے کا قصد کیا لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائیؓ کی یہ وصیت تھی کہ اگر کوئی اندیشہ فساد نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمین میں لہذا مناسب یہ ہے کہ مروان بن الحکم آمادہ فساد ہے مقابر مسلمین میں دفن کیجئے چنانچہ حسین بن علیؓ خاموش ہو گئے اور حسن بن علیؓ مقابر مسلمین میں مدفون ہوئے۔ سعید بن العاص نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ حسین بن علیؓ نے فرمایا اگر یہ امر مسنون نہ ہوتا تو میں تم کو نماز نہ پڑھانے دیتا۔
ام المومنین صفیہ بنت حی	سنہ ۵۰ھ	
عثمان بن العاص ثقفی	؍؍	
عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس	؍؍	
ابو موسیٰ اشعری	؍؍	صحابی ہیں۔
زید بن خالد الجہنی		
مدلاج بن عمرو السلمی	؍؍	یہ کل مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب رہے ہیں
حکم بن عمرو غفاری	؍؍	
سعد بن ابی وقاص	؍؍	عشرہ مبشرہ سے ہیں عقیق میں انتقال فرمایا مدینہ میں لاکر دفن کئے گئے چوہتر یا تراسی برس کی عمر پائی۔
مغیرہ بن شعبہ	؍؍	

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
سعید بن زید	۵۱ھ	عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ مدینہ میں مدفون ہوئے۔
جریر بن عبداللہ البجلی	"	جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہے اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔
ابوبکرہ نقیع بن الحرث طبیب عرب	"	یہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے زمانہ حصار طائف میں ایمان لائے۔
ام المومنین میمونہ بنت الحرث	"	مقام سرف میں وفات پائی۔
عمران بن الحصین خزاعی	۵۲ھ	بصرہ میں انتقال کیا۔
کعب بن عجرہ	"	
ابوایوب انصاری	"	ان کا نام خالد بن زید تھا بیعت عقبہ میں موجود تھے اصحاب بدر سے ہیں صاحب کامل نے ان کے انتقال کو حوادث ۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے پیشتر لکھا گیا ہے کہ زمانہ حصار قسطنطنیہ ۴۹ھ میں انتقال کیا تھا اور اُسکے شہر پناہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔
عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ	۵۳ھ	مشہور صحابی ہیں۔ اثناء راہ مکہ میں سوئے تو سوتے ہی رہ گئے۔
ربیع بن زیاد عامل گورنر خراسان	"	
فیروز الدیلمی	"	ان کا بھی شمار صحابہ میں ہے۔ امیر معاویہؓ نے ان کو صنعاء کا عامل مقرر کیا تھا۔
عمرو بن حزم انصاری	"	
فضالہ بن عبید انصاری	"	دمشق میں انتقال کیا امیر معاویہؓ کی طرف سے
زیاد بن ابیہ	"	

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		عہدہ قضاء پر مامور تھے۔ اُحد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے تھے۔
ابوقتادہ انصاری	سنہ ۵۴ھ	اصحاب بدر سے ہیں بعضوں کا بیان ہے کہ سنہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا تھا۔ علیؓ ابن ابیطالب نے نماز جنازہ کی پڑھائی تھی اور سات تکبیریں کہی تھیں۔ کل لڑائیوں میں یہ اُن کے ہمراہ تھے۔
ام المومنین سودہ	〃	
ثوبان	〃	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام تھے۔
اسامہ بن زید	〃	مشہور شخص ہیں۔
سعید بن یربوع بن عنکشہ	〃	
مخرمہ بن نوفل	〃	وقت فتح مکہ ایمان لائے تھے۔ ایک سو پندرہ برس کی عمر پائی۔
حسان بن ثابت	〃	
عبداللہ بن انیس الجہنی	〃	
زید بن شجرۃ الرہاوی	〃	
ارقم بن ارقم مخزومی	سنہ ۵۵ھ	یہ وہی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت مکہ میں روپوش ہوئے تھے
سعد بن ابی وقاص	〃	
ابوالیسر کعب بن عمرو انصاری	〃	اصحاب بدر سے ہیں علیؓ ابن ابیطالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔
قثم بن عباس ~~عبدالرحمن بن ابی بکر~~	سنہ ۵۶ھ	
ام المومنین جویریہ	سنہ ۵۶ھ	
عبداللہ بن عامر	سنہ ۵۷ھ	
عبداللہ بن قدامہ سعدی	〃	صحابہ سے ہیں
عثمان بن شیبہ بن ابی طلحہ	〃	یہ بنی شیبہ کے اجداد میں ہیں جسکے ہاتھ میں خانہ کعبہ

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		کی مفتاح رہتی تھی۔ فتح مکہ میں ایمان لائے۔
جبیر بن مطعم بن نوفل قرشی	۵۷ھ	مشہور صحابی ہیں
اُم المومنین اُم سلمہ رض	״	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور بیوی ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ زمانۂ شہادت حسین رض ابن علی رض تک زندہ رہی تھیں لیکن یہ غلط ہے۔
عقبہ بن عامر الجہنی	۵۸ھ	صحابی ہیں۔ امیر معاویہ رض کے ساتھ شریک جنگ صفین تھے
سمرہ بن جندب	״	
مالک بن عبادہ غافقی	״	
عمیرہ بن یثربی	״	بصرہ کے قاضی تھے۔
اُم المومنین عائشہ رض	״	آپ کو مروان اور اسکے خاندان والوں نے شہید کیا تھا اسوجہ سے کہ اسکی مخالفت کرتی تھیں اس نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا عمیق کھود کر نیزے تلواریں چھریاں وغیرہ رکھدی تھیں اوپر سے ایک فرش بچھا دیا تھا ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں معمر اور کمزور تھیں ایسی چوٹ آئی کہ پھر اُس سے جانبر نہ ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج سے ہیں۔ آپ پیار سے ان کو حمیرا فرمایا کرتے تھے۔
عبید اللہ بن عباس	״	

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
قیس بن سعد بن عبادہ انصاری	سنہ ۵۹ھ	
سعید بن العاص	//	سنہ ۱ھ میں پیدا ہوا تھا اس کا باپ جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا تھا۔
مرہ بن کعب بہری سلمی	//	صحابی ہیں۔
ابو محذورۃ الجمحی	//	مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے اور وہیں تا زمانہ انتقال اذان دیتے رہے۔
عبداللہ بن عامر بن کریز	//	مکہ میں انتقال کیا عرفات میں مدفون ہوئے۔
ابوہریرہ	//	مشہور صحابی ہیں
عبیداللہ بن عباس، سمرہ بن جندب	سنہ ۶۰ھ	

علاوہ ان بزرگوں کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا قثم و عبداللہ پسران عباسؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امہات المومنین حفصہ (۴۱ھ)، میمونہ (۵۱ھ)، سودہ (۵۴ھ)، جویریہ (۵۶ھ) رضی اللہ عنہم نے بھی زمانہ خلافت امیر معاویہؓ میں انتقال کیا تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد خلافت کے فتوحات کو مورخین نے اجمالاً بیان کیا ہے۔ ایسے مؤرخ کم ہیں جنھوں نے تفصیلی واقعات لکھے ہوں۔ لہٰذا ہم بھی بنظر ایجاز و اختصار اسی ذکر اجمالی پر اکتفا کر کے امیر معاویہؓ کو رخصت کرتے ہیں۔ (انتہیٰ)

یزید: امیر معاویہؓ کے مرنے کے بعد بیعت خلافت یزید کے ہاتھ پر کی گئی اسوقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمر ابن سعید بن العاص، بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد، کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا اسکی توجہ پوری اس طرف تھی کہ اُن لوگوں سے بیعت لینی چاہیئے جنھوں نے اسکی ولیعہدی کی بیعت سے امیر معاویہؓ کے زمانہ میں انکار کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہؓ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ

تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن الزبیر سے بیعت لے لو، مروان بن الحکم نے خط کو کھولا امیر معاویہؓ کی خبر موت دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس سے مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہؓ کے انتقال سے واقف ہوں قتل کر ڈالے جائیں کیونکہ انتقال امیر معاویہؓ سے واقف ہو جانے پر ہر شخص اُن میں کا مدعی خلافت ہو جائیگا ہاں ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جو لڑائی جھگڑے سے بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے مگر یہ کہ کل مسلمان متفق ہو کر انکو خلیفہ بنائیں۔ چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک نو عمر لڑکے کو ان لوگوں کے بلانے کو بھیجا۔ وہ حسینؓ و ابن الزبیر کے پاس مسجد میں اسوقت پہنچا جسوقت کہ ولید مسجد سے اُٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا تھا اور ان دونوں بزرگوں سے کہا " چلئے آپ کو امیر طلب کر رہے ہیں" حسینؓ و عبداللہ بن الزبیر نے کہا " تم جاؤ! ہم آتے ہیں" عبداللہ بن عمرو کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ بے وقت طلب کرنے پر باتیں کرنے لگے لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا۔ بالآخر حسینؓ نے اپنے خادموں اور خاندان کے کل ممبروں کو جمع کیا اور انکو اپنے ہمراہ لیجا کر ولید کے دروازے پر بٹھایا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں اور یا آواز بلند سے گفتگو کروں تو فوراً سب لوگ اندر چلے آنا بعد ازاں اندر تشریف لے گئے مروان بھی بیٹھا ہوا تھا صاحب سلامت ہوئی۔ آپ نے ولید و مروان کا بعد قطع مراسم دوبارہ راہ و رسم اتحاد پیدا کرنے پر شکر یہ ادا کرتے ہوئے ارشاد کیا " صلح فساد سے بہر حال بہتر ہے" ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہؓ کی خبر موت دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر فرمایا" خدا مغفرت کرے باقی رہی بیعت اسکی بابت میرے نزدیک یہ مناسب نہیں ہے کہ مجھ ایسا شخص خفیہ طور سے بیعت کر لے اور یہ کچھ موزوں و کافی بھی نہ ہوگا بلکہ

جب میں یہاں سے ... لوگوں میں جاؤں اور تم اُن سبھوں کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہونگا تو سب کے پہلے میں ہی جواب دینے والا ہونگا" ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی ... نے اسکو پسند کر کے کہا بہتر ہے۔ تشریف لیجائیے" مروان بولا "انکو بغیر بیعت کئے ہوئے نہ جانے دو ورنہ ان سے بیعت نہ لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ رواں ہوگا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی حسینؓ ابن علیؓ نے ڈانٹ کر کہا "تو یا وہ مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا ہے" مروان یہ سُنکر دب گیا آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ مروان، ولید کو ملامت کرنے لگا۔ ولید نے کہا "اے مروان واللہ مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ میں حسینؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا۔ اگرچہ مجھے تمام عالم کا مال مل جاتا یا میں اسکا مالک بن بیٹھتا"۔

باقی رہے عبداللہ بن الزبیر وہ اپنے اعزہ واقارب کو مجتمع کر کے اپنے مکان میں چھپ رہے" ولید آدمی پر آدمی بلانے کو بھیجنے لگا۔ آخرالامر اپنے غلاموں کو ابن الزبیر کے گرفتار کر لانے پر متعین کیا۔ غلاموں نے سخت وسُست کہا چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا۔ ابن الزبیر نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعہ سے ولید کے پاس کہلا بھیجا "تمہارے غلاموں نے میری بے عزتی کا کوئی دقیقہ نہیں فروگذاشت کیا تم ذرا صبر کرو میں کل آؤنگا تم اپنے غلاموں اور آدمیوں کو بلا لو" ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بُلا لیا اور ابن الزبیر صرف اپنے بھائی کو لیکر رات کے وقت براہ فرع مکہ کیطرف نکل کھڑے ہوئے۔ ولید کو اسکی اطلاع صبح کو ہوئی فوراً چند آدمیوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن ان کو نہ پایا مجبور ہو کر واپس آئے۔ تمام دن یہ لوگ حسینؓ ابن علیؓ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بلا بھیجتا تھا اور آپ نہ جاتے تھے۔ پھر آپ نے آخر میں یہ کہلا بھیجا "رات کا وقت ہے اسوقت تم صبر کرو صبح ہونے دو دیکھا جائیگا" ولید خاموش ہو گیا۔

جوں ہی رات ہوئی آپ معہ اپنے لڑکوں، بھائیوں، بھتیجوں کے ابن الزبیر کی روانگی کی دوسری شب میں مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ صرف محمد بن الحنفیہ باقی رہ گئے۔ مکہ معظمہ جانیکی محمد بن حنفیہ ہی نے رائے دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے دعاۃ (ایلچیوں) کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ میں روانہ کرو اگر وہ لوگ تمھاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا اور اگر تمھارے سوا انھوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنالیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا نہ تمھارے دین کو مضرت پہنچیگی اور نہ تمھاری عقل کو نہ اسمیں تمھاری آبروریزی ہوگی مجھے اندیشہ اسکا ہے کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمھارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو" حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا "اچھا ہم کہاں جائیں؟" جواب دیا "مکہ جاؤ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو فبہا ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رُخ کرنا یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے" حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ آپہنچے۔

اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمر۔ ولید نے انکو بیعت کیلئے بلا بھیجا آپ نے فرمایا "جلدی کیا ہے جسکے ہاتھ پر سب مسلمان بیعت کر لیں گے گو وہ حبشی کیوں نہ ہو میں بھی بیعت کر لونگا" اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس وقت وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے اور وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آرہے تھے۔ اثنار راہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ و ابن الزبیر سے ملاقات ہوگئی ان دونوں صاحبوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر اور بیعت یزید کا حال بتلایا ابن عمر نے فرمایا لا تفرقا جماعۃ المسلمین (مسلمانوں کی جماعت کو متفرق نہ کرتے جاؤ) امام حسین رضی اللہ عنہ و ابن الزبیر مکہ کو روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس

مدینہ آپہنچے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کر لی۔

غرض ابن الزبیر یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزین ہوتا ہوں مکہ میں داخل ہوئے ان دنوں مکّہ کا عامل عمر بن سعید تھا اسکے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے تھے اور نہ اُس کے ساتھ طواف کرتے تھے یہ اور ان کے ہمراہی علیحدہ کھڑے رہتے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی عمر بن سعید کی گورنری

ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اُس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمر بن سعید الاشرق کو مامور کیا۔ چنانچہ عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا اُس نے پولیس کی افسری عمر بن الزبیر کو دی اسوجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن الزبیر میں کسی وجہ سے ناچاقی و کشیدگی تھی۔ چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو ہوا خواہ عبداللہ بن زبیر تھے گرفتار کرا کے چالیس سے پچاس۔ ساٹھ دُرّے تک پٹوائے ازانجملہ منذر بن الزبیر اور اُن کا لڑکا محمد اور عبدالرحمن بن الاسود بن عبدیغوث، عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام، محمد بن عمار بن یاسر و غیرہم تھے۔ بعد اس کے عمر بن سعید نے سات سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو مکہ کیطرف روانہ کرنے کو مسلح و مرتب کیا عمر بن الزبیر سے انکی افسری کی بابت مشورہ لیا عمر بن الزبیر نے جواب دیا "مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہ ہوگا" پس عمر بن سعید نے عمر بن الزبیر کو بسر افسری سات سو جنگ آوروں کے جسمیں انس بن عمیر الاسلمی بھی تھا مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا۔ اتنے میں مروان بن الحکم آگیا، مکہ معظمہ پر فوجکشی کرنے پر ملامت کر کے کہنے لگا "اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ بیت اللہ کی حرمت کو حلال نہ کرو۔ عبداللہ بن زبیر سے درگزرو۔ ساٹھ برس کی اسکی عمر ہو گئی وہ کیا اسکی مخالفت کریگا" عمر بن الزبیر بولا واللہ میں اس سے خانہ کعبہ میں لڑونگا" یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ابو شریح خزاعی آگئے اور عمر بن سعید کو مخاطب

کر کے کہا" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے مجھے ایک دن صرف ایک ساعت کے لئے مکہ معظمہ میں جنگ کرنے کی اجازت ہوئی تھی بعدازاں اسکی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ تھی"۔ عمر بن الزبیر نے ترشرو ہوکر کہا" اے بڈھے ہم تجھ سے زیادہ مکہ کی حرمت کو جانتے ہیں"۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ یزید نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عمر بن الزبیر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اس کے بھائی کیطرف روانہ کرو۔ پس اس نے بسرداری دو ہزار جنگ آوروں کے روانہ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر انیس تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچکر انیس نے ذی طویٰ میں۔ عمر بن الزبیر نے ابطح میں ڈیرے ڈالے اور اپنے بھائی سے کہلا بھیجا کہ" یزید نے قسم کھائی ہے کہ تمھاری بیعت نہ قبول کیجائیگی جب تک تم حاضر نہ آؤ گے۔ آؤ میں تمھارے گلے میں ایک زریں طوق ڈالدوں جو کسی کو نہ دکھائی دیگا تم ایک مقدس شہر میں ہو۔ خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ عبداللہ بن الزبیر نے اسکے جواب میں عبداللہ بن صفوان کو بسرگروہی اُن لوگوں کے جو اہل مکہ سے انکے پاس مجتمع ہوگئے تھے مقابلہ کے لئے روانہ کیا لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ عبداللہ بن صفوان کے ہاتھ رہا انیس شکست کھا کر بھاگا۔ اس بھگدڑ میں انیس مارا گیا۔ بعد اسکے عمر بن الزبیر سے مڈبھیڑ ہوئی اس کے ہمراہیوں کے قدم استقامت میدان جنگ سے اُکھڑ گئے نہایت ابتری کے ساتھ جی چھوڑ چھوڑ کر بھاگے عمر بن الزبیر گھبرا کر ابن علقمہ کے گھر میں جا چھپا۔ عبیدہ بن الزبیر نے پناہ دی اور اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر سے سفارشاً کہا" میں نے اسکو پناہ دیدی ہے"۔ لیکن عبداللہ بن الزبیر نے اسکو منظور نہ کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن الزبیر سے کہا تھا "تم اپنے بھائی کے حملہ سے مجھے بچانا میں انیس بن عمر سے نپٹ لونگا"۔ پس اس نے انیس سے مڈبھیڑ کی اور اسکو ہزیمت دیکر مار ڈالا۔ مصعب بن عبدالرحمان ایک گروہ کے ساتھ عمر بن الزبیر کے مقابلہ پر گئے ہوئے تھے عمر بن الزبیر کے ہمراہی میدان چھوڑ کر

بھاگ کھڑے ہوئے تب اسکو اسکے بھائی عبیدہ بن الزبیر نے پناہ دی لیکن عبداللہ بن الزبیر نے اس امان دہی کو جائز نہ رکھ کر عمر بن الزبیر کو گرفتار کرا کے قید خانہ عارم میں قید کر دیا اس کے بعد ان لوگوں کے قصاص میں جنکو اس نے مدینہ منورہ میں پٹوایا تھا درے لگوائے جس میں وہ مرگیا۔

کوفیوں کی خط و کتابت مسلم بن عقیل کی شہادت

جس وقت حسین بن علیؓ مدینہ منورہ سے مکہ کو آرہے تھے اثناء راہ میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوگئی عرض کیا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا "بالفعل تو مکہ جاتا ہوں بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی جہاں مرضی ہو" عبداللہ بن مطیع نے نصیحتانہ فرمایا "آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا قصد نہ کیجئے گا۔ ان ہی لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے۔ آپ کے بھائی کو ذلیل کیا ہے۔ یہ لوگ بڑے بدعہد و پیمان شکن ہیں آپ مکہ ہی میں قیام کیجئے۔ بیت اللہ سے باہر بھولکر بھی قدم نہ نکالئے گا۔ آپ عرب کے سردار ہیں جن کو آپ کی ہوا خواہی منظور ہوگی وہ یہیں آئیں گے۔ جب تک حجاز کے لوگ آپ سے استدعاء نکریں اسوقت تک بیت اللہ کو نہ چھوڑیئے گا" حسین ابن علیؓ اس کو گوش دل سے سنکر مکہ میں داخل ہوئے۔ لوگوں کی آمد و رفت آپ کے پاس شروع ہوئی۔ کوئی کچھ کہتا تھا۔ کسی کی کچھ رائے ہوتی تھی۔ عبداللہ ابن الزبیر خانہ کعبہ کے ایک گوشہ میں شب و روز نماز پڑھتے اور طواف کرتے تھے۔ حسین ابن علیؓ اکثر لوگونکے حالات ظاہر کر کے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ان کو یہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسین بن علیؓ کے ہوتے میرے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے۔

جب کوفیوں کو بیعت خلافت یزید اور حسین بن علیؓ کے مکہ چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو شیعان امیر المومنین علیؓ سلیمان بن صرد کے مکان پر مجتمع ہوئے اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں سلیمان و مسیب بن محمد رفاعہ بن شداد و حبیب بن مُظاہر وغیرہم تھے

حسین بن علیؓ کو اس مضمون کا خطؒ لکھا کہ آپ یہاں تشریف لایئے ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی نہ تو جمعہ میں اسکے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور نہ عیدین میں۔ اگر آپ آجائیں گے تو ہم اسکو نکال دیں گے" خط عبداللہ بن سبع ہمدانی و عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا۔ پھر دو راتوں کے بعد دوبارہ خط تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کیجانب سے بمضمون بالا لکھا گیا۔ پھر سہ بارہ اسی مضمون کا روانہ کیا جس کو شبث بن ربعی۔ حجاز بن الجبر۔ یزید بن الحرث، یزید بن رویم۔ عروہ بن قیس۔ عمر بن الحاج زبیدی۔ محمد بن عمیر التمیمی وغیرہم نے بڑے شد و مد سے لکھا تھاؒ متواتر خطوط آنے سے حسین ابن علیؓ کے خیالات کچھ کے کچھ ہوگئے جواب میں لکھا "جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے سمجھ گیا۔ بالفعل میں

لہ عبارت اور پھر اسکا ترجمہ لکھنا طول لاطایل ہے لہذا محض ترجمہ پر ہم اکتفا کرتے ہیں وہو ہذا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ خدا کی رحمت تم پر ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کا حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بعدہٗ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمھارے دشمن جبار و سرکش کو خواب مرگ میں سلا دیا جس نے اس اُمت پر جبراً حکومت بیٹھائی تھی اور اس پر بلا استحقاق حاکم بن گیا تھا۔ اُس کے مال کو غصب کر لیا تھا اور بغیر رضامندی اُمت اسپر امارت کرتا تھا۔ بایں ہمہ اس میں جو اچھے تھے انکو اس نے مار ڈالا اور اشرار کو باقی رکھا اب ہم پر کوئی امام نہیں ہے۔ آپ آیئے شاید آپ کے ذریعہ سے ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر مجتمع کر دے۔ اگرچہ نعمان بن بشیر (گورنر کوفہ) قصر امارت میں ہے لیکن ہم اسکے ساتھ نہ تو شریک جمعہ ہوتے ہیں اور نہ عید۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اُسکو ایسا نکال دیں کہ وہ شام ہی میں جا کر دم لے انشا اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۵ جلد چہارم)۔

لہ۔ اسی زمانہ میں شیعان بصرہ بھی ایک عورت ماریہ بنت سعد (قبیلہ عبدالقیس) کے مکان پر مجتمع ہوئے تھے لیکن خط لکھنے کی نوبت نہ آئی البتہ اُن میں یزید بن نبیط نے حسین ابن علیؓ کی خدمت میں حاضر ہونیکی غرض سے اٹھکر کہا تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چلیگا اسکے دس لڑکے تھے منجملہ انکے دو عبداللہ و عبیداللہ اٹھ کھڑے ہوئے پس یہ تینوں شخص مکہ پہنچے پھر وہاں سے حسین ابن علیؓ کے ساتھ کربلا گئے اور انھیں کے ساتھ شہید ہوئے۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۶)۔

اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد ترین اہل بیت مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ یہ تمہارے رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ پس اگر تمہارے رؤساء ملت نے جیسا کہ اسکے پیشتر تم نے لکھا ہے اسپر اتفاق کیا اور اسپر مجتمع ہو گئے تو میں عنقریب آجاؤنگا۔ اپنی قسم امام وہی ہے جو کتاب اللہ پہ عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم ہے اور دین حق پر چلتا ہے۔ والسلام" مسلم بن عقیل خط لیکر روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچے مسجد نبوی میں نماز پڑھی اہل مدینہ سے رخصت ہوئے قیس سے دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لیا۔ اثناء راہ میں غلبہ تشنگی سے پانی کا راستہ بتا کر دونوں رہبر اس جہان فانی سے راہی ہو گئے اور مسلم بن عقیل نے تکلیف و مصائب اٹھا کر چشمہ آب پر پہنچکر پانی پیا بچگئے۔ مسلم بن عقیل نے اس سے فال بد لیا اور اسی مقام سے اپنے بھائی حسینؓ کو خط[1] لکھا کہ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے" آپ نے جواب میں تحریر کیا "میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بزدلی سے یہ لکھا ہے۔ تمہیں کو جانا ہوگا۔ جاؤ۔ والسلام" مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشاد پہلی ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے شیعوں کے دل میں کھلبلی پڑ گئی بیت میں چوہے دوڑنے لگے۔ جب ان میں سے چند لوگ مجتمع ہو جاتے تو مسلم بن عقیل انکو امام حسینؓ کا خط پڑھکر سناتے تھے اور وہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے اور امداد کا وعدہ کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر نعمان بن بشیر گورنر کوفہ تک پہنچی۔ چونکہ طبیعت میں حلم و صلح پسندی تھی۔ لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فتنہ و فساد برپا ہونے سے ڈرایا اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ مجھ سے جب تک کوئی نہ لڑیگا میں اس سے نہ لڑونگا اور نہ کسی کو

---

[1] پورے خط کا مضمون یہ تھا "بھائی صاحب! میں آپ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لیکر کوفہ کو روانہ ہوا اثناء راہ میں شدت تشنگی سے وہ دونوں مر گئے اور ہم لوگ بڑے جدو جہد سے پانی تک پہنچ گئے بہزار خرابی ہماری جان بچی۔ اس پانی کا چشمہ ایک مقام تنگ بطن خبیت میں واقع ہے۔ میں نے اس سے بدفالی لی ہے پس اگر آپ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے اور کسی دوسرے شخص کو بھیجئے تو بہت مناسب ہوگا" (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶ جلد چہارم)۔

محض شبہ و بدگمانی سے گرفتار کرونگا۔ ہاں اگر تم نے ابتدا کی اور نقض بیعت کی اور بادشاہ وقت کے مخالف ہوئے تو واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا برابر تم کو مارتا رہونگا گو میرا کوئی معین و مددگار نہ ہو۔ تقریر ختم ہونے پر بعض حلفاء بنی امیہ نے کہا "تم کو اس مضمون کا خطبہ نہ دینا تھا۔ جو تمھاری رائے ہے وہ کمزوروں کی رائے ہے۔ دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس میں دشمنوں کو جرأت ہوگی" نعمان نے جواب دیا۔ مجھے کمزور ہو کر اللہ کی اطاعت میں رہنا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہو کر عزت والا بنوں" یہ کہکر نعمان ممبر سے اتر آئے۔ عبداللہ بن مسلم، عمارہ بن الولید بن عقبہ، عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے مسلم بن عقیل کے آنے لوگوں کے بیعت کرنے اور نعمان بن بشیر کے خطبہ دینے کا حال یزید کو لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر تم کو کوفہ کی ضرورت ہو تو کسی زوردار شخص کو مامور کرو جو تمھارے احکام کو استقلال و قوت کے ساتھ جاری اور تمھارے ملک کی حفاظت اور تمھارے دشمنوں کو زیر کرے۔ یزید نے سرجون رومی سے اس بابت مشورہ طلب کیا۔

سرجون[1] نے کہا میں آپ سے امیر معاویہؓ کی رائے ظاہر کروں کیا آپ اُس پر عمل کیا چاہتے ہیں؟ یزید نے کہا ہاں! تب سرجون نے کہا "عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی سند گورنری مرحمت کیجئے۔ امیر معاویہؓ کی یہی رائے تھی" اگرچہ یزید، عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا لیکن سرجون کے کہنے سے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی گورنری دیدی اور سند گورنری مسلم بن عمرو الباہلی کی معرفت روانہ کیا اور یہ بھی لکھا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر دینا۔"

اسی زمانہ میں حسین ابن علیؓ نے رؤساء اہل بصرہ مالک بن مسمع بکری، احنف

[1] اس مقام سے مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم اور تاریخ الخلفاء و معارف ابن قتیبہ و عقد الفرید وغیرہا سے اخذ کیا گیا ہے اصل کتاب میں تین ورق سادہ ہیں۔ (مترجم)

بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو، قیس بن الہیثم، عمر بن عبید اللہ بن معمرو غیرہم کے پاس ایک خط روانہ کیا تھا جس میں ان لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلعم) کی دعوت دی تھی۔ سبھوں نے اس خط کو چھپا لیا لیکن منذر بن جارود نے یہ سمجھ کر کہ شاید ابن زیاد کا یہ مکر نہ ہو نامہ بر اور خط کو ابن زیاد کے روبرو پیش کر دیا ابن زیاد نے نامہ بر کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور لوگوں کو جمع کر کے اس مضمون کا خطبہ دیا "اے اہل بصرہ! مجھکو نہ تو کسی امر کا اندیشہ ہے اور نہ میں کسی سے خائف ہوں۔ جو شخص مجھ سے لڑیگا میں بھی اُس سے لڑوں گا اور جو شخص صلح رکھے گا میں بھی اس سے بہ صلح پیش آؤنگا۔ اے اہل بصرہ! مجھکو امیر المومنین (یزید) نے کوفہ کی بھی حکومت مرحمت فرمائی ہے۔ میں غالباً کل روانہ ہو جاؤنگا۔ زمانہ غیر حاضری میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو تم پر اپنا نائب مقرر کئے جاتا ہوں۔ تم لوگ اختلاف و سرکشی سے احتراز کرنا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی شخص نے ذرہ بھر بھی اختلاف کیا ہے تو میں اُسی کو صرف قتل نہ کرونگا بلکہ اسکے دوست و آشنا وغیرہ و اقارب کو بھی تہ تیغ کرونگا اور اس جرم میں قریب و بعید کے سب لوگ ماخوذ کئے جائیں گے تاکہ تم لوگ راستی و استقامت اختیار کرو اور تم میں مخالفت کا مادہ نہ باقی رہے۔ یہ یاد رکھو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں مجرم ہونے کی حالت میں اپنے ماموں اور چچازاد بھائی کا بھی پاس نہ کرونگا" خطبہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عمر الباہلی اور شریک بن الاعور حارثی اور اپنے خاندان والوں کو لیکر کوفہ کیطرف روانہ ہوا۔ اثنار راہ سے شریک علیحدہ ہو گیا۔ تنہا عبید اللہ بن زیاد کوفہ میں داخل ہوا۔ جن لوگوں کیطرف گذرتا تھا وہ لوگ امام حسین رضؓ سمجھکر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور جوش مسرت سے مرحباً بک یا ابن رسول اللہ کہتے تھے لیکن ابن زیاد اسکا کچھ جواب نہ دیتا تھا چپ چاپ چلا جا رہا تھا رفتہ رفتہ نعمان بن بشیر تک پہنچا اسکے پیچھے پیچھے ایک انبوہ کثیر

خوشی کے نعرے بلند کرتا چلا جا رہا تھا نعمان نے امام حسین بن علیؓ کے شبہ سے دروازہ بند کرلیا اور اندر سے چلا کر کہا "تم کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں تم میری طرف مائل نہ ہو میں اپنی امانت، اپنا مال تمھاری کسی جنگی ضرورت کو نہ دونگا" عبیداللہ بن زیاد نے دروازہ کے قریب جاکر کہا "دروازہ کھولدو ورنہ کھولا جائیگا" ایک شخص نے جو اسکے پیچھے کھڑا ہوا تھا آواز پہچانکر بولا یہ تو ابن مرجانہ ہے! لوگ یہ سنتے ہی ہر ہو گئے۔ عبیداللہ ابن زیاد دارالامارت میں داخل ہوا صبح ہوئی۔ ممبر پر گیا۔ خطبہ دیا "اے اہل کوفہ! امیرالمومنین نے تمھارے شہر اور احکام شرعی اور مال غنیمت اور بیت المال کا مجھے والی مقرر کیا ہے اور مجھے تمھارے مظلوموں کی دادرسی، تمھارے محروموں کو دینے، تمھارے فرمانبرداروں کے ساتھ احسان کرنے، تمھارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے، میں بیشک تم میں اسکے احکام کو جاری کرونگا میں تمپر تمھارے والد سے زیادہ مہربان رہونگا۔ اور تمھارے شفیق بھائی سے بڑھکر تمھاری اطاعت کرونگا لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کریگا اسکی گردن و پیٹھ پر میری تلوار اور میرا دُرّہ ہوگا" اسقدر کہکر ممبر سے اترا، اور واقفکاروں اور رؤساءِ شہر کو مخاطب کرکے کہا "غرباء، امیرالمومنین کے ہواخواہوں، حروریوں، اور ان لوگوں کی تعداد صحیح صحیح ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف و بغاوت کا مادہ بھرا ہو پس جو شخص صاف صاف لکھدیگا وہ بری ہے اور جو شخص نہ لکھیگا تو وہ اسکا ذمہ دار سمجھا جائیگا۔ اگر اتفاق سے اسکے دوستوں و آشناؤں میں سے کسی نے ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے بری الذمہ ہیں اسکا خون و مال ہمکو مباح ہوگا اور جس کے علم میں کوئی شخص امیرالمومنین کا باغی و مخالف ہو اور اُس نے نہ ظاہر کیا تو ہم اسکو سولی دینگے اور اسکا وظیفہ ضبط کرلیں گے۔

مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبیداللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکلکر ہانی بن عروہ مرادی کے دروازہ پر گئے بلایا۔ ہانی نکلا دیکھ کر ناک بھوں چڑھایا۔ مسلم بن عقیل نے کہا "میں تمھارے پاس پناہ گزین اور تمھارا مہمان ہو کر آیا ہوں" ہانی نے

جواب دیا "تم نے مجھے سخت تکلیف دی۔ اگر میرے مکان میں نہ آجاتے تو میں یہ پسند کرتا کہ قبل اس کے میں کسی جرم میں ماخوذ ہو جاؤں تم میرے پاس سے واپس جاؤ۔ خیر آؤ۔ حتی الامکان میں تمہیں پناہ دونگا" مسلم بن عقیل اس کو غنیمت جانکر ہانی کے مکان پر مقیم ہوئے۔

ابن زیاد نے اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیکر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ ہوا خواہان مسلم بن عقیل سے ملنا جلنا اور ان سے یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا بہی خواہ ہوں۔ پس ابن زیاد کا غلام مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس گیا یہ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ یہی امام حسینؓ کی بیعت لیتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام سلام کر کے کہا "میں شام کا رہنے والا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے حُبّ اہل بیت رسالت سے سرفراز کیا ہے یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کوئی بزرگ ان میں سے وارد کوفہ ہوئے ہیں اور ابن بنت (نواسہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لے رہے ہیں میں ان سے ملا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم کو انکے قیام و تشریف آوری کا حال معلوم ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لیلو اور مجھے اُن کی خدمت میں لے چلو اور اگر تمہیں کسی قسم کا خیال ہو تو قبل اسکے کہ مجھے انکی زیارت نصیب ہو مجھ سے عہد و پیماں لیلو" مسلم بن عوسجہ بولے مجھے تمھاری ملاقات سے مسرت ضرور ہوئی شاید تمھارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کی امداد کرے لیکن اس سے مجھے رنج پہنچا کہ لوگ اس کام کے تمام ہونے سے پیشتر میرے راز سے واقف ہو گئے۔ یہ کہکر مسلم بن عوسجہ نے غلام سے اخفاء راز کا عہد و پیمان لیا اور غلام مسلم بن عقیل کے پتہ لگانے کو اُنکے پاس آنے جانے لگا۔ اتفاق سے ہانی بن عروہ بیمار ہوا عبید اللہ بن زیاد عیادت کو آیا۔ عمارہ بن عبد السلولی نے اُسکے مار ڈالنے

کا قصد کیا لیکن ہانی نے اس سے مخالفت کی اور کہا کہ میں اپنے مکان پر ایسے وقوعہ کا ہونا پسند نہیں کرتا۔ اسکے چند ہی دنوں بعد شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے مکان پر آکر فروکش ہوا۔ ابن زیاد اور امراء کوفہ اسکی عزت کرتے تھے اور یہ عمار بن یاسر کے ساتھ شریک جنگ صفین ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کے وقت تمھاری عیادت کو آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا" یہ (ابن زیاد) فاجر شام کو میری عیادت کرنے آئیگا۔ جوں ہی بیٹھے فوراً اسکا سر اڑا دینا۔ اسکے قتل کے بعد کوئی شخص قصر امارت پر قابض ہونے سے معترض نہ ہوگا۔ اگر مجھے افاقہ ہو گیا تو میں چلکر بصرہ پر بھی قبضہ کرا دونگا لیکن ہانی نے پھر ممانعت کر دی۔ شام ہوئی عبداللہ بن زیاد آیا۔ علالت کا حال دریافت کرتا رہا۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ عبداللہ بن زیاد کے چلے جانے پر شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا۔ دو وجہ سے میں نے قتل نہیں کیا ایک یہ کہ ہانی کو ناگوار تھا کہ اسکے مکان پر وہ قتل کیا جائے دوسرے یہ کہ امیرالمومنین علیؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ان الایمان قید الفتک فلا یفتک مومن ہمومن (ایمان خونریزی سے مانع ہے اسی لئے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا) اسکے تین روز کے بعد شریک کا اسی علالت میں انتقال ہو گیا۔ پھر ابن زیاد کا غلام مسلم بن عوسجہ کے ذریعہ سے مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو جو باتیں ہوتی تھیں روزانہ ابن زیاد سے جاکر کہہ آتا تھا۔ ایک مدت سے ہانی علالت کے حیلہ سے ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا۔ ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ و عمرو بن الحجاج کو بلا کر ہانی کے نہ آنیکا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا "بیمار ہے" ابن زیاد بولا" کیا خوب! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور روزانہ گھر سے نکلکر دروازہ پر بیٹھا کرتا ہے جاؤ اسکو میرے پاس بلا لاؤ" غرض یہ لوگ ہانی کو ابن زیاد کے پاس لیگئے۔

ابن زیاد۔ کیوں ہانی تمہارے مکان پر کیسا مجمع ہوتا ہے تم نے امیرالمومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلا کر اپنے مکان پر ٹھہرایا ہے اور آلات حرب اور لوگوں کو جمع کرتے ہو تم یہ جانتے تھے کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟

ہانی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ابن زیاد۔ غلط نہیں ہے یاد کرکے کہو میں نے یہ باتیں اُس سے سُنی ہیں جو تمہارے جلسہ میں شریک ہوتا ہے

ہانی: جس نے تم سے یہ بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔"

ابن زیاد۔ (اُس غلام کی طرف اشارہ کرکے جو اسکا مخبر تھا) اس کو پہچانتے ہو؟ ہانی نے دبی زبان سے کہا "ہاں میں جانتا ہوں" ساتھ ہی اسکے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی سکتہ سا ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر سر اٹھا کر بولا "مجھ سے سنو واللہ میں جھوٹ نہ کہونگا بخدائے لایزال میں نے مسلم کو نہیں بلایا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ کس کام کو آیا ہے۔ میرے دروازہ پر آکر قیام کرنیکی اجازت چاہی مجھے انکار کرنے سے شرم دامنگیر ہوئی میں نے ٹھہرالیا۔ مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا۔ اسکے بعد جو واقعات وحالات ہوئے اُن کو تم جانتے ہو اگر تم کہو تو میں ضمانت دیکر جاؤں اور اسکو اپنے گھر سے نکالکر پھر آجاؤں" ابن زیاد نے کہا میں تم کو اسوقت تک نہ چھوڑونگا جب تک تم اُسکو میرے سامنے لاکر پیش نہ کروگے۔ ہانی نے جواب دیا "میں اپنے مہمان کو تمہارے سپرد نہ کرونگا کہ تم اسکو قتل کرو" ابن زیاد اسپر اصرار کر رہا تھا اور ہانی انکار جب بحث وتکرار بڑھتی نظر آئی تو مسلم بن عمرو الباہلی نے ابن زیاد سے کہا "مجھے ہانی سے تخلیہ میں دو دو باتیں کرنے دیجئے" ابن زیاد خاموش ہوگیا۔ مسلم وہانی علیحدہ گوشۂ مکان میں اُٹھ کر گئے۔ ابن زیاد انکو دیکھ رہا تھا مسلم نے کہا "اے ہانی! تم یہ کیا کر رہے ہو ناحق اپنے اور اپنی قوم کو

ہلاکت میں گرفتار کرتے ہو تم مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالہ کردو یہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچائیگا علاوہ بریں تم تو سلطان وقت کے انکو حوالہ کرتے ہو اس میں تمھاری بیعزتی نہیں ہے" ہانی نے جواب دیا۔ واللہ! اس میں میری بے آبروئی ہے۔ میں اپنے مہمان کو کسی طرح ابن زیاد کے سپرد نہیں کرسکتا درانحالیکہ میرے بازو صحیح وسلامت ہیں۔ میرے اعوان وانصار بھی زیادہ ہیں۔ بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوتا تو میں اپنے مہمان کو اسکے حوالہ نہ کرتا جب تک میں زندہ رہتا" ابن زیاد ان فقرات کو سُنکر بولا "اسکو میرے پاس لاؤ!" ہانی قریب لایا گیا تو اس سے مخاطب ہوکر کہا "اے ہانی! تم مسلم کو میرے حوالہ کردو ورنہ تمھاری گردن ماری جائے گی" ہانی نے خشونت کے لہجہ میں جواب دیا اگر ایسا ہوگا تو تیرے مکان کے اردگرد ہزاروں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھ لیگا کہ میرے اعزہ واقارب تجھکو اس فعل سے باز رکھیں گے" ابن زیاد نے اس جواب سخت سے جھلاّ کر ہانی کو قید کردیا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہانی کو اس جواب دینے پر اس قدر قمچیاں ماریں کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی چہرہ کا گوشت لٹکر ڈاڑھی پر لٹک آیا جب مارتے مارتے قمچی ٹوٹ گئی تو اسکو ایک تنگ وتاریک مکان میں قید کردیا اسماء بن خارجہ نے اٹھکر کہا اے بدعہد! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو بلوایا جب ہم اسکو حاضر لائے تو تو نے اسکو اسقدر مارا کہ خون رواں ہوگیا اور کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اسکو قتل کرڈالیگا؟ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انھوں نے انکی بھی تھوڑی سی مرمت کردی ٹھنڈے ہوکر بیٹھ رہے۔ رفتہ رفتہ عمرو بن الحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی مارڈالا گیا۔ جوش میں آکر مذحج کو لیکر دارالامارت کا محاصرہ کرلیا اور آواز بلند سے "ہم عمرو بن الحجاج ہیں اور یہ سواران مذحج اور انکے سردار ہم نے اطاعت امیرالمومنین سے انحراف کیا ہے۔ اور نہ تفریق جماعت کی ہے" ابن زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی سے کہا "آپ ذرا

انکے دوست (ہانی) کے پاس تشریف لیجائیے اور اسکو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ زندہ ہے" چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سُنکر کہ ہانی زندہ ہے لوٹ گئے۔

مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سنکر اپنے اصحاب میں "یا منصور اُمۃ" کی ندا کردی اسوقت تک انکے ہاتھ پر اٹھارہ[۱۸] ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے جس میں سے چار ہزار مکان میں موجود تھے تھوڑی دیر میں ایک انبوہ کثیر جمع ہوگیا۔ آپ نے عبداللہ ابن عزیز کندی کو کندہ پر مامور فرما کر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مسلم بن عوسجہ اسدی کو مذحج و اسد پر، ابی ثمامہ سائدی کو تمیم و ہمدان پر، عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصر امارت کا قصد کیا۔ ابن زیاد نے دروازے بند کرائے قصر امارت کا کل صحن اور مسجد بازاری آدمیوں سے بھرا ہوا تھا تل رکھنے کی جگہ نہ تھی ایک ہنگامہ برپا تھا لوگ ابن زیاد اور اُسکے باپ کو کھلم کھلا گالیاں دے رہے تھے۔ ابن زیاد کے ساتھ اسوقت قصر امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور تھے جنمیں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اسکے خود خادم و خاندان والے تھے شام تک یہی کیفیت رہی چاروں طرف ایک ہلڑ سا مچا ہوا تھا کسی طرح کم نہ ہوتا تھا تب ابن زیاد نے انکے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کیطرف محمد بن الاشعث کو کندہ و حضر موت کیجانب قعقاع بن شور الذہلی و شیث بن ربعی تمیمی و حجاز بن ابجر عجلی و شمر بن ذی الجوشن ضبابی وغیرہم کو حکم دیا کہ قصر امارت کی کھڑکیوں اور بالا خانہ سے کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھا بجھا کر مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہونے کو کہو اور اعلان کردو کہ جو شخص اسوقت ان سے علیحدگی اختیار کر لیگا اسکو امان دیجائیگی اور جو شخص اس حکم سے سرتابی کریگا وہ عقوبت شاہی میں گرفتار کیا جائیگا اور نہایت بُری سزا اسکو دیجائیگی۔ اہل کوفہ کے کان میں جوں ہی یہ آواز پڑی اور

اُنھوں نے اپنے رؤساء و سرداروں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا، ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس۔ علیحدہ ہونے لگے۔ اخیر اخیر یہ نوبت پہنچی کہ عورت و مرد سب کے سب گھروں سے نکل پڑے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بلا لیگئے یہانتک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے اسوقت آپ مسجد سے نکلکر ابواب کندہ کیطرف روانہ ہوئے کندہ کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے یہ تیس نفر بھی علیحدہ ہوگئے تن تنہا بھولتے بھٹکتے بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا اسکا لڑکا بلال لوگوں کے ساتھ سپاہی بنکر گیا تھا) مسلم بن عقیل نے اسکو سلام کرکے پانی طلب کیا طوعہ نے پانی پلایا آپ اسی کے دروازہ پر بیٹھ گئے طوعہ نے کہا "اے اللہ کے بندہ کیا تم نے پانی نہیں پیا؟" جواب دیا ہاں پھر طوعہ نے کہا "تم اپنے گھر جاؤ۔ تین بار اس فقرہ کو اُس نے دہرایا آپ نے کچھ جواب نہ دیا تب طوعہ بولی سبحان اللہ میں تم کو گھر جانے کو کہتی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو اُٹھو اپنے گھر جاؤ۔ مجھے تمھارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے، آپ نے ایک سرد آہ کھینچکر ارشاد کیا اس شہر میں میرا نہ مکان ہے اور نہ کوئی عزیز و قریب ہے کیا تم مجھکو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو؟ اور میرے ساتھ کچھ بھلائی کرسکتی ہو۔ شاید اسکے بعد کبھی میں تم کو اسکا معاوضہ دیسکوں؟ طوعہ بولی آپ ہیں کون؟ فرمایا "مسلم بن عقیل ہوں مجھے کوفہ والوں نے دھوکا دیا ہے" طوعہ نے کہا "اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لائیے" غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے احاطہ میں ٹھہرایا۔ کھانا لائی لیکن آپ نے تناول نہ کیا اس عرصہ میں اسکا لڑکا آگیا اور طوعہ کو بار بار دوسرے احاطہ میں آتے جاتے دیکھکر سبب دریافت کیا طوعہ نے بڑے اصرار سے عہد و پیمان لیکر مسلم بن عقیل کے اوتھہرانیکا ماجرا بتلادیا۔ بلال سُنکر خاموش ہو رہا۔

ابن زیاد مجمع منتشر ہونے کے بعد معہ اپنے احباب کے مسجد میں آیا اور محلہ محلہ یہ ندا

کر دی ہے سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا کسی پر کوئی الزام باقی نہیں ہے عشاء کی نماز مسجد میں آ کر پڑھو" تھوڑی دیر میں آدمیوں سے مسجد بھر گئی۔ ابن زیاد نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور ممبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کے گھر میں ہم اسکو پائیں گے بری الذمہ ہے اور جو شخص اسکو گرفتار کرائے گا اسکو ہم انعام دینگے۔ بعد اس کے حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ اسی وقت کوفہ کی ناکہ بندی کر لو صبح ہوتے تمام مکانات کی تلاشی لینا۔ صبح ہوئی ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کیا بلال (طوعہ کے لڑکے) نے حاضر ہو کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے آنے اور مکان میں چھپانے کا ماجرا بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ محمد سے جسوقت وہ ابن زیاد کے پاس دربار میں بیٹھا تھا اور محمد بن اشعث نے ابن زیاد سے بتلایا۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد کو معہ عمرو بن عبیداللہ بن عباس السلمی اور قیس کے ستر آدمیوں کے روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آوازیں سُنکر تلوار کھینچکر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے انکو گھر کے باہر نکال دیا۔ مکرر سہ کرر وہ لوگ حملہ آور ہو کر آتے تھے اور مسلم بن عقیل دم بھر میں انکو نکال دیتے تھے۔ بکیر بن حمران احمری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کا اوپر کا ہونٹھ کٹ گیا دو دانت ٹوٹ گئے آپ نے بھی بڑھ کر اسکے سر پر تلوار کا وار کیا دوسری تلوار کندھے پر پڑی۔ بکیر مُنہ کے بل گر پڑا اسکے ہمراہی چھت پر چڑھ گئے پتھر آگ پھینکنے لگے۔ آپ بھی شمشیر بکف جست کر کے پہنچگئے۔ قتل و خون کا بازار گرم کر دیا محمد ابن اشعث نے چلا کر کہا تم نہ لڑو تم کو امان دیجاتی ہے۔ آپ ذیل کے اشعار پڑھتے اور لڑتے ہوئے اسکے پاس آئے۔

اقسمت لا اقتل الا حرا وان رایت الموت شیئًا نکرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ میں شریف ہی کو قتل کرونگا اگرچہ موت کو مکروہ چیز سمجھتا ہوں

او يخلط البارد سخنا مرا	رد شعاع الشمس فاستقرا
یا ٹھنڈی چیز میں گرم کڑوی چیز ملا دی جائے	آفتاب کی شعاع لٹا دی جائے اور وہ ٹھہر جائے
كل امرئ يوما يلاق شرا	اخاف ان اكذب او اعزا
ہر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا	مجھے خوف ہے کہ میں جھٹلایا دھوکا دیا جاؤں گا

محمد بن اشعث بولا "تم نہ جھٹلائے جاؤ گے اور نہ تم کو لوگ دھوکا دینگے" چونکہ پتھروں کے صدمہ سے جا بجا زخم پڑ گئے تھے اور اسوقت ان میں جنگ کرنیکی تاب باقی نہ رہی تھی مسلم بن عقیل ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے ابن اشعث اور کل لوگوں نے باستثناء عمرو بن عبید اللہ السلمی کے امن دی تلوار لیلی اور ایک خچر پر سوار کراکے ابن زیاد کیطرف لیچلے کس مپرسی کا خیال آگیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے ارشاد کیا "یہ پہلی بدعہدی ہے"۔

محمد بن اشعث ۔ "تم مطلق خوف نہ کرو کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے"

مسلم بن عقیل ۔ "اندیشہ کی کیا اور کوئی صورت ہوتی ہے؟ تمہاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لیلی اب میں بے دست و پا ہوں" اسقدر فقرے زبان سے نکلنے پائے تھے کہ فرط الم سے پھر رو پڑے۔ عمرو بن عبید اللہ بولا "کیوں روتے ہو؟ تمہاری طرح کیا کسی اور نے بھی ایسی خواہش کی ہے کہ اسیر بھی یہ بلائیں نازل ہوتیں"۔

مسلم بن عقیل ۔ "میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسینؓ و آل حسینؓ پر رونا آتا ہے جو تمہاری طرف آنے والے ہیں" (محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر) "میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے امان دینے سے مجبور ہو خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا کیا تم میں ایسی قدرت ہے کہ کسی شخص کے ذریعہ سے حسینؓ کے پاس میری خبر بھیجدو اور میری طرف سے یہ کہلا بھیجو کہ معہ اپنے اہلبیت کے واپس چلے جاؤ یہ اہل کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علیؓ کے دوست دہوا خواہ تھے جسکے فراق کے خواستگار وہ موت و قتل سے تھے" محمد بن اشعث نے اسکا

اقرار کرلیا چنانچہ بعد شہادت مسلم کے حسین بن علیؓ کو خط لکھا۔ قاصد سے مقام زبالہ میں ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا جو مقدر میں ہے وہ ہونیوالا ضرور ہے، مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب ہوا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا آپ ضرور تشریف لائیے اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں۔"

محمد بن اشعث، مسلم بن عقیل کو ہمراہ لئے ہوئے قصر امارت پر پہنچا دروازہ پر بٹھلا کر اندر گیا ابن زیاد سے کل واقعات بتلائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دی ہے ابن زیاد نے غصہ ہو کر کہا "تو اور امان ؟ میں نے تجھے اسکے گرفتار کرلانے کیلئے بھیجا تھا کہ امان دینے کیلئے ؟" محمد بن اشعث دم بخود ہو گیا اور مسلم بن عقیل پیش کئے گئے آپ نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا۔ حرسی (ازدی) نے کہا "تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے ؟" فرمایا اگر یہ میرے قتل کا قصد رکھتا ہے تو میرا سلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں ہے تو بہت سلام ہو جائیں گے۔" ابن زیاد بولا "میں تم کو ضرور بالضرور قتل کرونگا" مسلم نے کہا "میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں! اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کردوں" ابن زیاد نے اجازت دی۔ آپ نے عمر بن سعد کیطرف متوجہ ہو کر کہا "میری اور تمہاری عزیز داری ہے میں تم سے تخلیہ میں کچھ باتیں کیا چاہتا ہوں" عمر بن سعد نے ابن زیاد کیطرف دیکھا ابن زیاد نے کہا جاؤ تخلیہ میں سن لو میں تم کو تمہارے ابن عم کی بات سننے سے نہیں روکتا۔ عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھکر ایک گوشہ میں گئے۔ مسلم نے کہا "میں نے کوفہ میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لیکر اپنی ضرورتوں میں صرف کیا ہے تم اسکو میری طرف سے ادا کر دینا اور بعد میرے قتل ہوتے کے میری نعش کو اجازت لیکر دفن کر دینا اور حسینؓ کے پاس کسی کو بھیجدینا کہ وہ کوفہ میں نہ آئیں" عمر بن سعد نے یہ سب باتیں ابن زیاد سے بتلائیں ابن زیاد نے کہا "تم امین ہو اس میں خیانت نہ کرو مال کی بابت تم کو اختیار ہے جو

چاہو کرو۔ حسینؓ کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی انکا قصد نہ کرونگا باقی رہا انکا لاشہ، میں اس بارے میں تمہاری سفارش نہ سنونگا" بعداس کے مسلم بن عقیل کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں مسلم بن عقیل! تم نے کوفہ میں آکر گروہ بندی کی، لوگوں کو ہماری مخالفت پر مجتمع کیا اوران میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی۔

مسلم بن عقیل:۔ "یہ ہرگز نہیں ہوا لیکن یہاں کے باشندوں نے یہ خیال کیا تھا کہ تمہارے باپ نے انکے اچھوں کو مار ڈالا ہے، خونریزی کی ہے اور انکے ساتھ قیصر و کسریٰ کے سے برتاؤ کئے ہیں۔ ہم اُنکے بلانے سے انکے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ ان میں عدل وانصاف کریں اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں"۔

ابن زیاد۔ تو اور یہ کام۔ کیا ان میں عدل وانصاف نہیں کیا گیا؟ جو تو مدینہ میں شراب پیتا تھا اور اب انصاف کرنے کو آیا ہے"۔

مسلم بن عقیل:۔ "میں شراب پیتا تھا؟ واللہ اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تو کہتا ہے۔ بجائے میرے شراب پینے کا وہ شخص مستحق ہے جو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگتا ہے اور اللہ کے بندوں کو غضب وعداوت سے قتل کرتا ہے اُسکو اُس نے لہو لعب سمجھ لیا ہے"۔

ابن زیاد:۔ "مجھے اللہ مارے اگر میں تجھے اس طرح پر نہ قتل کروں کہ آج تک اسلام میں اس طرح کوئی نہ قتل کیا گیا ہو"۔

مسلم بن عقیل:۔ "بے شک یہ لیاقت تجھ ہی میں ہے کہ اسلام میں بدعات و بدخلقی و خباثت کا موجد ہو" ابن زیاد یہ سنکر جھلا اُٹھا اُنکو اور حسین و علی و عقیل (رضی اللہ عنہم) کو سخت وسُست کہنے لگا۔ مسلم بن عقیل نے کچھ جواب نہ دیا خاموش رہے بعد اسکے ابن زیاد نے حکم دیا کہ بالائے قصر لیجا کر مسلم بن عقیل قتل کئے جائیں اور سر کیساتھ

لاشہ بے گور و کفن پھینکدیا جائے۔ مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا واللہ اگر تو نے امان نہ دی ہوتی تو میں انکے ہاتھ نہ آتا۔ تلوار اُٹھا تو بری الذمہ ہوگیا" محمد بن اشعث نے کچھ جواب نہ دیا لوگ آپ کو بالائے قصر لے گئے آپ استغفار کرتے و تسبیح پڑھتے ہوئے گئے مقام حدائین کے مقابل شہید کئے گئے۔ شہید کرنیوالا بکیر بن حمران ہے جس پر آپ نے تلوار چلائی تھی اور سر کے ساتھ لاشہ پھینکدیا گیا۔

مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی کی سفارش کی ابن زیاد نے نامنظور کر کے حکم دیا کہ سر بازار لیجا کر ہانی کی گردن ماری جائے چنانچہ ایک ترکی غلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔

ابن عقیل کی روانگی کوفہ کی جانب آٹھویں اور بعض کہتے ہیں نویں شب کو ذیحجہ ۶۰ھ میں ہوئی تھی اور بعضوں کا بیان ہے کہ مسلم کے ساتھ مختار بن ابی عبید و عبداللہ بن حرث بن نوفل بھی گئے تھے جن کو ابن زیاد نے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔

سفر کوفہ

حسین بن علیؓ کو مسلم بن عقیل کا خط ملا اس میں لکھا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور یوماً فیوماً بیعت کرتے جاتے ہیں تم بہت جلد کوفہ آجاؤ چنانچہ آپ نے مکہ سے کوفہ کا قصد کیا۔ عمرو بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام آئے اور کوفہ جانے سے روکا۔ آپ نے انکاری جواب دیا۔ پھر عبداللہ بن عباس تشریف لائے فرمایا" میں تم کو کوفہ جانے سے روکتا ہوں تم وہاں اسوقت تک نہ جاؤ جب تک کہ اہل کوفہ اپنے امیر کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اسکے مال کو نہ لوٹ لیں اور اگر محض اُن کے بلانے پر جاتے ہو اور انکا امیر ان میں موجود ہے تو یہ سمجھ رکھو کہ تم کو لڑائی کیلئے بلاتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ تم کو وہ لوگ دھوکا دینگے، جھٹلائیں گے، تمھاری مخالفت کریں گے اور سب سے زیادہ تمھارے وہی دشمن ہوں گے"۔ آپ نے جواب دیا میں آج شب کو استخارہ کرونگا دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم

دیتا ہے" عبداللہ بن عباس یہ سُنکر اُٹھے اور چلے گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن زبیر آئے انھوں نے پہلے جانے کی رائے دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر کہا" بہتر ہوتا کہ آپ حجاز میں قیام کرتے اور اس کام کو یہیں سے انجام دیتے" آپ نے جواب دیا میرے جد امجد نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کی بدولت کعبہ کی بیحرمتی ہوگی مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ وہ مینڈھا میں ہی ہوں" عبداللہ بن زبیر کے چلے جانے پر عبداللہ بن عمرؓ تشریف فرما ہوئے نصیحتانہ کہنے لگے" تم بیعت لینے اور امارت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر نہ جاؤ اللہ جلشانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دونوں میں سے ایک کے اختیار کر لینے کا اختیار دیا تھا آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی چونکہ تم آپ کے ایک جزو ہو دنیا کی طلب نہ کرو اور نہ اسکے گرد و غبار میں اپنے دامان مبارک کو آلودہ کرو" عبداللہ بن عمرؓ یہ کہکر رو پڑے حسین بن علیؓ کے بھی آنکھوں سے آنسو نکل آئے لیکن اسپر عملدر آمد نہ کیا مجبوراً عبداللہ بن عمر رخصت ہو کر چلے گئے پھر دوبارہ اگلے دن عبداللہ بن عباس آئے۔ سمجھانے لگے" برادر من مجھے بغیر نصیحت کئے صبر نہیں آتا۔ مجھے خوف اسکا ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہارا خاندان تباہ و برباد ہو جائیگا۔ اہل عراق بڑے بیوفا، عہد شکن، مکار ہیں تم انکے قریب نہ جاؤ اسی شہر میں قیام کرو تم ان کے سردار ہو اور اگر اہل عراق اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اُن کو لکھ بھیجو کہ تم اپنے گورنر کو نکال دو بعد اسکے تم انکے شہر میں جاؤ اور اگر تمہارا جی مکہ سے بغیر نکلے ہوئے نہیں مانتا ہے تو یمن کیطرف چلے جاؤ وہ بہت وسیع سر زمین ہے پہاڑی گھاٹیاں بکثرت ہیں قدرتی محفوظ قلعے ہیں وہاں سے تم اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب میں بھیجو اور لوگوں سے بیعت لو" آپ نے جواب دیا" میں تو مصمم قصد کر چکا اب کسی طرح نہیں رُک سکتا" عبداللہ بن عباس بولے خیر اگر جاتے ہی ہو تو اپنے لڑکوں، عورتوں کو نہ لیجاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ عثمانؓ کیطرح تم شہید نہ کئے جاؤ

اور تمھارے لڑکے اور عورتیں پریشان و سرگرداں ہوں" آپ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا ابن عباس اٹھکر چلے آئے اور حسین بن علیؓ دسویں ذیحجہ ۶۰ھ کو معہ اپنے اہل بیت کے جس میں بچے، عورتیں، مرد بھی تھے مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔

یزید کیطرف سے حجاز کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا اُس کے آدمیوں نے حسین ابن علیؓ اور ان کے ہمراہیوں کو روانگی کوفہ سے روکا۔ بحث و تکرار ہوئی آپس میں خفیف سی مار پیٹ بھی ہوگئی لیکن آپ اور آپ کے ہمراہی نہ رُکے رفتہ رفتہ تنعیم میں پہنچے یہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی۔ یمن سے آرہا تھا اُسے بحیر بن ایسان والی یمن نے یزید کیطرف قیمتی قیمتی اسباب پارچہ جات و زیورات لیکر روانہ کیا تھا۔ آپ نے اسکو روک کر اہل قافلہ سے ارشاد کیا جو شخص ہمارے ساتھ عراق چلا چاہتا ہو ہم اسکو بکمال خوشی اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس اسباب میں اسکو حصہ دیں گے اور جو شخص ہم سے علیحدہ ہونا پسند کرتا ہو وہ اپنا اُس میں سے حصہ لیکر علیحدہ ہو جائے۔ چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسند کی انکو علی قدر مراتب حصہ دیکر رخصت کر دیا اور جنھوں نے ہمراہی منظور کی انکو حصہ دیکر ہمراہ لیکر آگے بڑھے۔ صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے دریافت کیا۔ اہل کوفہ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا "واللہ آپنے واقفکار ہی شخص سے استفسار فرمایا ہے۔ اچھا میں عرض کرتا ہوں سنئے! "لوگوں کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور انکی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ قضاء آسمان سے اتر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے" آپ نے فرمایا "تو سچ کہتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کل اُمور کا مالک ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر حکم الٰہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو ہم اسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے حالانکہ وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے اور اگر قضاء خداوندی خلاف توقع نازل ہوئی تو ہم صبر کریں گے" اسی مقام پر یا اس سے آگے بڑھ کر عبداللہ بن جعفر کا خط ملا جس کو انکے دونوں لڑکے عون و محمد لیکر آئے۔ لکھا ہوا تھا "برادر من خدا کیواسطے

دیکھتے ہی خط کے واپس آؤ۔ میں تم کو اس وجہ سے نصیحت کرتا ہوں کہ اس میں تمہاری خونریزی ہوگی۔ تمہارے اہل بیت نیست و نابود ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی جاتی رہے گی۔ تم مسلمانوں کی امید گاہ اور ہادیوں کے پیشوا ہو عجلت نہ کرو میں اس خط کے بعد ہی آپہنچتا ہوں والسلام" آپ نے اس خط کا مطلق خیال نہ کیا عون و محمد کو بھی ہمراہ لیلیا اور آگے بڑھے۔ ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے جلوگری کے خیال سے حصین بن نمیر تمیمی افسر اعلیٰ پولیس کو روانہ کیا اُس نے مقام قادسیہ میں پہنچکر ڈیرے ڈالے اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک ایک جانب اور دوسرے جانب قادسیہ سے قطقطانہ و کوہ لعلع تک پھیلادیا۔ اس عرصہ میں حسین ابن علیؓ مقام حاجر میں پہنچے۔ ایک خط اہل کوفہ کو (جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا۔ اوران لوگوں کو مستعد و تیار کیا تھا) قیس بن مسہر صیداوی کی معرفت روانہ کیا قیس جوں ہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس کوفہ میں بھیجدیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ تم قصر امارت پر چڑھ کر (عیاذاً باللہ) کذاب ابن کذاب حسین ابن علیؓ کو گالیاں دو تمہاری جان بخشی کیجائیگی۔ پس قیس قصر پر گئے حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو! حسین ابن علیؓ بہترین خلائق۔ فاطمہؓ بنت رسول اللہ (صلعم) کے لڑکے ہیں اور میں اُنکا قاصد ہوں وہ اب حاجر سے شاید آگے بڑھ آئے ہوں گے تم انکی اطاعت کرو یہ کہکر ابن زیاد پر لعن کیا اور زیاد کو سخت و سست کہہ کر علیؓ ابن ابیطالب کیلئے دعائے مغفرت کی ابن زیاد نے جھلا کر حکم دیا کہ اسکو قصر سے نیچے گرادو۔ گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے دماغ پھٹگیا۔ انتقال کر گئے (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) پھر حسین ابن علیؓ حاجر سے روانہ ہو کر کوفہ کیطرف تھوڑی دور چلکر عرب کے ایک چشمہ پر پہنچے عبداللہ بن مطیع دیکھ کر کھڑا ہو گیا کہنے لگا" میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟" حسین ابن علیؓ نے کوفیوں کے خط لکھنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتلایا۔ عبداللہ بن مطیع نے

عرض کیا خدا کیواسطے اے ابن رسول اللہ (صلعم) آپ کوفہ کا قصد نہ فرمائیے یہ لوگ بڑے پیماں شکن و بدعہد ہیں۔ ان میں اسلام کی ہتک۔ قریش کی آبرو ریزی اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہیں رہا واللہ اگر آپ اس چیز کی خواہش کرینگے جو بنی اُمیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت و خلافت) تو بے شک وہ لوگ آپ کو شہید کر ڈالیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے نہ ڈریں گے" حسین ابن علیؓ نے انکا بھی کہنا نہ مانا آگے بڑھے زہیر بن القین بجلی ہوا خواہاں عثمانؓ سے حج کر کے آپ کے ساتھ ہی ساتھ واپس آرہا تھا لیکن ایک منزل اور ایک مقام پر قیام نہ کرتا تھا ایک روز آپ نے اسکو بلا بھیجا باکراہ تمام آیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن واپس ہو کر اپنے فرودگاہ پر گیا تو اپنے ہمراہیوں سے خطاب کر کے کہا "جسکو میرے ساتھ چلنا ہو چلے میں حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ جاتا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر بیوی کو طلاق دیکر بولا تم اپنے میکہ (یعنی ماں و باپ کے مکان) چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ تم قید و گرفتار کی جاؤ۔ اپنے ہمراہیوں سے رخصت ہو کر حسین بن علیؓ کے پاس چلا آیا اور انھیں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ کربلا میں یہ بھی شہید ہو گیا۔ جب حسین بن علیؓ مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے۔ مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی بعضوں کی رائے ہوئی کہ آپ یہیں سے واپس چلیئے کوفہ میں آپ کا کوئی یار و یاور نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی نصرت کرنیکے آپ کے مخالف بنجائیں۔ بنو عقیل بولے " واللہ ہم سرزمین کوفہ کو اسوقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے یا جیسا کہ مسلم نے ذائقہ موت کا چکھا ہے ہم بھی نہ چکھ لیں گے، حسین بن علیؓ نے ارشاد کیا "تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا لطف ہو گا" ہمراہیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے " واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں ہیں جوں ہی آپ کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے،" غرض حسین بن علیؓ بنو عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا اُترے یہاں پر عبداللہ

بن بقطر (آپ کے رضاعی بھائی)، کے شہید ہونے کی خبر آئی انکو آپ نے اثناء راہ سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جسکو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا تھا ابن زیاد نے ان سے بھی کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (اعیاذاً باللہ) کذاب ابن کذاب پر لعن کر کے اُتر آؤ تو میں تم کو بھی چھوڑ دونگا لیکن انھوں نے قیس کی سی کارروائی کی اور ابن زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

حسین بن علیؓ کو جب یہ دو خبریں شہادت کی پہنچیں تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کر کے ان لوگوں کے مارے جانے کا حال بتلایا اور یہ ارشاد کیا کہ جو شخص واپس جانا چاہتا ہو لوٹ جائے ہم اُس سے کچھ مواخذہ نہ کرینگے۔ اس فقرہ کو سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ہمراہ آئے تھے۔ ان ہمراہیوں کے علیحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ بقصد جنگ نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے۔ القصہ آپ اس مقام سے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے ایک عرب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی صراحتاً کوفہ جانے سے منع کیا۔ آپ نے اسکی بھی نہ سنی کوچ کر کے شراف پہنچے۔ دوپہر کا وقت تھا دور سے گرد دیکھکر ہمراہیوں میں سے کوئی تکبیر کہہ اٹھا۔ کسی نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی۔ جواب دیا کہ گنجان درختوں کا باغ دکھائی دیتا ہے۔ بنی اسد کے دو شخصوں نے کہا اس میدان میں کہیں درخت نہیں ہے۔ حسین بن علیؓ بولے "یہ تو سواروں کی گرد ہے" پھر ان دونوں بنی اسد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا "اس مقام پر کوئی ایسا ملجا و مامن ہے کہ جس میں ہم پناہ گزیں ہوں؟ اور ان لوگوں سے ایک رخ ہو کر ملیں؟" اُن دونوں نے جواب دیا "سامنے یہ تمہارے پہلو پر ذوحشم ہے۔ اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے جاؤ۔ اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف چلے جائینگے تو تمہارا مقصود حاصل ہو جائیگا" حسین بن علیؓ یہ سنتے ہی سرعت کے ساتھ

واقعات کربلا

ذو حشم کیطرف جھکے لیکن ذو حشم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آ پہنچی اور آپ ٹھہر گئے ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جنکو حصین بن نمیر نے قادسیہ سے حُر بن یزید تمیمی یربوعی کی ماتحتی میں حسین بن علیؓ کے مقابلہ و روکنے کو روانہ کیا تھا۔ ظہر کا وقت آیا۔ موذن نے اذان دی آپ خیمہ سے نکلکر سواروں کیطرف آئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے لوگو! میں تمھارے پاس از خود نہیں آیا۔ جب تک کہ تمھارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے میرے پاس نہیں گئے۔ اب اگر تم لوگ اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمہارے شہر چلوں اور اگر تمہارے شہر میں میرے داخل ہونے سے تم کو نفرت ہو تو اجازت دو کہ میں جس شہر سے آیا ہوں وہیں واپس جاؤں" کسی نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ موذن نے تکبیر کہا حُر نے مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی آپ اپنے فرودگاہ پر واپس آئے اور حُر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے۔ عصر کا وقت آیا تو پھر آپ نے حُر اور اُن کے ہمراہیوں کو خطاب کر کے فرمایا "اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ان ظالموں، ناحق شناسوں سے جو مدعی امارت ہیں ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تمکو یہ ناگوار ہو اور تم ہمارے حقوق کو نسیاً منسیا کر دو اور تمھاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعہ سے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس جائیں" حُر بولے "واللہ ہم کو ان خطوط اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جنکو تم بار بار ذکر کر رہے ہو" حسین بن علیؓ نے یہ سُنکر دو تھیلیاں خطوط سے بھری ہوئی نکالیں اور کھولکر خطوط کو پھیلا دیا۔ حُر نے کہا "ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں۔ ہم کو تو یہ حکم ملا ہے کہ تم سے اگر ملاقات ہو جائے تو ہم تم کو اسوقت تک نہ چھوڑیں یہانتک کہ تم کو کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے چلیں" حسین بن علیؓ نے جواب دیا "اس سے تو موت بھلی ہے" اور اپنے ہمراہیوں کو واپس چلنے کا حکم دیکر سوار ہوئے۔ حُر نے روکا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ یزید کو لکھئے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں شاید

اللہ تعالیٰ کوئی امر ایسا پیدا کردے جس سے اس ابتلاء میں مبتلا نہ ہوں حسین ابن علیؓ نے پھر واپسی کا قصد کیا حُر نے دائیں بائیں سے روکنا شروع کیا۔ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے حمد وثنا کی بعدہٗ یہ تقریر فرمائی۔

"اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرّمات کو حلال کرتا ہے۔ اس کے عہد کو توڑتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا ہے۔ خلق اللہ میں ظلم وگناہ کے کام کرتا ہے اور اس نے کسی قسم کی دست اندازی قولی یا عملی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اُسکو بھی اُسکے ساتھ شمار کریگا۔ آگاہ ہو جاؤ ان لوگوں (یعنی یزید وامراء یزید) نے اللہ تعالیٰ کی طاعت چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کی ہے۔ فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے۔ حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں۔ مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ میں ان لوگوں سے زیادہ صاحب الامر ہونے کا مستحق ہوں تمہارے خطوط و قاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجکو بیعت کرنے کیلئے بلایا اب تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اگر اپنے بیعت و اقرار پر قائم رہو گے تو راہ حق پا جاؤ گے۔ میں حسین، علی و فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں تم کو میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہئے۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے تم نے میرے باپ میرے بھائی حقیقی حسنؓ و چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ افسوس ہے کہ تم لوگ مجھکو دھوکا دیکر اپنا حق و حصہ دینداری کا ضایع کر رہے ہو پس جو شخص بدعہدی کریگا وہ اپنے لئے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھکو تم سے بے پرواہ کریگا والسلام"

حُر نے جواب دیا "اللہ اللہ کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے معرکہ آرائی کی تو بلاشبہہ مارے جاؤ گے"۔ حسین بن علیؓ نے جھلا کر کہا "کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے؟"

سامضی وما بالموت عار علی الفتی
میں تو اپنا قصد پورا ہی کرونگا اور مرنے میں جوانمرد کو عار نہیں ہے

اذا ما نوی خیراً وجاھد مسلما
جب اُس نے نیکی کی نیت کر لی اور مسلمان ہو کر مجاہدہ کیا۔

وواسی رجالاً صالحین بنفسہ
اور اچھے لوگوں سے بذاتہٖ محبت پیدا کی۔

وخالف مثبوراً وفارق مجرماً
اور قابل گردن زدنیوں کی مخالفت کی اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔

فان عشت لم اندم وان مت لم الم
پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے کچھ ندامت نہ ہوگی اور اگر مرگیا تو مجھے کچھ صدمہ نہ ہوگا۔

کفیٰ بک ذلاً ان تعیش وترغما
تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ذلیل و رسوا ہو کر عمر بسر کریگا۔

حُر سُنکر خاموش ہو رہے لیکن پیچھا نہ چھوڑا اِدھر اُدھر سے بحکمت عملی روکتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ عذیب پہنچے جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔ کوفہ سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے جو تیز اونٹوں پر سوار نافع بن بلال کے گھوڑے کے پیچھے تیزی کے ساتھ آرہے تھے اور اُنکے ہمراہ انکا رہبر طراح بن عدی بھی تھا۔ حسین بن علیؓ کے قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ حُر نے بڑھ کر کہا "میں تم کو گرفتار کر لونگا یا کوفہ کیطرف لوٹا دونگا" آپ بولے ایسا نہ ہونے پائیگا یہ میرے معین و مددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے انسے کچھ بھی تعرض کیا تو ہمارے اور تمھارے کوئی دقیقہ اُٹھ نہ رہیگا" حُر خاموش ہو رہے۔ حسین ابن علیؓ نے ان لوگوں سے دریافت کیا تم اُن لوگوں کا (اہل کوفہ) کچھ حال بتلاؤ جنکو تم چھوڑ آئے ہو؟ اُن میں سے مجمع بن عبداللہ العایذی نے عرض کیا "شرفاء کوفہ کی رشوت خواری بڑھ گئی ہے۔ دنیا کی طمع میں پڑے ہوئے ہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک زبان ہو رہے ہیں۔ باقی رہے عوام الناس ان کے قلوب تمھارے طرف مائل ہیں لیکن انکی تلواریں کل تم پر نیام سے باہر آئینگی" پھر اپنے قاصد قیس بن مسہر کا حال استفسار فرمایا۔ عرض کیا "مار ڈالے گئے" یہ سُن کر

آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جںکو آپ نہ روک سکے۔ بعد اسکے طرماح بن عدی نے کہا "آپ کے ہمراہ بہت کم آدمی ہیں اور یہ ٹڈی دل ہیں۔ صبح نہ ہونے پائے گی کہ کل کو یہ دریا کیطرح اُمنڈ آئیگا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ کسی محفوظ شہر میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو کوہ آجا میں ٹھہرائیں گے جو ہم کو ملوک غسان و حمیر و نعمان بن منذر اور کل سُرخ و سفید کے حملوں سے بچاتا ہے واللہ وہاں پر کسی قسم کی رسوائی و مضرت نہ آنے پائے گی پھر وہاں سے ان لوگوں کیطرف دُعاۃ روانہ کرنا جو آجا و سلمیٰ میں طے والے مقیم ہیں خدا کی قسم دس روز بھی نہ گزرنے پائیگا کہ طے کے بیحد سوار و پیادہ آکر مجتمع ہو جائیں گے اسوقت اگر کوئی شخص آپ کے مقابلہ پہ آئیگا تو صرف طے کی بیس ہزار تلواریں نیام سے نکل پڑیں گی جو آپ کے روبرو دشمنوں سے لڑینگی"۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو بہتر جزا دے ہم میں اور اُن لوگوں میں کچھ ایسے حایل ہو گئے ہیں کہ جس سے ہم واپسی پر قادر نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ آئندہ ہم میں اور ان میں کیا واقعہ پیش آئیگا"۔ غرض طرماح[1] آپ سے رخصت ہو کر اپنے اہل کیطرف روانہ ہوا۔ حسینؓ پھرتے پھراتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے۔ شام ہو گئی تھی۔ قیام کر دیا۔ نماز صبح پڑھکر جھٹ پٹ سوار ہو کر چلنے کا قصد کیا حُر نے پہنچکر روکنا شروع کیا۔ اسی رد و کد میں نینوے تک پہنچے جہاں پر آپ اُتر پڑے اور ایک سانڈنی سوار نے آکر ابن زیاد کا خط حُر کو دیا جسمیں لکھا ہوا تھا "میرے اس خط و قاصد کے پہنچتے حسین کو روک کر ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہرانا جہاں نہ پانی ہو اور نہ کوئی محفوظ مقام ہو میں نے اس قاصد کو حکم دیدیا ہے کہ تا تعمیل وہ تم سے جدا نہ ہو گا"۔ حُر نے خط پڑھکر حسین بن علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا "یہ خط امیر کا آیا ہے۔ مجھے ہدایت ہوئی ہے

[1] روانگی کے وقت اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے اہل و عیال کا انتظام کر کے آپکی امداد پر آؤنگا چنانچہ حسب وعدہ واپس ہو کر آیا۔ عذیب میں پہنچا شہادت کا حال سُنکر لوٹ گیا (از ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴)۔

کہ میں آپ کو ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤں اور تا تعمیل حکم یہ قاصد مجھ سے علیحدہ نہ ہو گا لہٰذا آپ نینویٰ سے اٹھ کر ایسے میدان میں فروکش ہوں جہاں نہ سایہ ہو اور نہ پانی۔ آپ نے ارشاد کیا "تم ہم کو اب زیادہ تکلیف نہ دو۔ نینویٰ ہی میں رہنے دو یا اجازت دو تو غاضریہ یا شفیہ میں جا کر ہم قیام کریں" حُر بولے "میں ایسا نہیں کر سکتا ابن زیاد نے مجھ پر ایک شخص کو اس امر کی نگرانی کیلئے مقرر کیا ہے" زہیر بن القین نے عرض کیا واللہ اسکے بعد جو آئیگا وہ اس سے زیادہ سخت ہو گا۔ اے ابن رسول اللہ (صلعم) اس وقت اس سے لڑ جانا آسان ہے بہ نسبت اسکے جو آئندہ آنیوالا ہے" آپ بولے "ہم جنگ کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے" زہیر نے رائے دی آپ اس قریہ میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے وہ ایک محفوظ مقام لبِ دریائے فرات واقع ہے اگر وہ روکے گا تو ہم اس سے لڑ پڑیں گے اور اس سے جنگ کرنا آسان ہے اُس سے جو بعد اسکے آئیگا آپ[۱] نے مقام کا نام دریافت فرمایا عرض کیا کربلا نام ہے! فرمایا "یہ زمین کرب وبلا کی ہے" یہ دن پنجشنبہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ تھی۔

اگلے دن کوفہ میں چار ہزار کی فوج بسرافسری عمر بن سعد بن ابی وقاص آ پہنچی ابن زیاد نے عمر کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کو دلستی کیطرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ حسینؓ کا واقعہ پیش آگیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر امام حسینؓ کے مقابلہ پر جانیکا حکم دیا۔ عمر بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم حسینؓ کے مقابلہ پر نہیں جاتے ہو تو رے کی سند گورنری واپس کر دو" عمر بن سعد نے غور و فکر کرنے کیلئے ایک روز کی مہلت مانگی اپنے دوستوں مشیروں سے مشورہ کیا سبھوں نے حسین بن علیؓ کے مقابلہ پر جانے کو منع کیا رات بھر پڑا ہوا سوچتا رہا صبح کو ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا

---

[۱] عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۰۷

۱۱ اترك ملك الرے والرے رغبة	کیا میں ملک رے کو چھوڑ دوں اور ملک رے ہی کی مجھے خواہش ہے
ام ارجع مذموماً بقتل حسین	یا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مذموم واپس آؤں۔
وفی قتله النار التی لیس دونها	لیکن انکے قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤنگا جسکا کوئی مانع نہیں ہے
حجاب وملك الرے قرة عین	اور ملک رے کی حکومت میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ آپ شرفاء کوفہ میں سے فلاں فلاں اشخاص متعین فرمائیے۔ ابن زیاد نے جواب دیا "میں تمہارا مطیع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس امر پر مجبور کرتا ہوں۔ اگر تم حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر نہ جانا چاہتے ہو تو میری سند گورنری واپس دو" عمر بن سعد نے حکومت رے کی طمع میں پڑکر حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جانا منظور کر لیا چنانچہ اسی چار ہزار فوج کو لئے ہوئے آپ کے مقابلہ پر جا پہنچا اور ایک قاصد بھیجکر آپ سے کوفہ کیطرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "مجھے اس شہر کے شرفاء و رؤسا نے طلب کیا تھا پس اگر تم کو یہ ناگوار ہو تو میں واپس جانے پر آمادہ ہوں" عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ ابن زیاد نے لکھا کہ "حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت لو اگر وہ بیعت کر لیں تو جو مناسب ہوگا کیا جائیگا اور اگر بیعت سے انکار کریں تو بے تامل جنگ کرو اور ان پر اور ان کے ہمراہیوں پر پانی بند کر دو" پس عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو بسر گروہی پانچسو سواروں کے نہر فرات پر متعین کیا چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان حایل ہو گئے (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے) جب آپ کے قافلہ میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ شدت تشنگی سے بیچین ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علی رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کیلئے روانہ کیا۔ انکے ہمراہ بیس آدمی مشکیزے لئے ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی غرض سے تھے۔ جب عباس ابن علی رضی اللہ عنہ مشکیزے بھر کر لوٹے تو دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ بعد اسکے امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری

کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے ملنا" عمر بن سعد حسب وعدہ آیا دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں آدمی لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آئے۔ دو چار بار ملاقات کرنے کے بعد عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا "بعد حمد و ثنا کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آتش فتنہ فرو کر دیا اور اختلاف دفع کر کے سبھوں میں اتفاق پیدا کر دیا ہے حسین نے یہ تین درخواستیں پیش کی ہیں (۱) وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس کر دیئے جائیں (۲) جس سرحد کیطرف ہم چاہیں ان کو بھیجدیں (۳) ہم ان کو امیر المومنین یزید کے پاس لیجائیں تاکہ ان کی یہ بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضامندی ہے" ابن زیاد نے خط پڑھکر کہا میں اسکو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر و رعیت کا ناصح مشفق ہے۔ شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا "کیا تم اس درخواست کو قبول کر لوگے۔ وہ (حسینؓ) تمہارے ملک میں آگیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے واللہ اگر وہ یہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت و شوکت والا ہو جائیگا اور تم بمقابلہ اسکے ضعیف و ناتواں ہوگے میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم اسکو اپنے حکم کے ماننے پر مجبور کرو پس اگر عدول حکمی کرنے پر تم ان کو سزا دوگے تو تم کو اسکا حق حاصل ہے اور اگر درگذر کروگے تو اسکا الزام تم پر آئیگا۔ واللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حسینؓ و عمر تمام رات دونوں لشکروں کے درمیان باتیں کرتے رہے ہیں" ابن زیاد اس دم پٹی میں آگیا۔ فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمر کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ حسینؓ اور اسکے ہمراہیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو اگر وہ بیعت کر لیں تو صلحنامہ لکھکر میرے پاس بھیجدو ورنہ بصورت انکار جنگ کرو، پھر شمر سے مخاطب ہو کر بولا عمر بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل پر مستعد ہو تو فبہا تم اسکی اطاعت کرنا والا وہ

معزول اور تم اسپر اور کل لشکر پر امیر ہو ساتھ ہی اسکے اسکا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا مضمون خط جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا تھا یہ تھا " اما بعد میں نے تم کو حسین رض کی طرف اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت ولعل میں اوقات گذاری کرو اور اسکی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسین اور اسکے ہمراہی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلحنامہ لکھکر میرے پاس انکو بھیجدو اور اگر انکار کریں تو حملہ کردو یہانتک کہ انکو قتل کر کے مثلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اسکے مستحق ہیں اور بعد قتل حسین رض کے جسم وسینہ کو گھوڑوں کے سُموں سے پامال کرانا وہ بڑا ظالم، جفاکار، خودسر، نافرمان ہے پس اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کروگے تو تم کو تابعداروں و فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائیگا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا قصد ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام "

اس خط کے لکھتے وقت اتفاق سے عبداللہ بن ابی المحل بن حزام بیٹھے ہوئے تھے (انکی پھوپھی ام البنین بنت حزام، امیرالمومنین علی رض کے عقد میں تھیں جن سے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان پیدا ہوئے تھے) ابن زیاد سے کہا ہمارے بھانجوں کے لئے امان نامہ لکھدو چنانچہ ابن زیاد نے لکھدیا جس کو عبداللہ بن ابی المحل نے اپنے ایک غلام کی معرفت بھیجدیا۔ عباس و عبداللہ وغیرہم پسران امیرالمومنین علی رض نے کہا ہم کو تمہارے امان کی ضرورت نہیں ہے ابن سمیّہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد شمر پہنچا۔ ابن زیاد کا خط دیکھکر ابن سعد نے کہا " افسوس! میں تو یہ سمجھا تھا کہ میری درخواست قبول کرلی گئی اور تو صلح کرنے کی اجازت لیکر آیا ہے " شمر بولا یہ تمہارے سمجھ کی غلطی ہے اب بتلاؤ اور کیا کروگے؟ جواب دیا مجبوراً تعمیل کروں گا۔ نویں محرم یوم پنجشنبہ کو شمر اپنے لشکر سے نکلکر امام حسین رض کے خیمہ کیطرف آیا عباس اور ان کے بھائیوں کو بُلا کر کہا " اے میرے ہمشیرہ زادو! میں تم

کو امان دیتا ہوں" اُن لوگوں نے جواب دیا" اللہ کی مار تجھ پر اور تیری امان ہو۔ تو ہم کو تو امن دیتا ہے اور رسول اللہ صلعم کے نواسہ کو امان نہیں دیتا ہے"۔ شمر یہ جواب سنکر اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ پھر عصر کے وقت عمر بن سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہوکر امام حسینؓ کیطرف چلا آپ اسوقت اپنے خیمہ کے روبرو تلوار کا ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ عباس بن علیؓ نے عمر بن سعد کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا" بھائی! اُٹھو مخالفین آپہنچے" آپ نے فرمایا چلو ہم بھی سوار ہوکر چلتے ہیں"۔ عباس بن علیؓ نے کہا" نہیں میں ہی جاؤنگا"۔ امام حسینؓ نے اس رائے کو پسند فرماکر ارشاد کیا بہتر ہے تم ہی جاؤ دریافت کرو۔ کیوں آئے ہیں۔ غرض کیا ہے؟ غرض عباس بیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہوکر تشریف لیگئے۔ آنے کی وجہ دریافت کی؟ عمر بن سعد نے لفظ بلفظ ابن زیاد کے خط کا مضمون بتلا دیا۔ عباس نے کہا" ٹھہرو عجلت نہ کرو۔ ابو عبداللہ حسینؓ کو اس خبر کی اطلاع کرتا ہوں" یہ کہکر عباس لوٹ کر امام حسینؓ کی خدمت میں آئے اور انکے ہمراہی عمر بن سعد کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اللہ جلشانہ کا ذکر کرتے رہے۔

امام حسینؓ نے عباس سے کہا" ابن سعد سے جاکر کہدو کہ ہم کو شب بھر کی مہلت دے تاکہ ہم استغفار و دعا کرلیں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کرلیں۔ صبح کو وہ ہوگا جو ہونے والا ہے۔ عباس نے واپس ہوکر ابن سعد سے کہا" اسوقت تو تم لوگ واپس چلے جاؤ صبح تک کی ہم کو مہلت دو انشاءاللہ تعالیٰ کل جو مناسب ہوگا کیا جائیگا۔ اطاعت کرینگے یا لڑینگے"۔ عمر بن سعد نے شمر سے استمزاج کیا۔ شمر بولا تم امیر ہو جو چاہو سو کرو۔ عمر بن الحجاج زبیدی نے قطع کلام کرکے کہا سبحان اللہ اگر حسینؓ اہل دیلم سے ہوتے اور یہ درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا"۔ قیس بن اشعث بن قیس بولا" منظور کرلو لیکن اپنی قسم وہ صبح کو تم سے ضرور لڑیں گے"۔ عمر بن سعد نے جھلا کر کہا" اگر ہمیں یہ یقین ہوجاتا تو بھی ہم یہ وقت

ٹال جاتے" اسکے ہمراہی یہ سنکر خاموش ہو رہے اور عمر بن سعد واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں چلا آیا۔ بعد اسکے امام حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جسکا مضمون یہ تھا "میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اُسکی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے جد کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم کو گوش و چشم و قلوب عنایت کئے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی پس ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اما بعد میں اپنے ہمراہیوں سے نہ زیادہ کسی کو باوفا سمجھتا ہوں اور نہ اُن سے کسی کو بہتر جانتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی نیک زیادہ اور نہ ان سے کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے پس تم سبھوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ اعداء مجھ سے ضرور لڑینگے۔ میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں جسکا جسطرف جی چاہے چلا جائے میرا کچھ حق اُس پر نہیں ہے لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لیلے تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کریگا۔ اور اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کیطرف متفرق و منتشر ہو کر چلے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچالے کیونکہ شامی میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پا جائیں گے تو دوسرے کی جستجو نہ کرینگے" اس فقرہ کا تمام ہونا تھا کہ سب کے سب چلا اُٹھے۔ آپ کے بھائی اور لڑکوں اور بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے لڑکوں نے رو کر کہا "ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہجائیں اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو یہ دن نہ دکھائے" امام حسینؓ نے فرمایا "اے بنی عقیل! بس بس مسلم کی شہادت کافی ہے تم لوگ جاؤ۔ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دی" بنی عقیل بولے "آپ سے علیحدہ ہو کر خلائق سے ہم کیا کہینگے کیا یہ کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ اپنے سردار اپنے بہترین چچا کے لڑکے کو دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینکا

اور نہ انکے ساتھ ایک نیزہ مارا اور نہ انکے ساتھ تلوار چلائی واللہ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے ۔ اللہ کی قسم ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم اپنے کو اور اپنے ال کو اور اپنے اہل کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ جہاں جائیں گے ہم بھی وہیں جائیں گے اللہ تعالیٰ اس عیش کو نہ دکھائے جو تمہارے بعد ہم کو ملے'' مسلم بن عوسجہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ۔ کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر ہم چلے جائیں ؛ حالانکہ ہم آپ کے حق سے ادا نہیں ہوئے اللہ کی قسم ہم آپ کو اسوقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے تیز نیزوں کی نوک نہ چبھو لیں گے ۔ اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے قبضہ میں ہے انکی گردنوں کو تن ناپاک سے نہ جدا کر لیں گے ۔ اللہ کی قسم ! اگر میرے پاس کوئی آلہ حرب نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہانتک کہ میں اپنے آپ کو آپ پر فدا کر دیتا'' مسلم بن عوسجہ کی اس پر جوش تقریر سے سبھوں کے دل بھر آئے اور بالاتفاق یہی کہنے لگے ۔ آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دیکر رخصت کیا ۔ خیمہ میں تشریف لے گئے شام کا وقت تھا طبیعت بھری ہوئی تھی دردناک اشعار پڑھنے لگے ۔ آپ کی بہن زینب کے کان تک آواز پہنچی ۔ صبر نہ ہو سکا گھبرا کر یہ کہتی ہوئی دوڑ پڑیں'' ہائے افسوس ! کاش آج کی زندگی کو میری موت فنا کر دیتی میری ماں فاطمہؓ مر گئیں میرے باپ علیؓ مجھ سے جدا ہو گئے میرا بھائی حسن جاتا رہا اے خلیفہ ماضی ! اے سرپرست باقی ! آپ نے فرمایا بہن کیا کہہ رہی ہو تمہارے صبر و تحمل کو یہ کیا ہو گیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُسکے حکم پر صابر و شاکر رہو اور یہ جان رکھو کہ کل رہنے والے زمین کے مر جائیں گے اور ساتھ ہی اس کے آسمان والے بھی باقی نہ رہیں گے اور بے شک سوائے اللہ تعالیٰ کے کل شے فنا ہونیوالی ہے ۔ میرا باپ مجھ سے بہتر تھا ۔ میری ماں مجھ سے افضل تھیں ۔ میرا بھائی مجھ سے زیادہ نیکوکار

تھا۔ مجھکو اور اُن کو اور کل مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے وہ بھی اس دنیا سے اُٹھ گئے تو ہم کس شمار و حساب میں ہیں۔ اے میری بہن میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو جامہ دری نہ کرنا۔ رونا پیٹنا نہیں بین نہ کرنا۔ نوحہ نہ پڑھنا۔ اے بہن یہی دن سب کو پیش آنیوالا ہے صبر کرنا صبر، صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دیگا" زینب یہ سُنکر خاموش ہوگئیں آپ باہر تشریف لائے اور ہمراہیوں کو بلا کر فرمایا "خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر دو اور رسیاں ایک کی دوسرے سے ملا دو اور ان کے دائیں بائیں خندق کھود کر آگ روشن کر دو اور کل جب یہ لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے روبرو ہو کر لڑنا" ہمراہیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس اثناء میں رات ہوگئی تمام شب آپ اور آپ کے ہمراہی نماز و استغفار پڑھتے دعائیں والحاح وزاری کرتے رہے صبح ہوئی آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز پڑھکر سوار ہوا۔ یہ دن شنبہ یا جمعہ کا تھا اور محرم سنہ ۶۱ھ کی دسویں تاریخ تھی۔

آپ کے ہمراہ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے زہیر بن القین کو میمنہ پر، حبیب بن مطہر کو میسرہ پر مامور فرمایا اور عَلَم اپنے بھائی عباس کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا اور ان کے اردگرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی گویا یہ آپ کے لشکر کا ساقہ تھا۔ عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر ہر حصہ اور قبیلہ پر جُدا جُدا افسر مقرر کئے اور پھر ان پر ایک بڑا سردار بطور ذمہ دار کے مقرر کیا چنانچہ اہل مدینہ پر عبداللہ بن زہیر ازدی کو، ربیعہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو، مذحج و اسد پر عبدالرحمٰن بن سبرہ جعفی کو، تمیم و ہمدان پر حُر بن یزید ریاحی کو مقرر کیا پس ان سبھوں نے قتل حسین پر کمر باندھ لی مگر حُر بن یزید ریاحی وقت جنگ امام حسینؓ کیطرف مائل ہو گئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ اُنکے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی ماتحتی میں تھا

اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن، سواروں پر عروہ بن قیس احمسی، پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی تمیمی اور پھریرہ اسکے غلام دُرید کے ہاتھ میں تھا۔ امام حسینؓ نے عمر بن سعد اور اسکے ہمراہیوں کو مستعد بجنگ دیکھ کر قطع حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی منگوائی۔ سوار ہو کر دو چار آدمیوں کو اپنے ہمراہیوں میں سے لیکر لشکر اعداء کیطرف تشریف لیگئے اور ایسی آواز بلند سے انکو مخاطب کیا جس کو سب سن رہے تھے

ایھا الناس اسمعوا قولی ولا تعجلونی حتی اعظکم بما یجب لکم علی وحتی اعتذر الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری وصدقتم قولی و انصفتمونی کنتم بذلک اسعد ولم یکن لکم علی سبیل وان لم تقبلوا منی العذر فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمة ثم اقضوا الی ولا تنظرون ان ولی الله الذی انزل الکتاب وهو یتولی الصالحین۔

"اے لوگو تم میری بات سنو۔ عجلت نہ کرو تا آنکہ جہانتک جہانتک مجھ پر واجب ہے میں تم کو سمجھا نہ لوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم سے نہ بیان کر لوں پس اگر تم میرے عذر کو قبول کرلوگے اور میری بات کی تصدیق کروگے اور حق پسندی کروگے تو تمہاری اسمیں سعادتمندی ہے اور تمہارا اسمیں کوئی ہرج نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر نہ قبول کیا چاہتے ہو تو تم لوگ مجتمع ہو اور اپنے شرکاء کو ایکجا کرو تاکہ تم پر کوئی امر مشتبہ نہ رہے بعد اسکے میرے سامنے آؤ اور بے رو رعایت دیکھو۔ بیشک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اُتاری ہے اور صالحین کا ولی ہے"

آپ کی بہن یہ آواز سنکر رو اٹھیں آپ نے اپنے بھائی عباس اور لڑکے علی کو انکے چُپ کرانے کو بھیجا جب وہ لوگ خاموش ہوگئیں تو آپ نے حمد وثنا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعد ازاں پھر انکو مخاطب کرکے ارشاد کیا۔

اما بعد فانسبونی فانظروا من — اما بعد۔ تم لوگ میرے نسب پر نظر کرو

اما ثم ارجعوا انفسکم	اور دیکھو کہ میں کون ہوں پھر اپنی طبیعتوں
فعاتبوها وانظروا هل یصلح	کیطرف رجوع کرو اور اسکو جھڑکو اور غور کرو۔
ویحل لکم قتلی وانتهاك حرمتی	کیا میرا قتل کرنا اور میری آبروریزی تمہیں روا اور
الست ابن بنت نبیکم وابن	جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں اور
وصیه وابن عمه واولی المومنین	اسکے وصی کا بیٹا اور اُسکے چچازاد بھائی اور افضل ترین
بالله والمصدق لرسوله	مومنین باللہ و تصدیق کنندہ رسول کا بیٹا نہیں ہوں؟
اولیس حمزة سید الشهداء عم ابی	کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے؟
اولیس جعفر الشهید الطیار فی	کیا جعفر الشہید جو جنت میں اڑ رہے ہیں
الجنة عمی اولم یبلغکم قول	میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی ہے
مستفیض ان رسول الله صلی الله علیه	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
وسلم قال لی واخی انتما سیدا	اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کہ تم
شباب اهل الجنة وقرة عین	دونوں سردار جوانان جنت ہو اور اہل سنت کی آنکھ
اهل السنة فان صدقتمونی	کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اسکی
بما اقول وهو الحق والله ما	تصدیق کرو اور یہی سچ ہے! بخدا میں جھوٹ کبھی
تعمدت کذبا مذ علمت ان الله	نہیں بولا جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ
یمقت علیه وان کذبتمونی	تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اگر تم مجھے
فان فیکم من ان سالتموه عن	جھوٹا جانتے ہو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں
ذلك اخبرکم سلوا جابر بن عبدالله	جن سے یہ دریافت کروگے تو وہ تم کو اس سے
اوابا سعید او سهل بن سعد	آگاہ کریں گے۔ جابر بن عبداللہ، ابوسعید، سہل بن سعد،
اوزید بن ارقم وانسا یخبروکم	زید بن ارقم اور انس سے دریافت کرو وہ تم کو
انهم سمعوه من رسول الله	بتلائیں گے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم امافی ھذا	علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا
حاجز یحجز کم عن سفک دمی۔	نہیں ہے جو تم کو میری خونریزی سے روکے۔
فان کنتم فی شک مما اقول	پس اگر تم لوگ میرے کہنے پر شکوک ہو یا میرے
او تشکون فی انی ابن بنت نبیکم	نواسہ رسول ہونے پر شک کرتے ہو تو واللہ
فو اللہ ما بین المشرق والمغرب	مابین مشرق و مغرب میرے سوائے
ابن بنت نبی غیری منکم	تمہارے نبی کا تم میں اور نہ کسی غیر میں کوئی
ولا من غیر کم۔ اخبرونی انطلبونی	نواسہ نہیں ہے اگر ہو تو بتلاؤ۔ کیا میں نے
بقتیل منکم قتلته او بمال	تم میں سے کسی کو مار ڈالا ہے جسکا عوض مجھسے طلب
لکم استھلکته او بقصاص	کرتے ہو یا کسی مال کو میں نے دبالیا ہے جس کا
من جراحة۔	معاوضہ مانگتے ہو یا کسی قسم کا قصاص مانگتے ہو۔

یزید کے لشکریوں میں سے کسی نے اسکا کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے شبث بن ربعی، حجاز بن ابجر، قیس بن الاشعث، زید بن الحرث کو نام بنام پکار کر فرمایا "الم تکتبوا الی فی القدوم علیکم"۔ (کیا تم لوگوں نے مجھے طلبی کا خط نہیں لکھا) ان لوگوں نے لکھنے اور بلانے سے انکار کیا۔ آپ نے ارشاد کیا "بلی فعلتم۔ ایھا الناس اذ کرھتمونی فدعونی انصرف الی مامنی من الارض"۔ (بے شک تم نے یہ کیا ہے۔ اے لوگو! تم کو مجھ سے نفرت ہے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤں)۔

قیس بن الاشعث بولا تم اپنے چچا کے لڑکے (یعنی ابن زیاد) کے حکم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے وہ تمہاری برائی کا خواہاں نہ ہوگا۔ آپ نے جواب دیا "کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا اور ونکا بھی خونبہا طلب کریں۔ اللہ کی قسم میں ذلیل و خوار ہو کر تمہارا مطیع نہ ہونگا اور نہ میں غلاموں کیطرح مجبور ہو کر

اسکی امارت کا اقرار کرونگا۔ اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمہارے رب سے امن کا خواستگار رہوتا ہوں اور ہر متکبر اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں علاسقدر فرماکر آپ نے اونٹنی بٹھلادی اور اتر پڑے زہیر بن القین میان صف میں کھڑے ہوئے تھے۔ گھوڑے کو مہمیز کیا۔ باہر آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا" اے اہل کوفہ! مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔ اسوقت تک ہم اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہم میں اور تم میں جنگ نہ ہو پس جبکہ ہم میں اور تم میں لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی۔ ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں ہم کو اور تم کو اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں امتحان و آزمائش کی غرض سے مبتلا کیا ہے۔ ہم تم کو ان (حسینؓ) کی مدد اور گمراہ ابن گمراہ عبیداللہ بن زیاد کے ذلیل کرنے کو بلاتے ہیں بے شک تم اُس سے سوائے بدی کے اور کچھ نہ دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹیگا تم کو مثلہ کریگا تمہارے معزز اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور اسکے ہمراہی اور ہانی بن عروہ جیسے کو قتل کر ڈالے گا" کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثنا و صفت کر کے کہا "واللہ جب تک ہم تجھ کو اور تیرے دوست (یعنی حسینؓ) اور اسکے ہمراہیوں سے نہ لڑیں گے یا اسکو گرفتار کر کے اپنے امیر عبیداللہ بن زیاد کے پاس نہ لیجائیں گے اسوقت تک یہاں سے نہ ٹلیں گے"

زہیر نے کہا اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کی نسبت ابن فاطمہ امداد و محبت کا زیادہ مستحق ہے پس اگر تم اسکی مدد نہیں کر سکتے ہو تو اسکو اسکے ابن عم یزید بن معاویہؓ کے پاس بھیجدو۔ اللہ کی قسم بغیر قتل حسینؓ کے بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی ہوجائیگا" شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا" اللہ تیرا منہ بند کرے تو نے بک بک کر کے دماغ پریشان کر دیا"

زہیر:۔ اے کمینہ بدخصال! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا اللہ کی قسم تجھ کو کتاب اللہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الٰہی کی بشارت دیتا ہوں۔"

شمر:۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب شربت مرگ پلائے گا!

زہیر:۔ کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے اللہ کی قسم تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرجانا بہتر ہے" یہ کہکر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر آواز بلند سے کہا" اے اللہ کے بندو! تم اس کمینہ بے دین کے دھوکے میں نہ آجانا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہ نصیب ہوگی جو آپ کے اہل بیت کا خون بہائیگا اور اسکے اعوان و انصار کو قتل کریگا زہیر کچھ اور بھی کہنے کو تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپس بلالیا۔

جس وقت عمر بن سعد نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا حُر بن یزید اسکے پاس آئے۔ اس نے دریافت کیا اللہ تیرا بھلا کرے کیا تو حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو جاتا ہے؟ حُر نے جواب دیا" اے واللہ اسکی لڑائی سے یہ آسان ہے کہ لوگوں کے سر کٹ کٹ کر گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں! تم مجھے یہ بتاؤ کہ اُس نے جو درخواستیں پیش کی تھیں ان میں سے کس کو منظور کیا اور اُسکے منظور کرنے میں تمھیں کیا عذر ہے؟" عمر بن سعد نے کہا" اللہ کی قسم اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو میں اسکو منظور کرلیتا لیکن تمھارا امیر حسین رضی اللہ عنہ کی ہر درخواست کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے،" حُر یہ سنکر آہستہ آہستہ امام حسین رضی اللہ عنہ کیطرف چلے ایک شخص نے ان ہی کے قبیلہ میں سے جسکا نام مُہاجر بن اَوس تھا، چلا کر کہا" واللہ مجھے تمھارا کام مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ تم کو میں نے کسی لڑائی میں اسطرح لرزاں چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی شخص اہل کوفہ میں سے یہ فقرے تمھاری نسبت کہتا تو میں اس سے لڑ مرتا" حُر نے جواب دیا" میں اپنے کو

حضرت حر کا امام حسین

جنت و دوزخ کے لئے تول رہا ہوں اور حق یہ ہے کہ میں جنت کے مقابلہ میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ چاہے کوئی مجھے مارڈالے یا جلا دے یہ کہکر گھوڑے کو ایک اینڑ لگائی اور دم زدن میں امام حسینؓ کی خدمت میں پہنچگئے۔ عرض کیا "اے ابن رسول اللہ صلعم، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ میں وہی ہوں جس نے تم کو واپس ہونے سے روکا تھا اور جو تم کو ادہر پھیر کر اس راہ پر لایا تھا اور جس نے شامت اعمال سے تم کو اس مقام پر لاکر ٹھہرایا تھا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ اُمید نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کرینگے اور آپکی ایک بات بھی نہ سنیں گے۔ میں نے یہ رنگ دیکھکر اپنے جی میں کہا چونکہ بعض باتوں میں انکی میں اعانت کرچکا ہوں وہ مجھے آپ کیطرف جاتے ہوئے دیکھکر اپنا مخالف نہ سمجھیں گے پس اگر اب بعض امر میں انکے خلاف عمل کروں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ سے وہ نہ لڑیں گے تو میں ہرگز آپکی خدمت میں نہ حاضر ہوتا۔ جو لغزش مجھ سے ہوچکی ہے اس سے تائب ہوکر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ آپ کی اعانت کروں یہانتک کہ آپ کے روبرو میں جاں بحق تسلیم کروں۔ کیا آپ کے نزدیک میرا یہ توبہ مقبول ہوگا؟ آپ نے فرمایا "ہاں! اللہ تعالیٰ یہ توبہ قبول فرمائیگا اور تمھاری لغزشوں سے درگذر کریگا" حُر نے یہ سنکر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا "اے لوگو! تم لوگ حسینؓ کی اُن درخواستوں کو جن کو وہ پیش کرتے ہیں کیوں نہیں قبول کرتے اللہ تعالیٰ تم کو دارین میں فلاح عنایت کرے گا اور تم کو انکی لڑائی اور قتل سے نجات دیگا" عمر بن سعد بولا "میں خود اس امر کا خواہاں تھا لیکن کیا کروں مجبور ہوں" بعد اسکے حُر نے لشکریوں کو مخاطب کیا اور کہا "اے اہل کوفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خود انکو بلایا جب وہ آئے اس غرض سے کہ تم انکی اعانت کرو اور ان کے ہمراہ ہوکر لڑو تو تم انکے قتل پر کمربستہ ہوگئے۔ اسپر طرّہ یہ ہے کہ تم نے اس غریب کو اس طرح پر

روک رکھا ہے کہ کہیں وہ جا نہیں سکتے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے ان کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لیا ہے کسی ملجا و مامن کیطرف جانے نہیں دیتے۔ نہ وہ کوئی نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کسی مضرت کے دفع کرنے پر قادر ہیں۔ تم نے ان کو آب فرات سے بھی روک دیا ہے جس سے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں۔ کتے، سور، اور کل چرندو پرند اسکو پیتے ہیں کیا وہ (حسینؓ) اس قابل بھی نہیں ہیں؟ وہ اور آنکے ہمراہی شدت تشنگی سے بیہوش ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں نے کیا اچھا برتاؤ رسول (صلعم) کے بعد ان کے اہل بیت کے ساتھ کیا۔ اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے توبہ نہ کروگے اور محافظین کو دریائے فرات سے نہ ہٹالو گے تو اس روز جبکہ شدت تشنگی سے لوگ بیچین ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو بھی سیراب نہ کرے گا۔" لشکریوں نے بجائے جواب دینے کے حُر پر تیر برسائے وہ مجبور ہو کر لوٹے امام حسینؓ کے روبرو آکر کھڑے ہو گئے بعد اسکے عمر بن سعد بڑھا۔ کمان سے تیر جوڑ کر امام حسینؓ کی طرف مار کر بولا "لوگو! گواہ رہنا سب کے پہلے میں ہی نے تیر چلایا ہے۔ یہ سُن کر لشکریوں نے بھی ایک باڑھ تیر کا چلایا۔ پھر لشکر شام سے یسار (زیاد کا غلام) اور سالم (عبید اللہ کا غلام) نکل کر میدان میں آئے۔ مقابلہ کیلئے للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ امام حسینؓ کی طرف سے عبد اللہ بن عمیر کلبی میدان جنگ میں آئے (یہ کوفہ سے معہ اپنے بیوی کے آپکی خدمت میں آئے تھے) یسار و سالم نے نام و نسب دریافت کیا۔ عبد اللہ نے بتلایا۔ یسار و سالم بولے "ہم تم کو نہیں جانتے ہمارے مقابلہ پر زہیر بن القین یا حبیب بن مطہر اور بریر بن خضیر جیسے لوگوں کو آنا چاہیئے" عبد اللہ نے ترشرو ہو کر یسار سے کہا "اے حرامی بچہ! تیرے مقابلہ پر وہ لوگ آئیں گے؟ تو اس قابل نہیں ہے کہ تو انکے تیز تیغ سے ہلاک کیا جائے۔ تیری روح و تن کے فیصلہ کرنے کو میری تلوار کافی ہے" یسار یہ سُنکر حملہ کی نیت سے آگے بڑھا۔ عبد اللہ نے وار خالی دیکر

تلوار چلائی۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں ایک دوسرے پر وار چلائے گئے۔ سالم اپنے ہمراہی کو کمزور دیکھ کر عبداللہ کیطرف جھپٹا عبداللہ نہایت تیزی سے یسار کا کام تمام کر کے سالم کیطرف مڑے۔ سالم نے وار پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ عبداللہ روکتے اور حملہ کا جواب بھی دیتے جاتے تھے بالآخر عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور پھر انھوں نے لپک کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ انکی بیوی اُم وہب ایک لکڑی لیکر کہتی ہوئی دوڑیں " میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں رسول اللہ کے نواسوں کے لئے لڑتے لڑتے اپنے کو تصدق کر دو" عبداللہ نے میدان جنگ میں آنے سے روکا اُم وہب نے واپس جانے سے انکار کر کے کہا " میں تمہارا ساتھ جب تک زندہ ہوں نہیں چھوڑوں گی" امام حسین رضی اللہ عنہ نے آواز بلند سے کہا " تم لوگوں نے اہل بیت رسالت کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دیگا۔ اے اُم وہب تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے لوٹ آ۔ عورتوں پر جہاد نہیں ہے" اُمّ وہب یہ سنکر واپس آئیں عمرو بن الحجاج نے عمر بن سعد کے میمنہ کو للکار کر جنگ پر اُبھارا۔ اہل میمنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو آڑے کر کے میدان کیطرف نکلے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے جس سے عمرو بن الحجاج اور اُسکے ہمراہی آگے نہ بڑھ سکے اکثر انمیں سے لقمۂ نہنگ اجل ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو کر لوٹے۔ ایک شخص ابن حوزہ نامی اس گروہ سے نکلکر افیکم الحسین افیکم الحسین (کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ ہیں؟ کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ ہیں؟) کہتا ہوا آیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تیسرے بار لوگوں نے کہا ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں! تو کیا کہا چاہتا ہے؟ ابن حوزہ بولا " اے حسین رضی اللہ عنہ میں تم کو آتش دوزخ کی بشارت دیتا ہوں " (عیاذاً باللہ) آپ نے فرمایا " تو جھوٹا ہے۔ میں اپنے رب کریم و رحیم کے پاس جاتا ہوں۔ تو کون ہے؟" جواب دیا میرا نام ابن حوزہ ہے۔ آپنے ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں عرض کیا " اللھم حزہ الی النار"

ابن حوزہ نے یہ سُنکر طیش سے گھوڑے کو بڑھایا۔ اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا ابن حوزہ سنبھل نہ سکا ایک پاؤں رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ جوں جوں گھوڑا بھاگتا تھا اسکے سر کے پرخچے اڑتے جاتے تھے ایک ساعت میں لاش کا پتہ تک نہ چلا۔ مسروق بن وائل حضرمی جو اسکے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ دیکھ کر کہتا ہوا لوٹا "میں اس خاندان سے نہ لڑونگا انکی بددعا میں بہت بڑا اثر ہے" یزید بن معقل حلیف عبدالقیس جوش مردانگی میں آکر للکارتا ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خُضیر کو بلا کر کہا" دیکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟" بریر نے جواب دیا" واللہ اُس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے اور تیرے ساتھ بُرائی" یزید بولا" تو جھوٹ کہتا ہے اس سے پیشتر تو جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اللہ کی قسم تو گمراہی میں پڑگیا" ابن خُضیر نے کہا اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو آ۔ ہم اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار بھیجے" یزید سے اسکا کچھ جواب نہ بن پڑا تلوار کھینچ کر دوڑا فریقین میں کمال تیزی سے دو دو ہاتھ چل گئے۔ یزید بن معقل نے تلوار چھوڑ کر نیزہ کا وار کیا بریر نے خالی دیکر تلوار چلائی جو خود پھاڑ کر سر میں تیر گئی۔ بریر تلوار کے نکالنے میں مصروف تھے کہ رضی بن منقذ عبدی نے لپک کر وار کیا۔ ابن خضیر لپٹ پڑے تھوڑی دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی بالآخر ابن خضیر نے رضی کو مار لیا۔ سینہ پر چڑھ کر کمر سے خنجر نکالنے لگے اس اثنا میں کعب بن جابر ازدی نے پہنچکر ابن خضیر کی پشت میں نیزہ مارا۔ ابن خضیر زخم کے صدمہ سے بیتاب ہوکر اُٹھ آئے۔ کعب نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کیا جس سے ابن خضیر شہید ہوگئے اور رضی اپنی قبا جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا "تُف ہو تجھپر! تو ابن فاطمہ کے خلاف لڑنے کو آیا پھر اُسپر طرہ یہ ہوا کہ بریر سید القراء کو تو نے شہید کیا۔ جا تیرا رو سیاہ ہو! میں تجھ سے ہرگز نہ ملوں گی"

ابن حضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ ان کا بھائی عمر بن سعد کے ہمراہ تھا۔ اُس نے با آواز بلند کہا "یا حسینؓ کذاب ابن کذاب (عیاذاً باللہ) تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور اس درجہ اسکو تو نے گرویدہ کر لیا تھا کہ وہ مارا گیا"۔ آپ نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ نے اسکو گمراہ نہیں کیا بلکہ راہ راست کی رہنمائی کی۔ ہاں تو البتہ گمراہ ہوگیا"۔ عمرو بن قرظہ کا بھائی یہ سُنکر طیش میں آیا اور یہ کہتا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مارے جو میں تجھکو نہ ماروں یا تیرے پاس نہ مر جاؤں آگے بڑھا۔ نافع بن ہلال مرادی نے لپک کر نیزہ چلایا جس سے وہ زخمی ہوکر گرا۔ نافع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچی لیکن اس کے ہمراہی یورش کر کے اٹھا لیگئے اور وہ علاج معالجہ کر کے اچھا ہوگیا۔ حُر بن یزید نے یہ حالت دیکھ کر امام حسینؓ سے اجازت طلب کی۔ میدان جنگ میں شیر غراں کی طرح ڈکارتے ہوئے پہنچے۔ انکے مقابلہ پر یزید بن سفیان آیا حُر نے پہلے ہی وار میں اس کا وارا نیارا کر دیا۔ پھر نافع کے مقابلہ پر مزاحم بن حریث آیا۔ دو دو ہاتھ بھی نہ چلنے پائے تھے کہ نافع نے مزاحم کو بھی ڈھیر کر دیا۔ شامی فوجیں اپنے جوانمردوں کے پیہم مارے جانے سے سہم گئیں۔ ہر شخص ان دونوں دلیروں کے مقابلہ پر جانے سے جی چُرا رہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا "اے لوگو! تمھارے مقابلہ پر آدمی ہی ہیں یہ کچھ شیر نہیں ہیں کہ تم کو میدان جنگ میں جاتے ہی پھاڑ ڈالیں گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ باوجود اس کثرت کے ہمت ہارے جاتے ہو تمہارے مخالفین کی تعداد اسقدر کم ہے کہ اگر تم لوگ اُنپر ایک ایک کنکریاں بھی پھینکو تو اُنکے مر جانے کو کافی ہو۔ اے اہل کوفہ! اپنے امیر کی اطاعت کرو جماعت سے علیحدہ نہ ہو جو شخص دین سے باہر اور امام کے مخالف ہوگیا ہے اُسکے قتل کرنے میں کچھ شک و شبہہ نہ کرو۔ دیکھو ایک ایک لڑنے کو میدان میں نہ جاؤ بلکہ سب کے سب جُھرمٹ باندھ کر مجموعی قوت سے حملہ کرو"۔ عمر بن سعد نے اس رائے کو

پسند کیا اور فرادیٰ فرادیٰ نکلکر لڑنے سے منع کر دیا۔ امام حسینؓ بولے " اے عمرو بن الحجاج کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے ؛ ہم دین سے باہر ہو گئے ہیں یا تو؟ اللہ کی قسم اگر تمہاری روحیں قبض کر لیجائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مرجاتے جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا" عمرو بن الحجاج نے بجائے جواب دینے کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔ مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہوتی رہی آخرالامر یہ زخمی ہو کر گرے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں لوٹ کر آیا۔ امام حسینؓ مسلم کے پاس تشریف لائے۔ جسوقت وہ دم توڑ رہے تھے فرمایا " اے مسلم! اللہ تجھ پر رحم کرے جسکا وقت آگیا ہے وہ تو جا رہا ہے اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا تم اندیشہ نہ کرو ہم بھی عنقریب تم سے آکر ملا چاہتے ہیں۔ حبیب بن مطہر قریب گئے ارشاد کیا میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں" مسلم نے یہ سُنکر آنکھیں کھول دیں حبیب بن مطہر بولے " امام حسینؓ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں،" مسلم نے مسکرا جواب دیا " میں تم کو نیکی کی بشارت دیتا ہوں" حبیب نے مسلم کا سر اُٹھا کر اپنے زانوں پر رکھ کر کہا " اے بھائی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں بھی زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کی خواہش کرتا لیکن میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ دو ہی چار ساعت کے بعد میں تم سے آکر ملا چاہتا ہوں" مسلم نے کہا تاہم میں تم کو ایسی وصیت کرتا ہوں جس کے تم سزاوار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسینؓ کا ساتھ نہ چھوڑنا اور جب تک بقید حیات رہنا ان بدبختوں بیدینوں سے لڑتے رہنا" مسلم تو اسقدر وصیت کر کے راہی ملک بقا ہوئے اور شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لیکر حملہ کیا۔ امام حسینؓ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے جی توڑ کر جواب دینے لگے۔ آپکے ہمراہیوں میں اگرچہ صرف بتیس سوار تھے لیکن جسطرف رُخ کرتے تھے صف کی صف اُلٹ جاتی تھی۔ لوگ تتر بتر ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے سواران کوفہ مقابلہ پر

جانے سے جی چراتے تھے۔ عزرہ بن قیس نے جو سواران کوفہ کا سردار تھا، لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ ان معدودے چند نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے اگر جنگ کا یہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے مناسب ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجئے۔ عمر بن سعد نے شبث بن ربعی کو امام حسینؓ پر تیر باری کا حکم دیا لیکن شبث نے اس سے انکار کیا تب حصین بن نمیر کو ہمراہی پانچسو تیر اندازوں کے لشکر امام پر تیر باری کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ حصین بن نمیر قریب پہنچکر تیر برسانے لگا۔ تھوڑی دیر میں آپ کے سواروں کے کل گھوڑے زخمی ہو کر نکمے ہو گئے۔ اسوقت کل ہمراہی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے حُر کا بھی گھوڑا اسی واقعہ میں مر گیا یہ بھی پیادہ لڑ رہے تھے۔ یہانتک کہ دوپہر ہو گئی لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری تھی اور لشکر شام باوجود کثرت کے انلوگوں کے حملوں کا جواب نہ دے سکتا اور نہ ان کے قریب پہنچکر حملہ آور ہو سکتا تھا عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف سے حملہ کرنے کو بھیجا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف چار آدمی مخالفین کے روکنے پر مامور ہوئے۔ جو دستۂ فوج سواروں یا پیادوں کا لشکر شام سے نکلکر خیمہ کیطرف بڑھتا دکھائی دیتا تھا خیمہ تک پہنچنے کا کیا ذکر ہے راستہ ہی میں ڈھیر ہو جاتا تھا تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا تم لوگ مجھ سے لڑتے ہو تو مجھ سے لڑو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے وہ غریب نکلکر نہ بھاگ سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتشزدگی کے باعث تم سے لڑ سکیں گے۔ عمر بن سعد یہ سُنکر خاموش ہو گیا اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسینؓ کے خیمہ تک پہنچکر کہنے لگا " مجھے دوزخ ہی میں جلنا نصیب ہو اگر میں اس خیمہ کو نہ جلا دوں " عورتیں چلا کر نکل آئیں امام حسینؓ نے ڈانٹ کر کہا " اللہ تعالیٰ تجھے جلائے

تو میرے خیمہ کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں" شمر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے بھی اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن بدبختی سے وہ نہیں مانتا تھا برابر خیمہ کیطرف اگ لگانے کی غرض سے بڑھا جاتا تھا۔ زہیر بن القین نے دس آدمیوں کو ہمراہیان امام سے علیحدہ کر کے شمر اور اُسکے رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا ابوعزہ ضبابی (جو اُس کے ہمراہیوں میں تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا چونکہ لشکر شام کی تعداد زیادہ تھی کثرت کی وجہ سے دو، چار، پانچ، دس، بیس کا مارا جانا محسوس نہ ہوتا تھا اور امام حسینؓ کی طرف بوجہ قلت جماعت ایک دو آدمیوں کے بھی کام آجانے کا احساس ہو جاتا تھا۔ لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ ابوثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ سے زیادہ قریب ہو گئے ہیں اللہ کی قسم آپ پر کوئی صدمہ نہ آنے پائیگا جب تک میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤنگا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم اسوقت ملیں جبکہ ہم نماز پڑھ لیں" آپ نے دعا دیکر ارشاد کیا "ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں سے کہو کہ تھوڑی دیر کیلئے جنگ کو ملتوی کر دیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں" ابوثمامہ یا کسی اور ہمراہی نے یہ درخواست پیش کی حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہ کیجائیگی" حبیب بن مطہر نے جواب دیا "کیوں سگ دنیا تیرا یہ خیال ہے کہ تیری نماز تو قبول ہو گی اور آل رسول اللہ (صلعم) کی نہ قبول کیجائیگی؟" حصین بن نمیر نے طیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا حبیب نے لپک کر تلوار چلائی۔ حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی گھوڑا الٹ گیا۔ حصین منہ کے بل زمین پر گر پڑا اُس کے ہمراہیوں نے دوڑ کر اٹھا لیا حبیب نہایت مردانگی اور دلیری سے لڑنے لگے۔ بنی تمیم کے

ایک شخص بدیل بن صریم نامی جنگجو کو قتل کیا ایک دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ چلایا
جبیب جوں ہی اسکی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے جبیب
تیورا کر گر پڑے تیمی نے اتر کر سر اُتار لیا جبیب کے قتل ہونے سے امام حسینؓ کو
سخت صدمہ ہوا بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے پر تیار ہوئے حُر و زہیر نے
بڑھ کر کہا "ہم آپ پر سینہ سپر ہو کر فدا ہونے کو موجود ہیں ہمارے ہوتے ہوئے آپ
میدان جنگ میں نہ جائیے"۔ امام حسینؓ یہ سُنکر رُک گئے اور حُر و زہیر نے لشکر شام پر
حملہ کر دیا جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے فریق مخالف میں چھپ جاتا تھا تو
دوسرا اس سختی و تیزی سے حملہ کر دیتا کہ اسکو مخالفین کے نرغہ سے نکال لاتا تھا تھوڑی
دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح پر رہا بہت سے آدمیوں کا دم زدن میں وارا نیارا
ہو گیا۔ عمر بن سعد نے للکارا پیادوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حُر بن یزید کو
شہید اور ابو ثمامہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو جو شامی لشکر میں تھا قتل کر ڈالا۔ بعد
اسکے امام حسینؓ معہ اپنے ہمراہیوں کے صلوٰۃ الخوف پڑھکر لڑنے لگے۔ مخالفین
چاروں طرف سے تیر باری کر رہے اور آپ کے ہمراہی اپنی اپنی جانبازی دکھا رہے
تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے بلا خیال پس و پیش لشکر شام میں گھستے چلے گئے۔
کثیر بن عبید اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس آنکھیں بچا کر دفعتہ زہیر پر ٹوٹ پڑے
اور انکو شہید کر ڈالا۔ نافع بن ہلال جملی تیر کے پھلوں کو زہر سے بجھا کر لائے تھے
اور ہر ایک پر اپنا نام لکھے ہوئے تھے۔ مجروحین کے سوا بارہ آدمیوں کو مارا
بالآخر لڑتے لڑتے صدمۂ زخم سے انکا بازو ٹوٹ گیا گرفتار کر لئے گئے شمر ذی الجوشن
پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا چہرہ سے خون کے فوارے جاری تھے۔ عمر بن سعد
دیکھکر مسکرایا۔ نافع بولے "میں نے زخمیوں کے علاوہ تم میں سے بارہ آدمیوں
کو قتل کیا ہے۔ اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھکو ہرگز گرفتار نہ کر سکتے"۔ شمر نے

قتل کی غرض سے تلوار کھینچی نافع نے کہا۔ اللہ کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھکو یہ شاق ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہمارے خون کے ساتھ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری موت بدترین خلائق کے ہاتھ پر لکھی ہے"۔ یہ سُنکر وہ جھلا اٹھا اور ایک وار سے نافع کا کام تمام کر دیا۔ بعد اس کے شمر نے امام حسینؓ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ بوجہ کثرت نہ تو اُن کے شر سے امام حسینؓ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے کو۔ تو آپس میں یہ مشورہ کیا کہ امام حسینؓ کے روبرو لڑ کر مر جانا چاہئے۔ چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران عزوہ غفاری آئے اجازت لیکر میدان جنگ میں گئے۔ لڑے اور داد مردانگی پاکر شہید ہوگئے۔ بعدازاں سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع (یہ دونوں چچازاد اور نیز اخیافی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ مجھے اُمید ہے کہ عنقریب تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی"۔ (یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف و مالک نے عرض کیا "ہم اپنے لئے نہیں روتے ہیں بلکہ ہم کو اسپر رونا آتا ہے کہ ہم اپنی جان دیکر بھی آپ کو نہیں بچا سکتے"۔ آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں بھائی رُخصت ہوکر شیر غراں کیطرح میدان جنگ میں ڈکارتے ہوئے جا پہنچے اور لشکر شام نے ہر چہار طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر ڈالا۔ بعد اسکے حنظلہ بن اسعد شیبانی میان صف نکلکر امام حسینؓ کے روبرو آکر کھڑے ہوئے اور لشکر شام کو مخاطب کر کے بولے۔۔

یا قوم انی اخاف علیکم یوم	اے لوگو مجھے خوف ہے کہ تم پر یوم
الاحزاب مثل داب قوم نوح و	احزاب کی طرح عذاب نہ آئے جیسے قوم نوح
عاد و ثمود والذین من بعدھم	و عاد و ثمود اور وہ لوگ جو انکے بعد آئے
وما اللہ یرید ظلماً للعباد	اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کیا چاہتا۔

یاقوم انی اخاف علیکم یوم التناد	اے لوگو! مجھے روز قیامت کا خوف ہے
یوم تولون مدبرین مالکم من اللہ	جسدن کہ تم مقابلہ نہ کرسکو گے اللہ کا تم کو اللہ
عاصم ومن یضلل اللہ فمالہ من	کے سوا کوئی بچانیوالا نہیں ہے اور جس شخص کو
ھاد یاقوم لاتقتلوا الحسین	اللہ گمراہ کرتا ہے اُسکا کوئی ہادی نہیں ہے اے
فیسحتکم اللہ بعذاب	لوگو تم حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو اللہ تعالیٰ عذاب سے
وقد خاب من افتریٰ۔	تمہاری بیخکنی کردیگا اور جو شخص اللہ پر افترا
	کرے گا وہ خایب ہوگا۔

لشکر شام میں سے کسی نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بولے "اللہ تعالیٰ تجھپر رحم کرے یہ لوگ مستحق عذاب اُسیوقت ہو چکے جبکہ میں انکو حق کیطرف بلایا اور یہ لوگ اُسکی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اب کیوں یہ کلمۂ حق پر عمل کریں گے۔ جبکہ تمہارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکے ہیں" حنظلہ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر درود پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں جا پہنچے دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کردی بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے بعدہ عابس بن ابی شبیب شاکری معہ اپنے خادم شوذب کے حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور اجازت حاصل کرکے میدان میں گئے شوذب تو جاتے کے ساتھ ہی شہید ہو گئے باقی رہے عابس۔ اُنھوں نے للکارا "جسے دعوائے مردانگی ہو میرے مقابلہ پر آئے" لشکر شام میں سے کسی کی ہمت مقابلہ پر جانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ عمر بن سعد نے کہا "اے پست ہمتو اگر اُسکے مقابلہ پر نہیں جاسکتے ہو تو اسکو چاروں طرف تیر و پتھر سے مارو عابس نے جنگ کا یہ نرالا رنگ دیکھ کر تلوار کھینچ لی اور کمال تیزی سے برق کیطرح آن واحد میں مخالفین پر جا پڑے اور انکو مار کر پسپا کردیا۔ پھر مخالفین نے چاروں طرف سے یورش کرکے گھیر لیا اور تیر و نیزوں سے شہید کر ڈالا۔ سب کے پہلے آپ کے ہمراہیوں

میں سے جو میدان جنگ میں لڑے اور شہید کیے گئے وہ ابوالشعثا کندی یعنی یزید بن ابی زیاد ہیں۔ یہ عمر بن سعد کے ہمراہیوں میں سے تھے جب ان لوگوں نے امام حسینؓ کی درخواست صلح نامنظور کی تو یہ اُن سے علیحدہ ہو کر آپ سے آملے تھے اور اجازت حاصل کر کے جاں نثاری کی۔ انھوں نے دشمنوں کو ایک سو تیر مارے جنمیں سے پانچ نے بھی خطا نہ کی ہر بار امام حسینؓ فرماتے جاتے تھے "اے اللہ اسکے بازوؤں میں قوت عطا فرما اور اسکے ثواب میں جنت عنایت کر"۔ اور سب کے آخر جو آپ کے ہمراہیوں میں سے باقی رہے وہ سوید بن ابی المطاع خثعمی تھے۔ غرض جب کل اعوان و انصار شہید ہو گئے تو علی الاکبر بن حسین اپنے بزرگ باپ سے اجازت لیکر میدان جنگ کیطرف آئے اور سب کے پہلے آل بنی ابی طالب سے اس معرکہ میں یہی شہید کئے گئے ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھا۔ انھوں نے بھی شیروں کیطرح کمال مردانگی سے دو چار حملے بیہم کئے اور مخالفین کو اپنے پرزور حملوں سے تکررسہ کر منتشر کر دیا لیکن لیکلے ایک نفس سے بمقابلہ ٹڈی دل کے کیا ہو سکتا ہے۔ بالآخر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے نیزہ مارا وہ چکر کھا کر گرے لوگوں نے دوڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ امام حسینؓ معہ اپنے لڑکوں کے تشریف لے گئے اور علی الاکبر کے نعش کو اُٹھا کر اس خیمہ کے آگے رکھا جس کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی بعد اسکے عمرو بن صبیح صیدانی نے عبداللہ بن مسلم پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے اُٹھنے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لوگوں نے ہر چہار طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب کو اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے جعفر بن عقیل کو شہید کیا۔ بعد ازاں قاسم بن الحسن بن علی تلوار کھینچکر نکل پڑے عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار تو لکر ایسا وار کیا کہ قاسم یا عماہ۔

(اے چچا) کہکر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؓ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اُس نے ہاتھ پر روکا۔ کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا سواران کوفہ اُسکے بچانے کو دوڑ پڑے گرد و غبار میں کچھ سوجھائی نہ دیا خود انھیں کے گھوڑوں نے اسکو روند ڈالا۔ امام حسینؓ قاسم کے سرہانے کھڑے ہوئے فرما رہے "کیا بُری وہ قوم ہے جس نے تجھکو قتل کیا ہے کل روز قیامت تمہارا معاملہ احکم الحاکمین کے روبرو پیش کیا جائیگا" پھر فرمایا "کیا بُرا وقت تمھارے چچا پر آیا ہے کہ تم اسکو مدد کے لئے بلاتے ہو تو وہ کچھ مدد نہیں پہنچا سکتا اور اگر مدد پہنچا سکتا ہے تو اس سے کوئی نفع نہیں ہے اللہ کی قسم یہ دن ایسا آیا ہے کہ تمہارے چچا کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین و مددگار کم" اس اثناء میں قاسم نے جان بحق تسلیم کیا آپ انکو اپنے پیٹھ پر اُٹھالائے اور علی اور ان لوگوں کے لاش کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت سے شہید ہو چکے تھے۔

اِس واقعہ کے بعد تھوڑی دیر سب کے سب سکوت کے عالم میں کھڑے رہے امام حسینؓ بھی خاموشی کے ساتھ ٹہلتے رہے کوئی آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کرتا تھا تا آنکہ ایک شخص بنی کندہ کا مالک بن نسیر نامی نے پہنچکر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر خفیف سا زخم پڑا خود میں خون بھر گیا آپ نے اُتار کر پھینکدیا اور مالک نے لپک کر اُٹھالیا پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھلایا پیار کرنے لگے بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں ترازو ہو گیا آپ نے سر آسمان کیطرف اُٹھا کر عرض کیا "اے رب اگر تو نے ہم سے مدد کو روک لیا ہو تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالمین سے انتقام لے" یہ کلمات زبان سے تمام ہونے نہ پائے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسینؓ بن علیؓ پر تیر چلایا آپ شہید ہو گئے۔ عباس ابن علیؓ نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ میدان لو

اللہ اور رسول کے مخالفین ہمارے قتل پر تل گئے ہیں چنانچہ ان بزرگوں نے لبیک کہکر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ داد مردانگی دی۔ جی کھول کھول کر لڑنے لگے ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ بن علی پر بعد ازاں جعفر بن علی پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر وار کیا۔ آپ وار خالی دیکر جوں ہی اسپر حملہ کیا چاہتے تھے کہ بنی ابان بن دارم سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عثمان بن علی زمین پر گر پڑے اس نے سینہ پر چڑھ کر سر اُتار لیا۔ پھر اسی قبیلہ کے ایک دوسرے شخص نے محمد بن علی بن ابیطالب پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور سر اُتار لیا۔ اس اثناء میں امام حسینؓ شدت تشنگی سے بیقرار ہو کر لڑتے بھڑتے فرات کیطرف بڑھے قریب تھا کہ پہونچکر آپ فرات سے اپنے خشک حلق کو سیراب کرتے ناگاہ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا آپ نے تیر نکالکر پھینکدیا ہاتھ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے "اے اللہ میں تجھ سے اسکی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اے اللہ تو انکی زیادتیوں کو دیکھ" پھر شمر بن ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لیکر امام حسینؓ کے خیمہ کیطرف بڑھا آپ نے فرات کی طرف مڑ کر انکو روکا اور یہ فرمایا اُف ہو تجھ پر اگر تجھ میں دینداری نہیں ہے اور نہ آخرت سے ڈرتا ہے تو شرافت کیوں چھوڑتا ہے اپنے لشکریوں کو روک اور ہمارے اہل و عیال کو انکی بیہودگیوں سے بچا" جب کسی نے اسکا کچھ جواب نہ دیا تو آپ اُدھر سے تلوار کھینچ جھپٹے دوسری طرف شمر نے اپنے پیادوں کو (جسمیں عبدالرحمن جعفی، قثم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب یزنی، سنان بن انس نخعی، خولی بن یزید اصبحی وغیرہم تھے) للکارا۔ سبھوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن آپ جس طرف رُخ کرتے تھے جی چھڑا چھڑا کر لوگ ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور پھر جھُرمٹ باندھ کر ہر طرف سے گھیر کر دائیں، بائیں، آگے پیچھے سے

مجموعی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے۔ اس اثناء میں جنگ کا زور شور سُنکر خیمہ سے زینب بنت علی نکل آئیں چلا کر بولیں "کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا" اتفاق سے عمر بن سعد کا سامنا ہوگیا فرمایا کیوں ابن سعد؟ ابو عبداللہ حسین اس بیکسی سے مارے جائیں اور تم دیکھتے رہو" عمر بن سعد کا دل اس فقرہ سے بھر آیا آنکھیں پُر نم ہوگئیں۔ آنسو نہ رُک سکے ڈاڑھی پر چند قطرے گرے مجبور ہوکر زینب کیطرف سے منہ پھیر لیا۔ حسینؓ کمال سرگرمی سے لڑ رہے تھے۔ شیروں کی طرح سواروں پر جھپٹتے تھے اور پیادوں کے صفوف کو اپنے پرزور حملوں سے اُلٹ پلٹ دیتے تھے اور بار بار یہ فرماتے جاتے تھے "کیا تم لوگ میرے ہی قتل کے لئے مجتمع ہوئے ہو اللہ کی قسم میرے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا مجھے پوری اُمید ہے کہ میرے قتل سے تم کو سرخروئی نہ حاصل ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا ایسا بدلہ لیگا کہ تم کو اسکی خبر تک نہ ہوگی۔ واللہ اگر تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے تو تم میں خونریزی کا دروازہ کھل جائیگا اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کریگا۔ تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو۔ دیکھو میں بیگناہ ہوں میرا قتل کرنا تم کو روا نہیں ہے"۔ کوئی شخص اسکا کچھ جواب نہ دیتا تھا اور آپ اُنکے حملوں سے اپنے کو بچاتے ہوئے میدان جنگ میں داد مردانگی دے رہے تھے اور تقریباً کل لشکری آپ کے قتل کرنے سے جی چُراتے تھے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو شہید کرے۔ شمر لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر چلا کر بولا "تمہاری مائیں مرجائیں! تم لوگ ایک پیادہ کو نہیں مار سکتے۔ تُف ہے تمہاری مردانگی پر۔ اگر تم لوگ ایک ایک کنکری پھینکو تو حسینؓ دب کر مرجائیں یہ بزدلانہ حرکت کر رہے ہیں۔ ان میں کچھ دم باقی نہیں ہے۔ بڑھو بڑھو اپنے نام و خاندان کو رسوا نہ کرو" لشکریوں کے دل میں اس پُر جوش تقریر سے ناحق کوشی کا ایک ناجائز جوش بھر گیا شمشیر بکف

ہو کر پیادوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور سواروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے زرعہ بن شریک تمیمی نے لپک کر آپ کے بائیں بازو پر پھر کندھے پر تلوار چلائی۔ صدمۂ زخم سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے پہنچکر نیزہ مارا آپ زمین پر گر پڑے خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے قصد سے بڑھا تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا سنان بن انس خولی کو جھڑک کر اترا اور سر مبارک تن شریف سے جدا کر کے خولی کے حوالہ کر دیا قمیص بحر بن کعب نے بیٹی قیس بن الاشعث نے نعلین (جوتیاں) اسود اودی نے لیا اور تلوار بنی دارم کے ایک شخص نے لی (یہ واقعہ دسویں محرم ۶۱ھ یوم جمعہ کا ہے۔

آپ کے شہید ہونے کے بعد دشمنوں کا لشکر مال و اسباب کے لوٹنے کیطرف متوجہ ہوا اونٹ، اسباب، فرش فروش، یہانتک کہ عورتوں کی چادریں لوٹ لیں آپ کے بدن پر علاوہ تیروں کے زخم کے تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس زخم تلوار کے پڑے تھے۔ شمر بن ذی الجوشن نے علی بن الحسین (زین العابدین) کے قتل کا قصد کیا۔ حمید بن مسلم نے روک کر کہا "سبحان اللہ کیا تم لڑکوں کو قتل کیا چاہتے ہو" شمر یہ سنکر رُک گیا۔ زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لئے گئے بعد اسکے عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپ کے لاشہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمعان آپ کی بیوی رباب بنت امرالقیس کلبیہ کے آزاد غلام اور مرقع بن ثمامہ اسدی جانبر ہوئے اور باقی بہتر آدمی آپ کے ہمراہیوں میں سے اور علاوہ مجروحین کے اٹھاسی آدمی لشکر شام کے کام آئے عمر بن سعد

۱ بعد شہادت امام حسینؓ۔ عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا انھوں نے کہا میں ایک غلام غلام ہوں" عمر بن سعد نے یہ سُنکر چھوڑ دیا۔ مرقع بن ثمامہ یوں جانبر ہوئے کہ اثنائے جنگ میں اُنکے بدن پر کئی پھل تیر کے چبھ گئے تھے بایں ہمہ یہ لڑ رہے تھے جب ان کی قوم کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آکر باجازت عمر بن سعد اُٹھا لے گئی۔ معالجہ کیا گیا بعد چندے اچھے ہو گئے۔ منہ

نے اپنے مقتولوں کو جمع کرا کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے راہی کوفہ ہوا۔ دوسرے دن بنو اسد غاضریہ سے آئے اور انھوں نے امام حسینؓ اور انکے ہمراہیوں کو دفن کیا۔

امام حسینؓ کا سر مبارک معہ آپ کے ہمراہیوں کے خولی بن یزید و حمید بن مسلم ازدی کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا۔ رات ہو گئی تھی۔ قصر امارت کا دروازہ بند ہو گیا مجبور ہو کر خولی سر مبارک لئے ہوئے واپس آیا صبح ہوتے ہی ابن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوا بعضوں کا یہ خیال ہے کہ شمر، قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس سر لیکر گیا تھا۔ بہر کیف ابن زیاد نے دربار عام کیا۔ شہداء کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک بید کی چھڑی تھی بار بار دندان امام پر مار رہا تھا۔ زید بن الارقم سے ضبط نہ ہو سکا چلا کر بولے "اے ابن زیاد اس چھڑی کو ان دانتوں پر نہ مار۔ واللہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک ان دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے" ابن زیاد نے کہا "اللہ تجھے ہمیشہ رلائے اگر تو بڈھا فاتر العقل نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن مارنے کا حکم دیتا" زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے باہر آئے "اے گروہ عرب تم لوگ سخت نالائق ہو کہ ابن فاطمہ کو شہید کر کے ابن مرجانہ کو اپنا حاکم بنایا جو خیار و صلحاء امت کو قتل کر رہا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی کا خلعت دیتا ہے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے۔ تف ہو اُن پر جو اس ذلت و رسوائی پر راضی ہوئے ہوں"

اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت امام کو جس میں علی ابن حسین بھی تھے پابہ زنجیر لئے ہوئے آپہونچا۔ ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علی) کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ کون ہے چوتھے بار کسی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہ ہیں، ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا "اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے تم کو رسوا اور ذلیل کیا اور جھوٹے کو

اس کے کذب کی سزا دی" زینب نے جواب دیا "اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے
ہم کو رسول اللہ (صلعم) کی ذات مبارک سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی
شان میں آیہ تطہیر نازل فرمائی یہ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی ذلت و رسوائی کا
کوئی اعتبار نہیں ہے آخرت میں فاسق و فاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے گا اور
ہم کو سرفراز و ممتاز" ابن زیاد بولا "کیا خوب! تم نے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ
نے ابھی ابھی کس کو ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے خوار نہیں ہوئے؟"
زینب یہ سنکر رو پڑیں ابن زیاد نے علی ابن حسین رضی کیطرف متوجہ ہو کر نام دریافت کیا
جواب دیا "علی ابن حسین" ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا "کیا اللہ تعالیٰ نے علی بن
حسین رضی کو نہیں مارا ہے؟ آپ یہ سُنکر خاموش رہے پھر ابن زیاد نے کہا تم کیوں
جواب نہیں دیتے؟ ارشاد کیا "میرا ایک بھائی علی نامی تھا اُسکو لوگوں نے شہید
کر ڈالا ہے" ابن زیاد ہنسکر بولا "ہاں اسکو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا ہے" آپ
خاموش ہو رہے پھر ابن زیاد نے کہا تم کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم کچھ نہیں بولتے"
آپ نے فرمایا "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وما کان لنفس ان
تموت الا باذن اللہ" ابن زیاد نے کہا "واللہ تو بھی انھیں میں کا ہے" پھر آپ
نے ایک مصاحب سے کہا "دیکھو شاید یہ بالغ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو میں ابھی اس
سے سمجھے لیتا ہوں" مری ابن معاذ نے دیکھ کر کہا "ہاں یہ بالغ ہو گیا ہے۔ ابن
زیاد بولا "اسکی بھی گردن مارو" آپ نے فرمایا میرے بعد کون ان عورتوں کی کفالت
کرے گا؟ زینب رو کر لپٹ گئیں اور ابن زیاد سے خطاب کر کے کہا "اے ابن زیاد
کیا تیرا جی ابھی ہماری خونریزی سے نہیں بھرا؟ کیا تو ہم میں ایک مرد کو بھی زندہ
نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے اگر تو مومن ہے یہ کہتی ہوں کہ اگر تو اسکو قتل
کیا چاہتا ہے تو مجھکو بھی اس کے ساتھ قتل کر دے" پھر آپ نے ارشاد کیا۔

"اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں میں اور تجھ میں کوئی قرابت ہو تو کسی مرد متقی باخدا کو ان کے ہمراہ کر دینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے" ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا "مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے واللہ اگر میں اسکو (امام زین العابدین کی طرف اشارہ کر کے) قتل کرتا تو اسکو بھی (زینب کی طرف اشارہ کر کے) قتل کر ڈالتا اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کے لئے چھوڑ دو"

حالات بعد واقعہ کربلا

بعد اس کے منادی نے "الصلوٰۃ جامعۃ" کی ندا دی لوگ مسجد میں مجتمع ہو گئے۔ ابن زیاد ممبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔ اثنار خطبہ میں امیر المومنین علیؓ اور امام حسینؑ کو سخت کہا عبداللہ[1] بن عفیف ازدی والبی سے ضبط نہ ہو سکا بول اٹھے "اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ ہے اور جس نے تجھے امیر بنایا ہے۔ اللہ کی مار تجھ پر ہو۔ نبی کے نواسوں کو قتل کر کے صدیقین اور صلحاء کی جیسی باتیں کرتا ہے" ابن زیاد نے کہا "علیّ بہ" (اسکو میرے پاس گرفتار کر لاؤ) لوگوں نے عبداللہ کو گرفتار کر لیا عبداللہ "یا مبرور یا مبرور" چلا اٹھے ازد کے چند لوگوں نے پہنچکر چھڑا دیا۔ پھر ابن زیاد نے انکو بذریعہ پولیس گرفتار کرا کے مسجد میں سولی دیدی اور امام حسینؓ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کے اگلے دن معہ انکے ہمراہیوں کے سروں کے زحر بن قیس کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا بعضوں کا خیال ہے کہ شمر بن ذی الجوشن کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ ان دونوں میں سے جو رہے ہوں انکے ہمراہ ایک دستہ فوج کا بھی تھا۔ عورتیں اونٹوں پر بغیر محمل کے

---

[1] ان کی ایک آنکھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علی کے ساتھ جاتی رہی تھی صبح سے تا وقت عشا مسجد میں رہتے تھے۔

سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈالدی گئی آپ نہ تو ہتکڑی بیڑی اور طوق پہناتے ہوئے کچھ بولے اور نہ اثناء راہ میں کچھ ان لوگوں سے ہمکلام ہوئے یہانتک کہ شام پہنچ گئے۔

زحر بن قیس۔ یزید کے پاس گیا۔ دریافت کیا حال کیا ہے؟ جواب دیا میں امیر المومنین کو فتح و نصرت کی بشارت دینے آیا ہوں حسینؓ بن علیؓ معہ اٹھارہ نفر اپنے اہل بیت اور ساٹھ آدمی اپنے معاونین و انصار کے وارد کوفہ ہوئے ہم لوگ یہ سنکر جلو گیری کے خیال سے انکی طرف گئے اور یہ دو امر کہ امیر المومنین کی بیعت کریں یا برسر جنگ آئیں پیش کیا۔ انھوں نے دوسری شق اختیار کی اور ہم لوگ بھی مستعد بجنگ ہو گئے۔ چنانچہ آفتاب کے بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا پس جبکہ چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں نے ان کو اپنے محاصرہ میں لے لیا تو جان بچا بچا کر گڑھوں اور ٹیلوں اور درختوں کیطرف بھاگنے لگے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا ہے۔ واللہ اُن کے اس بھاگنے نے انکو کچھ کام نہ دیا ہماری تیز تلواروں نے انکو فرش زمین پر موت کی نیند سُلا دیا۔ انکی لاشیں بے گور و کفن اسی میدان میں پڑی ہوئی ہیں جنکے بدنوں پر نہ تو کوئی کپڑا ہے اور نہ اُس پر کوئی سایہ۔ اگر سایہ ہے تو آفتاب کا ہے اور کپڑا ہے تو ریگ کا بیابان کی تیز و تند ہوائیں اُنکو الٹ پلٹ کر سکھلا رہی ہیں۔ اُن کے زیارت کرنے والے وحشی و درندے جانور ہیں اُنپر رحم کرنے والے قرب و جوار کے کتے اور گدھ ہیں" اس خبر کے سننے سے یزید کی آنکھیں پر اشک ہو گئیں" بولا میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسینؓ کے بھی راضی ہو جاتا اللہ تعالیٰ کی لعنت ابن سمیہ پر ہو۔ اللہ کی قسم اگر میں اسکی جگہ پر ہوتا تو میں حسینؓ سے درگذر کر جاتا اللہ تعالیٰ حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے" یزید یہ کہکر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ صلہ نہ دیا۔

اگلے دن یزید کے روبرو شہداء کربلا کے سر پیش کیے گئے لوگوں کا ایک عام مجمع تھا سروں کے ساتھ آپ کی عورتیں اور علی بن الحسین۔ (زین العابدین) پابہ زنجیر حاضر لائے گئے فاطمہ وسکینہ دختران امام کی نظریں جوں ہی مظلوم باپ کے سر پر پڑیں چلا کر رو اٹھیں تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ[۵۱] نے اپنے جی کو سنبھال کر کہا "کیوں یزید؟ یہی مناسب ہے کہ رسول اللہ (صلعم) کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟" یزید نے جواب دیا "نہیں! بلکہ آزاد و بزرگ بی بیاں ہیں اپنے چچا کی لڑکیوں کے پاس جاؤ تم دیکھو گی کہ انھوں نے بھی یہی کیا ہے جو تم نے کیا ہے" پس یہ سب عورتیں یزید کے محلسرا میں گئیں مکان میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جسکی آنکھیں پرنم نہ رہی ہوں بعد اس کے علی ابن الحسین جو پابزنجیر کھڑے ہوئے تھے بولے "اگر رسول اللہ (صلعم) ہم کو اس حالت میں دیکھتے تو ہم کو وہ زحمت قید سے آزاد کر دیتے" یزید نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا "بے شک تم سچ کہتے ہو" پھر حاضرین دربار کیطرف متوجہ ہو کر بولا "اسیوقت ان کی بیڑیاں کاٹ دو گلے سے طوق ہاتھوں سے ہتھکڑی کھول لو" پس یہ بھی قید کی زحمت سے بری کر دیئے گئے مصنف عقد الفرید[۵۲] نے لکھا ہے کہ جسوقت قیدیان اہلبیت یزید کے روبرو پیش کیے گئے نعمان بن بشیر انصاری نے کہا تھا "ذرا سوچو کہ رسول اللہ (صلعم) ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے اگر وہ اس حالت میں ان کو دیکھتے تو کیا کرتے" یزید نے کہا "تم سچ کہتے ہو ان لوگوں کو آزاد کر کے رہنے کیلئے خیمہ استادہ کر دو" چنانچہ خیمے استادہ کر دئے گئے کھانا کپڑا حسب ضرورت مہیا کر دیا گیا۔

پھر جسوقت اہلبیت امام مدینہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو نعمان بن بشیر نے یزید کے حکم سے ایک نہایت متدین، باایمان شخص کو معہ چند سواروں کے ہمراہ کر دیا

---

۵۱ عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۹۔ ۵۲ صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ مصر۔

اور بار برداری و اسباب جس قدر لوٹ لیا گیا تھا۔ اُس سے دو چند دیگر رخصت کیا روانگی کے وقت یزید نے علی ابن الحسینؓ کو رخصت کرنے کی غرض سے بلا کر کہا " ابن مرجانہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ واللہ اگر میں اسکی جگہ پر ہوتا تو جو درخواست حسینؓ پیش کرتے میں قبول کرتا اور انکی مصیبت و تنگی کو جہانتک مجھ سے ممکن ہوتا دفع کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ ہوا۔ اے صاحبزادہ! جو تم کو آئندہ ضرورتیں پیش آئیں مجھے لکھنا" پھر محافظین کیطرف متوجہ ہو کر بولا " دیکھو ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے" غرض یزید سے امام زین العابدین رخصت ہو کر معہ اپنے اہلبیت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے محافظین اسوجہ سے نہیں کہ یزید کا حکم تھا بلکہ بخیال قرابت رسول اللہ (صلعم) نہایت عزت و احترام و آرام سے لائے۔ کسی قسم کی تکلیف اثنار راہ میں نہ ہونے پائی۔ جہاں پر قیام پذیر ہوتے تھے چوکیداروں کی طرح سے محافظت و نگہبانی کرتے تھے۔

رباب بنت امرالقیس زوجہ امام حسینؓ (مادر سکینہ) مکہ معظمہ سے آپ کے ہمراہ کربلا اور وہاں سے قید کر کے شام بھیجی گئیں پھر شام سے امام زین العابدین کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آئیں اور ایک برس بعد واقعہ کربلا کے انتقال کیا۔

اسماء شہداء کربلا

سلیمانؒ کا بیان ہے کہ جسوقت امام حسینؓ شہید کئے گئے اور آپ کے سر مبارک کے ساتھ اور شہدار کربلا کے سر ابن زیاد کی طرف روانہ کئے جانے لگے تو کندہ نے جسکا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ[13] سر اور ہوازن نے جسکا سردار شمر بن ذی الجوشن ضبابی تھا بیس[20] سر اور بنو تمیم نے سترہ[17] سر اور بنو اسد نے چھ سر اور مذحج نے سات[7] سر اور باقی لشکر نے جس میں کل قبیلہ شریک تھے سات سر اظہار مردانگی و کارکردگی کی غرض سے پیش کیا تھا شہداء

لہ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۷۹۔

میں سے ترپن[۵۳] آدمی اعوان و انصار تھے اور سترہ[۱۷] اہل بیت کے جنکے نام درج ذیل ہیں:۔
عباس[۱] و جعفر[۲] و عبداللہ[۳] و عثمان[۴] (یہ سب ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) محمد[۵] (یہ ام الولد کے لڑکے تھے) ابو بکر[۶] (انکی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھا) پسران علی ابن ابیطالب اور علی[۷] (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ ثقفی تھا) و عبداللہ[۸] (رباب بنت امرء القیس کلبی انکی ماں کا نام تھا) پسران حسین ابن علی اور ابو بکر[۹] و قاسم[۱۰] پسران حسن بن علی اور عون[۱۱] و محمد[۱۲] پسران عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب اور جعفر[۱۳] و عبدالرحمن[۱۴] و عبداللہ[۱۵] پسران عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ[۱۶] بن مسلم بن عقیل و محمد[۱۷] بن ابی سعید ابن عقیل (علیہم السلام) سترہ آدمی اہلبیت کے اور باقی ترپن[۵۳] آدمی اعوان و انصار کے تھے۔

واقعہ حرہ

سنہ ۶۳ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر مدینہ ہوکر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جسمیں عبداللہ بن حنظلہ رضی و عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی و منذر بن الزبیر وغیرہم شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ کیا یزید نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت کے ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دیکر رخصت کیا۔ جب عبداللہ بن حنظلہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حال دریافت کیا۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل کے پاس سے آتے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ کوئی مذہب، شراب پیتا ہے، راگ باجا سنتا ہے واللہ اگر کوئی مہدی من اللہ ہوتا اسپر جہاد کرتا" حاضرین نے کہا "ہم نے تو سُنا ہے کہ یزید نے تمہاری بہت بڑی عزت کی، خلعت اور جایزہ دیا" عبداللہ بولے "ہاں اُس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اسوجہ سے اسکو قبول کرلیا ہے کہ اسکے مقابلہ

ؔلہ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴ — عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۱۱۔

کی ہم میں قوت آجائے" اہل مدینہ یہ سنکر یزید سے اور زیادہ متنفر ہوگئے۔عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کی معزولی کی درخواست پیش کی" لوگوں نے بکمال خوشی ورغبت منظور کیا۔عثمان بن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ بھیجے یزید نے ایک ڈانٹ کا فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا جسکو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سبھوں نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی اُمیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔جب یزید کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے پہلے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوجکشی کا حکم دیا اس نے انکار کیا پھر عبداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی۔بارہ[ا] ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور چند احکام کی پابندی کی ہدایت کرکے واپس آیا۔کہ اگر تم کو کوئی ضرور پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا۔اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس اثنار میں وہ اطاعت قبول کرلیں تو درگذر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامّل نہ کرنا اور جب اُن پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔مال و اسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہے۔علی بن حسین سے کچھ متعرض نہ ہونا کیونکہ ہم کو یہ امر یقینی معلوم ہوگیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے"

جب اہل مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے بنی اُمیہ کا مرواں کے گھر میں نہایت سختی سے حصار کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لیکر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے۔دوسرے کے ساتھ ہوکر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہوگا ظاہر نہ کریں گے۔مسلم بن عقبہ سے اور

[ا] کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴۔

ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی۔ عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان کے اور ہمراہیوں نے بتلا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچگیا اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا "امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمھاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں پس اگر اس اثناء میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہا میں فوراً مکہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اسکو بیان کرو" جب یہ میعاد گذر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح"؟ اہل مدینہ نے کہا "ہم جنگ کریں گے"۔ مسلم نے سمجھایا کہ جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو اسمیں تمھاری بہتری ہے" اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی۔ عبدالرحمٰن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کئے گئے جسکو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لئے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی اُنھوں نے ایک گروہ کثیر لیکر کوفہ کے راستہ کی ناکہ بندی کر لی۔ مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کیطرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سواران شام کو مجبورانہ پیچھے ہٹنا پڑا۔ مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے باجازت عبداللہ بن حنظلہ بیس سواروں کو لیکر مسلم پر دھاوا کیا۔ شامی پیادوں کے رخ پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے بعد اس کے عبداللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سواران مدینہ کو انکی ماتحتی میں بھیجدیا۔ فضل بن عباس نے

اس قدر تیزی سے حملہ کرنا شروع کردیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا۔ سوار و پیادوں کی ترتیب درہم و برہم ہو گئی۔ مسلم کے اردگرد صرف پانچسو پیادوں کی جماعت باقی رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے فضل نے پہنچکر مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ ہی خود بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ فضل جوش مسرت سے چلا اُٹھے قتلت طاغية القوم ورب الكعبة (واللہ میں نے گمراہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا) مسلم بن عقبہ بولا "تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا" فضل نے جھپٹ کر علم اُٹھالیا مسلم نے لشکر شام کو للکارا سبھوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے تب اُس نے اپنے ہمراہیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کیطرف بڑھایا جسوقت عبداللہ بن حنظلہ اپنے رکاب کی فوج کو لشکر شام کو حملہ کرنے کو اُبھار رہے تھے حصین بن نمیر و عبداللہ بن عضاۃ الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لئے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر باری کرتے ہوئے بڑھے۔ عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا "جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے" لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے تا آنکہ عبداللہ بن حنظلہ کے کل لڑکے اور انکے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب، وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن خاطب، زبیر بن عبدالرحمٰن ابن عوف و عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب میدان جنگ میں شربت شہادت پی کر موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا شامی

لشکر نے مال و اسباب لوگوں کا لوٹ لیا بعد اسکے مسلم بن عقبہ نے معقل[1] بن سنان اشجعی، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن الجہم وغیرہم کو گرفتار کرا کے ظلماً قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں تین سو چھ آدمی شرفاء قریش و انصار اور ان کے علاوہ اور قبائل و موالی اس تعداد کے دو چند کام آئے۔

چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اُس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کئے جانیکا حکم دیا۔ لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا تھا اسکو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ علی بن حسین رضی (زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کئے گئے مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا "تم کیوں نہیں پیتے؟" علی بن الحسین یہ سنکر کانپ اُٹھے گھبرا کر پیالہ اٹھا لیا مسلم بن عقبہ نے کہا "تم خوف زدہ نہ ہو اگر تم کو کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر ڈالتا لیکن امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم نے انکو لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں ہے پس اگر تمہارا جی چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے" مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین رض کو اپنے برابر بٹھا لیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا "شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ" آپ نے فرمایا "تم یہ سچ کہتے ہو" مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی آپ بلا بیعت کئے ہوئے اپنے گھر چلے آئے۔ اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے۔ یہ واقعہ جبکہ دو راتیں ذی الحجہ ۶۳ھ کی باقی رہ گئی تھیں عہد حکومت یزید بن معاویہ میں واقع ہوا۔

---

[1] عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲۔

مکہ کا محاصرہ اور یزید کی موت

اس واقعہ[1] سے فارغ ہو کر مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے بقصد جنگ عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور مدینہ منورہ میں روح بن زنباع جذامی کو اپنا نائب مقرر کیا جسوقت مقام ابواء میں پہنچا بیمار ہو گیا۔ جب اسکو اپنی زلیست کی امید نہ رہی تو وہ حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام کر کے مرگیا۔ حصین بن نمیر لشکر شام کو لئے ہوئے چھبیسویں محرم ۶۴ھ کو مکہ معظمہ کے قریب پہنچگیا۔ اہل مکہ کو بیعت یزید کے لئے طلب کیا۔ ان گوں نے اس سے انکار کیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ و حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آکر ان کے پاس مجتمع ہو گئے تھے جو واقعہ حرہ سے بھاگ آئے تھے اور کچھ لوگ بغرض امداد خوارج کیطرف سے آگئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر بقصد جنگ اہل شام مکہ معظمہ سے باہر آئے سب کے پہلے انکے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکلکر لشکر شام کو للکارا لشکر شام سے ایک شخص نکلکر مقابلہ پر آیا دو دو ہاتھ چلے شامی مارا گیا۔ دوسرے نے جوں ہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوری حرکت کی اور جنگ مغلوبہ شروع کر دیا ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے۔ صبح سے شام تک لڑائی کا یہی عنوان رہا۔ شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرہ کا ہے بعد اسکے حصین بن نمیر نے کوہ ابوقبیس و قیعقعان پر منجنیقیں نصب کرادیں جو شب و روز خانہ کعبہ پر سنگ باری کرتی تھیں۔ کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا بقیہ ماہ محرم اور پورا

---

[1] عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲ و کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۲۔

مہینہ صفر کا اسی حالت سے گذر گیا یہانتک کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی۔ شامیوں نے خانہ کعبہ پر آگ برسایا چھت اور پردے جلکر خاک وسیاہ ہو گئے۔

ہنوز لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ یزید[۵] مر گیا اور اسکی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو قبل اسکے کہ حصین بن نمیر کو معلوم ہو پہنچ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے پکار کر کہا "اے کم بختو اے عدو اللہ!! تم اب کیوں لڑتے ہو تمہارا گمراہ سردار مر گیا" حصین بن نمیر نے اسکو باور نہ کیا پھر جب اسکو یزید کی موت کی تصدیق ہو گئی تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو بطحاء میں ملنا۔ پس جب رات آئی تو اِدھر سے عبداللہ بن زبیر اپنے چند ہمراہیوں کو لیکر نکلے اور اُدھر سے حصین بن نمیر۔ پھر دونوں اپنے اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر ایک گوشہ کیطرف گئے۔

حصین بن نمیر "اے عبداللہ بن زبیر تم زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمہاری بیعت کر لیں بعد ازاں ہم اور تم شام کیطرف چلیں۔ میں اہل شام کا سردار ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں واللہ میری بیعت کر لینے سے ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے اور میرے اور تمہارے ملجانے سے خونریزی کا دروازہ بند ہو جائیگا لوگ امن و چین سے بسر کریں گے"

عبداللہ بن زبیر (آواز بلند سے) "میں ایسا ہرگز نہ کرونگا مجھے اس شخص پر کیسے بھروسا ہو سکتا ہے جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اسکی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو"

حصین بن نمیر "تم ضرور میرے کہنے پر عمل کرو تمہارا اس میں فائدہ ہے"

عبداللہ بن زبیر "نہیں واللہ تمہارے قول و فعل کا ہرگز اعتبار نہ کرونگا اور نہ

---

[۵] یزید بن معاویہ کا مقام حوران سرزمین شام میں تاریخ چودھویں ربیع الاول ۶۴ھ کو بعمر ۳۸ سال انتقال ہوا تین برس چھ مہینہ اُسکی حکومت رہی اسکی ماں کا نام میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھا۔

اس فقرہ میں آؤں گا"

حصین بن نمیر نے اللہ تیرا برا کرے۔ میں آہستہ آہستہ راز کی بات کہتا ہوں اور تو چلاتا ہے میں تجھے خلافت کی طرف بلاتا ہوں اور تو قتل و غارت سے ہاتھ اٹھایا نہیں چاہتا۔ عبداللہ بن زبیر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر مجبور ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا اور مدینہ کی طرف کوچ کا حکم دیدیا۔

بعد اسکے عبداللہ بن زبیر حصین بن نمیر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں شام تو نجاؤنگا البتہ تم لوگ یہیں آکر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ حصین بن نمیر نے یہ جواب دیا کہ بغیر تمھارے شام چلے ہوئے کام درست نہ ہوگا کیونکہ وہاں بنو امیہ موجود ہیں اور وہ خود خلافت کے مدعی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر اس امر پر راضی نہ ہوئے مکہ ہی میں رہ گئے اور حصین بن نمیر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدینہ پہونچگیا۔

یزید کی موت سے اہل مدینہ میں جرأت آگئی تھی اکا دکا جسکو لشکر شام سے پاتے تھے اسکی سواری چھین لیتے تھے اسوجہ سے وہ لوگ اپنی جماعت سے باہر نہ جاتے تھے بالآخر اہل مدینہ کے برتاؤ سے تنگ ہو کر شام کیطرف کوچ کر دیا اور ان ہی کے ساتھ وہ بنی امیہ بھی نکل کھڑے ہوئے جو ان دنوں مدینہ میں موجود تھے۔

معاویہ بن یزید

بنو امیہ اور لشکر شام کا یہ گروہ دمشق میں اسوقت پہنچا جبکہ معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اراکین سلطنت بیعت کرچکے تھے لیکن یہ صرف تین مہینے حکومت کرکے مرگیا اور بعضوں کا قول ہے کہ چالیس دن حکومت کرکے اکیس برس اٹھارہ دن کی عمر میں انتقال کیا۔ بہرکیف اس نے اپنے آخری زمانۂ حکومت میں لوگوں کو جمع کرکے حمد و لعنت کے بعد خطبہ دیا جسکا یہ مضمون تھا" اے لوگو! میں تمپر حکومت کرنے سے معذور ہوں۔ پس میں عمرؓ بن الخطاب کی پیروی کرتا ہوں جیساکہ انھوں نے چھ آدمیوں کو ارباب شوریٰ

خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ میں بھی تم لوگوں کو اختیار دیتا ہوں کہ جسکو مناسب سمجھو خلافت کے لئے اسکو منتخب کرو" اسقدر تقریر کرنے کے بعد معاویہ بن یزید محلسرا میں چلا گیا اور یہ پھر زندہ باہر نہ آیا۔

عبداللہ ابن زبیر اور دولت بنی مروان

یزید[1] بن معاویہ کے مرتے ہی بلا جدو جہد اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی۔ صرف شام و مصر والے انکی بیعت سے علیحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی لیکن جب[2] اسکا بھی انتقال ہو گیا تو لوگوں میں انتخاب خلیفہ کی بابت اختلاف پڑ گیا۔ سب کے پہلے جس نے امراء لشکر سے اختلاف کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جسکی سپردگی میں حمص کا علاقہ تھا۔ انھوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی تحریک شروع کی۔ جب اسکی اطلاع ظفر بن الحرث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو یہ بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت کرنے لگا بنوامیہ و کلب جو ان دنوں دمشق میں موجود تھے اس سے بے خبر تھے۔ رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو یہ خبر لگی جو فلسطین کا عامل تھا اس نے روح بن زنباع سے کہا "امراء لشکر ابن زبیر کی بیعت کر رہے ہیں اور بنو قیس جو میرے قوم کے ہیں اردن میں ہیں تم یہاں میری قائمقامی کرو کیونکہ یہاں پر تمہارے ہی قوم والے سربرآوردہ ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اُسے بے تامل تہ تیغ کر دینا میں اردن کی طرف جاتا ہوں" چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رہ گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا اسکے جاتے ہی نایل بن قیس جذامی نے عبداللہ بن زبیر کا طرفدار ہو کر روح بن زنباع کو نکال دیا۔ مرتا کھپتا حسان بن مالک کے پاس اردن میں جا پہنچا۔ حسان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا

---

[1] تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۴۴۔ [2] عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر۔

"اے اہل اردن تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیر لڑائی جھگڑا ڈال رہے ہیں اور خلفاء اللہ کی بغاوت پر کمر بستہ ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کر رہے ہیں تم لوگوں کو چاہئے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کرو اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرو۔ لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا تم ہی بنی حرب میں سے کسی کو امارت کیلئے انتخاب کرو۔ اگر عبداللہ بن زبیر ان دونوں لڑکوں (عبداللہ و خالد پسران یزید) کی اطاعت کرینگے تو ہم بھی اُن کے مطیع ہوں گے۔ ہم کو یہ گوارا نہیں ہے کہ لوگ کسی بوڑھے دقیانوسی شخص کو امیر بنائیں درانحالیکہ ہم ایک نو عمر کو پیش کر رہے ہیں" حسان نے ایک خط ضحاکؓ بن قیس کے نام لکھا جس میں یہ واقعہ بالتفصیل درج کر کے بنو امیہ کے حقوق خلافت و عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ اس خط کو ضحاک بن قیس کو بموجودگی بنو اُمیہ و رؤساء شہر کے جامع مسجد میں پڑھ کر سنانا جب یہ خط جمعہ کے دن بموجودگی رؤساء دمشق و بنو اُمیہ مسجد میں پڑھا گیا تو دو گروہ ہو گئے۔ یمانیہ تو بنو اُمیہ کے طرفدار ہو گئے اور قیسیہ عبداللہ بن زبیر کے۔ آپس میں بحث و تکرار بڑھی۔ سبھوں نے جھٹ پٹ زرہیں پہن لیں اور تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے کیطرف دوڑ پڑے۔ خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کیا۔ ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا۔ تین دن تک باہر نہ آیا اس اثناء میں عبیداللہ بن زیاد آ گیا جس سے بنو امیہ کو تقویت ہو گئی۔ ضحاکؒ بن قیس اور کل بنی اُمیہ جابیہ کی طرف نکلے اتفاق سے

ؒ ضحاک بن قیس نے اس زمانہ پر آشوب میں اہل دمشق سے اس امر کی بیعت لیلی تھی کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی امیر پر نہ ہو گا اسوقت تک میں تمہاری امامت و امارت کرونگا اور درپردہ یہ عبداللہ بن زبیر کے ہوا خواہوں میں تھے۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۰۔

ؒ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔

ثور بن معن السلمی آپہنچا اور ضحاک سے خطاب کر کے بولا "کیوں ضحاک! تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کیطرف بلایا ہم نے اُن کی امارت کی بیعت کی اور اب تم اس جنگلی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے سے اسکے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعت خلافت پر تل رہے ہو؟" ضحاک بن قیس نے شرما کر کہا "اچھا تمہاری کیا رائے ہے" جواب دیا "جسکو تم پوشیدہ کرتے تھے اُس کو اب علانیہ ظاہر کرو اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی کھلم کھلا دعوت دو"، ضحاک یہ سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے علیحدہ ہو کر مرج راہط میں جا اُترے اسوقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھا۔

بنو اُمیہ مقام جابیہ میں مجتمع تھے کوئی امر طے نہ ہوا تھا۔ حسان بن مالک کلبی امامت کر رہا تھا اور مروان در پردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اسکی سعی کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک روز روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر علانیہ کہدیا کہ بالفعل مروان کے ہاتھ پر بیعت کیجائے وہی اسکا مستحق ہے۔ پھر جب خالد بن یزید سن شعور کو پہنچے گا تو امارت اُس کے سپرد کیجائے گی۔ لوگوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ تیسری ذیقعدہ ۶۴ھ کو کل بنو امیہ، کلب، غسان، سکاسک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت لینے کے بعد مروان نے مرج راہط کا رُخ کیا جہاں پر ایکہزار سواروں کو لئے ہوئے ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا۔ مروان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے ابتداءً صف آرائی کی بعد ازاں عباد بن یزید حوران سے دو ہزار غلاموں کو لیکر آگیا۔ یزید بن ابی غمس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک نے امراء لشکر کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ زفر بن الحارث قنسرین سے امدادی فوج لیکر آگیا۔ نعمان بن بشیر نے شرجیل بن ذی الکلاع

---

[1] عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۵۔

کے ہمراہ اہل حمص کو روانہ کیا پس یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مرج راہط میں ملے جس سے اسکی جمعیت کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ہزار تھی جن میں اکثر پیادہ تھے اور ضحاک کے ہمراہیوں میں اکثر سوار۔ مروان کے میمنہ پر عمرو بن سعد میسرہ پر عبید اللہ بن زیاد اور ضحاک بن قیس کے میمنہ پر زیاد بن ضحاک عقیلی تھا، میسرہ پر بکر بن ابی بشیر ہلالی بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔ فریقین اپنے ان تھک کوششوں میں مصروف تھے عبید اللہ بن زیاد نے مروان سے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ابن زبیر اور جو اُس کے ہمراہی ہیں باطل پر ہیں اور تعداد میں بھی وہ زیادہ ہیں۔ قیس کے نامی نامی سردار بھی اُسکا ساتھ دیئے ہوئے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے مقصد دلی کو نہ پہنچو گے مگر یہ کہ حیلہ سازی کرو اور لڑائی تو حیلہ ہی کا نام ہے نظر براں ضحاک کو صلح کے بہانے سے لڑائی سے روکدو اور پھر رات کے وقت حالت غفلت میں حملہ کر دو" چنانچہ مروان نے ضحاک کو پیام صلح دیا۔ ضحاک نے باُمید صلح لڑائی بند کر دی۔ رات ہوتے ہی جوں ہی ضحاک کے لشکری دن بھر کے تھکے ماندے اطمینان کے ساتھ سوئے مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ شور و غل کے آواز سے ضحاک کے لشکریوں کی آنکھ کھلی تو وہ قتل و غارت کے طوفان انگیز موج میں مبتلا تھے مگر پھر بھی انھوں نے نہایت استقلال سے لپک کر اپنا علم اٹھالیا اور لڑنے لگے۔ قیس کے نامی نامی سوار اس واقعہ میں کام آئے علم بردار کے ہاتھ سے علم گر پڑا۔ لوگوں میں بھگدر مچ گئی۔ ضحاک نے بھی اس سانحہ میں جان بحق تسلیم کی۔ اسّی آدمی قیس کے اور چھ سو بنو سلیم کے مارے گئے مروان نے منادی کرادی کہ کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے جسکی جہاں سینگ سمائی بھاگ گیا یہ واقعہ محرم ۶۵ھ کا ہے۔

کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہوا۔ دارالامارت (یعنی معاویہ بن ابی سفیان کے مکان) میں قیام کیا اور بقیہ لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا پس جب مصر کیجانب روانہ ہونے لگا تو خالد بن یزید سے آلات حرب مستعار لیئے۔ مصر میں ان دنوں عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے ہواخواہوں میں سے تھا۔ مروان کی آمد کی خبر سنکر وہ مقابلہ کے قصد سے نکلا لڑائی ہوئی بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایک گروہ کثیر کو قید کرکے مروان شام کیطرف واپس ہوا۔ قریب شام کے پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب ابن زبیر کو شام پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی اُس نے بقصد جلوگری عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلہ پر روانہ کیا مصعب و عمرو بن سعید میں لڑائی ہوئی۔ کھیت عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو ہزیمت ہوئی۔ الغرض اس طرح پر دمشق و ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

بیعت اہل خراسان اور عبداللہ بن خازم

خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے مسلم بن زیاد مامور تھا۔ جب اس کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل خراسان سے برضا و رغبت تا انتخاب خلیفہ بیعت لیلی۔ لیکن اُن لوگوں نے دو چار روز کے بعد نقض بیعت کی۔ مجبور ہو کر اس نے مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا نائب مقرر کرکے شام کا قصد کیا جب سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرثد (بنو قیس بن ثعلبہ بن ربیعہ) سے ملاقات ہوئی۔ اس سے دریافت کیا "کہاں جاتے ہو؟" جواب دیا "تمہارے پاس جاتا تھا کہ کسی شہر کی امارت میرے سپرد سپرد کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنا نائب ایک یمنی ازدی شخص کو بنایا ہے"۔ مسلم بن زیاد نے کہا "تم خراسان نہ جاؤ تو میں تم کو مرورود فاریاب طالقان اور جورجان کا والی مقرر کر دوں"۔ سلیمان یہ سنکر مرورود کیطرف روانہ ہوا

مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اوس بن ثعلبہ ابن زفر ملگیا اسکو اس نے ہرات پر مامور کیا اور نیشاپور پہنچا وہاں عبداللہ بن خازم خراسان کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ اُس نے دریافت کیا خراسان پر کس کو مامور کیا ؟" مسلم نے کہا "سلیمان بن مرثد کو" عبداللہ بولا کیا تم کو کوئی اور شخص نہ ملتا تھا جو تم نے خراسان ایسے شہر کو بکر بن وایل کے قبیلہ کے سپرد کردیا۔ خیر اب تم خراسان کی گورنری کی سند مجھے مرحمت کرو" چنانچہ مسلم بن زیاد نے سند گورنری لکھدی اور ایک لاکھ درہم دیکر عبداللہ کو رخصت کیا۔ مہلب بن ابی صفرہ کو یہ خبر لگی تو اس نے بنو جشم ابن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ایک شخص کو اپنا نایب مقرر کیا۔ ابن خازم اور اس جشمی شخص سے لڑائی ہوئی۔ جشمی کی پیشانی پر چوٹ آئی جسکے صدمہ سے دو دن بعد مرگیا اور ابن خازم مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا۔ بعد اس کے عبداللہ ابن خازم نے مروروذ پر چڑھائی کی۔ سلیمان بن مرثد سے مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر سلیمان مارا گیا اور عبداللہ بن خازم اسکے مقبوضہ صوبجات پر قبضہ حاصل کرکے عمرو بن مرثد کی طرف بڑھا جو طالقان پر قابض تھا۔ فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمرو بن مرثد مارا گیا اور اسکے ہمراہی بھاگ کر ہراۃ میں اوس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن خازم مروروذ واپس گیا۔ مروروذ اور اطراف خراسان میں جسقدر آدمی قبیلہ بکر بن وایل کے تھے وہ سب بھی ہراۃ بھاگ آئے جس سے ہراۃ میں ایک معقول جمعیت ہوگئی۔ سبھوں نے متفق ہوکر اوس بن ثعلبہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکو سلیمان و عمرو پسران مرثد کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے امیر بنایا۔ عبداللہ بن خازم کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ پیام اجل کی طرح انکے سروں پر پہنچ گیا۔ ہراۃ کی ایک وادی میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ایک برس تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک روز عبداللہ بن خازم نے لڑائی کے طول کھینچنے

سے گھبرا کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ اُس دن اوس بن ثعلبہ کا لشکر اپنے امیر کی خلاف مرضی شہر سے نکل کر لڑنے کو آیا تھا۔ عبداللہ بن خازم کی فوج نے مارتے مارتے اُسکو خندق تک پہنچا دیا۔ بہت سے آدمی خندق میں گر کر مر گئے اور ہزاروں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اوس بن ثعلبہ سجستان کیطرف بھاگا اور وہیں یا اسکے قریب پہنچکر مر گیا۔ عبداللہ بن خازم نے ہراۃ پر بھی قبضہ کر کے اپنے لڑکے محمد کو اسکی گورنری دیدی۔ اسی زمانہ میں ترک نے قصر اسغاد پر حملہ کیا۔ ابن خازم نے یہ سُنکر زہیر بن حیان کو بسر گروہی بنو تمیم ان کے منتشر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ زہیر نے پہنچکر ترکوں کو ہزیمت دی اور پھر ہراۃ واپس آیا۔

مختار کوفہ میں

واقعہ کربلا کے بعد ہی ۶۱ھ سے ہوا خواہان امیرالمومنین علیؓ ابن ابیطالب میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور وہ لوگ خودکردہ پشیمان ہوکر کوفہ میں سلیمان بن سرد خزاعی کے مکان پر مجتمع ہوئے۔ اس مجمع میں مسیب بن نجبہ فزاری، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی، عبداللہ بن وال تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہم رؤساء شیعہ بھی موجود تھے۔ بعد بحث و تکرار کے سبھوں نے بغرض طلب معاوضہ خون حسین ابن علیؓ سلیمان بن سرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلیمان بن صرد درپردہ امراء اسلام سے خط و کتابت کرنے لگا۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان جو مدائن میں تھے اور مثنیٰ ابن مخربہ عبدی جو بصرہ میں تھے اسکی رائے سے متفق ہوئے اور خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر تل گئے۔ رفتہ رفتہ اسکی جمعیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ جب مر گیا تو اُس کے تبعین نے خروج کرنے کو کہا سلیمان نے جواب دیا "ہنوز اسکا وقت نہیں آیا اسوقت تک کوفہ میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو تمہارے ہمصفیر نہیں ہیں تم اُن کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرتے جاؤ" پس سلیمان بن صرد کے تبعین نے رؤساء کوفہ

سے ربط ضبط پیدا کر کے اکثر لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا۔ بعد چندے اہل کوفہ عمرو بن حریث کو (جو ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کوفہ سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی بیعت کر لی۔

یزید کے مرنے کے چھ مہینہ بعد نصف رمضان میں مختار بن ابو عبید وارد کوفہ ہوا۔ بائیسویں رمضان کو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری گورنری اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ خراج کوفہ پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابو عبید لوگوں کو خون حسین رضی اللہ عنہ کے معاوضہ لینے پر اُبھارنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان بن صرد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ وہ بالفعل اسکو خلاف مصلحت سمجھتا ہے۔ مختار نے کہا "سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے۔ مجھے مہدی محمد بن الحنفیہ نے اپنا وزیر و امین مقرر کر کے بھیجا ہے۔ تم لوگ میرے ہاتھ پر انکی بیعت کرو اور خون حسین رضی اللہ عنہ مظلوم کا معاوضہ انکے قاتلین سے لو" ایک گروہ کثیر ہوا خواہان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اُسکی طرف مائل ہو گیا۔ عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر لگی کہ مختار خروج کرنے والا ہے تو اُس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا "اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی اُن سے لڑیں گے ورنہ ہم اُن سے کچھ تعرض نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ خون حسین رضی اللہ عنہ کا معاوضہ انکے قاتلین سے لینے والے ہیں۔ اگر ابن زیاد اُن لوگوں کی طرف رُخ کریگا تو ہم ان لوگوں کے مددگار ہوں گے۔ یہ کمبخت حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا۔ تمہارے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کیا۔ دین کی تخریب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بہتر ہے تم لوگ مختار کی مدد کرو" عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے اُٹھ کر کہا "اس شخص کی تقریر سے تم لوگ مغرور نہ ہو جانا واللہ جو شخص ہماری مخالفت پر سر اُٹھائے گا فوراً اسکا سر ہم قلم کر دینگے" بات پوری نہ ہونے پائی

تھی کہ مسیب بن نجبہ نے ایک کران کی پیٹی کاٹ دی اور چلا کر کہا "تو ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے واللہ ہم تجھ کو اپنی مخالفت پر ملامت نہیں کرتے۔ تو وہی ہے جس کے باپ دادا کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ہاں اے امیر تو نے البتہ ایک راست بات کہی ہے" ابراہیم نے ڈانٹ کر کہا "بے شک ہم اپنے مخالفین سے لڑیں گے (عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے) اور اس نے تو بالکل سست تقریر کی ہے" عبداللہ بن وال بولا "تو کیوں دخل در معقولات کرتا ہے تو ہمارا افسر نہیں ہے تیرے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ کر (یعنی خراج وصول کر)" ابراہیم کے ہمراہیوں نے سخت و سست کہا۔ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ ابراہیم یہ کہہ کر کہ میں اس کی شکایت عبداللہ بن زبیر کو لکھوں گا اپنے مکان چلا گیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن یزید انصاری ابراہیم کے مکان پر آیا۔ معذرت کی اور اُس نے قبول کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلیمان بن صرد کے ہمراہی کھلم کھلا آلات حرب خریدنے لگے۔ چند دنوں بعد جب سلیمان نے جزیرہ کی طرف خروج کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے تو عمر بن سعد، شبث بن ربعی اور زید بن الحارث بن رویم کے کہنے سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خروج سلیمان بن صرد

ماہ ربیع الثانی ۶۵ھ کی چاندرات کو سلیمان بن صرد خزاعی نے بقصد معاوضہ خون حسین بن علیؓ کوفہ سے نکل کر نخیلہ میں قیام کیا۔ ہمراہیوں کو شمار کیا تو انکی تعداد انکی نظر میں تعجب خیز نہ معلوم ہوئی۔ صبح ہوتے ہی حکیم بن منقذ کندی اور ولید بن عصیر کنانی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو معاوضہ خون حسینؓ پر اُبھارنا شروع کیا۔ اگلے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ جس قدر لوگ لشکر میں تھے اسی قدر اور آ پہنچے۔ مرتب کرنے سے معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمیوں نے قاتلین حسینؓ سے لڑنے پر بیعت کی ہے۔

سلیمان بن صرد خزاعی تین روز تک نخیلہ میں ٹھہرا رہا۔ اس اثنا میں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار آدمی جو گھر بیٹھ رہے تھے آ ملے۔ روانگی کے وقت عبداللہ بن سعد بن نفیل نے کہا "چونکہ ہم لوگ قاتلین حسینؓ سے لڑنے کو نکلے ہیں اور تقریباً کل قاتلین حسینؓ کوفہ میں موجود ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ کر کہاں خاک چھاننے جا رہے ہو؟" ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن سلیمان نے اختلاف کر کے کہا "یہ لوگ تو لشکریوں میں تھے اصل جو سردار تھا وہ زیادہ قابل گردن زدنی ہے میرے نزدیک فاسق بن فاسق عبداللہ بن زیاد سے پہلے لڑنا چاہئے۔ وہی بانی فساد اور گمراہوں کا سردار ہے۔ اس پر کامیابی حاصل ہو جانے کے بعد اوروں کا زیر و زبر کرنا آسان ہو جائیگا۔" اس تقریر سے لوگوں کو تشفی ہو گئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا۔ عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معلوم ہوا تو وہ منع کرنے کو آئے۔ سمجھایا۔ مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن سلیمان نے اسکو نہ مانا اور شب جمعہ پانچویں ربیع الثانی ۶۵ھ کو نخیلہ سے کوچ کر دیا۔ حسین بن علیؓ کے مدفن پر پہنچے۔ چلا کر رو پڑے ایک شبانہ روز تک ٹھہرے ہوئے ساتھ چھوڑ دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر نہ لڑنے پر روتے اور پچھتاتے رہے۔ اگلے دن انبار کی راہ روانہ ہوئے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے قرقیسیا پہنچے جہاں زفر بن الحارث کلابی تھا اُس نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا لئے۔ مسیب بن نجبہ نے رسد و غلہ طلب کیا۔ جب زفر کو انکے حالات سے آگاہی ہو گئی تو اُس نے لاعلمی کی معذرت کی اور رسد و غلہ کا پورا پورا انتظام کر دیا اور روانگی کے وقت ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا پیش کیا لیکن مسیب نے دراہم واپس کر دیئے اور گھوڑا لے لیا۔ زفر مشایعت کی غرض سے کچھ دور تک ساتھ آیا اور یہ سمجھا کر واپس گیا کہ تم لوگ قبل اسکے کہ شامی لشکر تمہارے مقابلہ پر آئے عین الوردہ میں پہنچکر قبضہ کر لینا۔ کھلے میدان شامی

لشکر سے ہرگز صف آرائی نہ کرنا کیونکہ انکی تعداد کثیر ہے اور تم لوگ کم ہو غرض زفر بن حرث اسی قسم کی چند ہدایتیں کر کے دعائیں دیتا ہوا واپس گیا اور سلیمان بن صرد معہ اپنے ہمراہیوں کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا عین الوردہ پہنچا اور اس کے غربی جانب ڈیرے ڈالے۔ پانچویں روز شام کے لشکر کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تقریباً ایک شب و روز کی مسافت باقی رہی ہوگی کہ سلیمان نے اپنے کل لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیب بن نجبہ کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن وال کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو رفاعہ بن شداد کو امیر بنانا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد بسرگرہی چار سو سواروں کے مسیب بن نجبہ کو لشکر شام کی جلوگیری کو روانہ کیا لشکر شام کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ میدان جنگ مسیب کے ہاتھ رہا شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے آدمی مارے گئے مال و اسباب و آلات حرب جو کچھ لشکر گاہ میں تھا مسیب بن نجبہ نے لوٹ لیا اور واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں آیا۔

اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن زیاد کو ہوئی تو اُس نے حصین بن نمیر کو بسر افسری بارہ ہزار لشکر کے روانہ کیا۔ چھبیسویں جمادی الاول ۶۵ھ کو مقام عین الوردہ پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان قلب میں تھا میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر مسیب بن نجبہ۔ شامیوں کے میمنہ پر حماد بن عبداللہ تھا۔ اور میسرہ پر ربیعہ بن مخارق غنوی۔ صف آرائی کے بعد حصین بن نمیر نے سلیمان کو اور سلیمان نے حصین بن نمیر کو سمجھایا کسی نے ایک دوسرے کا کہنا نہ مانا۔ لڑائی شروع ہوگئی شام ہوتے ہوتے شامی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تاریکی نے فتحمند گروہ کو حملہ کرنے سے روکدیا۔ صبح ہوتے ہی آٹھ ہزار آدمی اور لشکر شام میں آملے جسکو عبداللہ بن زیاد

نے بطور کمک کے بھیجا تھا۔ فریقین نے نماز فجر کے بعد ہی لڑائی چھیڑ دی تمام دن نہایت سختی سے جنگ جاری رہی سوائے اوقات نماز کے لڑنے والوں کے ہاتھ نہ رُکے یہانتک کہ شام ہو گئی مجبور ہو کر فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے دونوں کی رات اُمید و بیم میں گذری سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے ہی ادہم بن محرز باہلی دس ہزار آدمیوں کو لیکر ابن زیاد کیطرف سے آپہنچا لڑائی شروع ہو گئی صبح سے آفتاب بلند ہونے تک نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی بعد اسکے اہل شام نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ سلیمان نے اپنے ہمراہیوں کو للکار کر کہا "جسکو آج جنت میں شب باش ہونا ہو وہ ہمارے ساتھ آئے"۔ ہمراہیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور شیر کیطرح شامی لشکر پر لوٹ پڑے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آیا۔ حصین بن نمیر نے لڑائی کا عنوان بدلتا ہوا دیکھ کر تیر اندازوں کو تیر باری کا اور سواروں کو محاصرہ کا حکم دیا۔ یزید بن حصین نے سلیمان بن صرد پر تیر چلایا وہ غش کھا کر گر پڑے۔ مسیب بن نجبہ نے لپک کر علم اُٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے جب یہ بھی تیر اجل کا نشانہ ہوئے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے علم کو سنبھالا اس اثنا میں تین سوار آئے جنھوں نے سعد بن حذیفہ اور مثنی بن مخربہ عبدی کے آنیکی خبر دی عبداللہ بن سعد اور اسکے ہمراہی یہ خبر سنکر خوش ہوئے اور ایک تازہ جوش سے لڑنے لگے یہانتک کہ عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارے گئے۔ خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر نیزہ چلایا ایک دوسرے شامی نے تلوار سے کاٹ دیا۔ خالد نے لپک کر قاتل کو پکڑ لیا زور آزمائی ہونے لگی شامیوں نے پہنچکر اپنے ہمراہیوں کو چھڑا لیا اور خالد کو گرفتار کر لیا۔ اسوقت تک علم سرنگوں پڑا تھا۔ لوگوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا لیکن یہ دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے اسوجہ سے رفاعہ بن شداد نے علم کو اُٹھا لیا اور لڑنے لگے۔ ہنوز قسمت کا آخری فیصلہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ لشکر شام اپنے لشکر گاہ میں

واپس آیا اور رفاعہ نے اپنے ہمراہیوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدان جنگ میں موت کی نیند سو رہا ہے اور باقی معدودے چند جو ہیں ان میں سے اکثر زخمی ہیں اور جنھوں نے زخم نہیں اٹھایا ہے وہ اسقدر تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے زیادہ ابتر ہیں۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر شب ہی کو میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کیطرف روانہ ہو گیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ فریق مخالف سے میدان جنگ خالی ہے حصین بن نمیر نے اسکا تعاقب نہ کیا اور یہ لوگ چلتے چلتے قرقیسیا پہونچے۔ زفر بن الحرث نے تین روز تک ٹھہرا رکھا دعوت کی چوتھے روز زاد سفر دیکر کوفہ کیجانب رخصت کیا بعد ازاں سعد بن حذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لیکر ہیت تک آ پہنچے لیکن یہ خبر بد سنکر لوٹے مثنیٰ بن مخربہ عبدی سے ملاقات ہوئی جو اہل بصرہ کو لا رہے تھے صاحب سلامت کے بعد لڑائی کا حال بتلایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کر دیا جب رفاعہ معہ اپنے بقیۃ السیف ہمراہیوں کے آگیا تو مثنی و سعد اسکو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک شب و روز کے قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے۔

عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی

۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے اشارہ سے اسکے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی عمرو بن سعید بن العاص، مصعب بن زبیر کو شکست دیکر دمشق میں مروان کے پاس واپس آگیا تھا۔ مروان کو یہ خبر لگی یا از خود اپنے لڑکوں کی بیعت لینے کا یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے کہ بعد مروان کے خلافت کا مستحق میں ہوں اسوجہ سے حسان بن ثابت بن بحدا کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیالات ظاہر کئے اور یہ کہا کہ میں اپنے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولیعہدی کی بیعت لینا چاہتا ہوں تم اسکے محرک ہو جاؤ۔ اگلے روز شام کے وقت امراء دمشق

مروان کے پاس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا "مجھے یہ خبر لگی ہے کہ لوگ بعد امیر المومنین کے خلافت کے دعویدار ہونے والے ہیں پس تم لوگ اٹھو اور عبدالملک و عبدالعزیز پسران امیر المومنین کی ولیعہدی کی بیعت کر لو"، کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی سبھوں نے بیعت کر لی۔

عبدالملک بن مروان

تیسری رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کے مر جانے پر لوگوں نے اسکے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ تخت نشین ہوا۔ اسکو لوگ ابو الملوک کہتے تھے اسوجہ سے کہ اسکے لڑکوں ولید، سلیمان، یزید اور ہشام نے حکومت و سلطنت کی تھی اور چونکہ اسکے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہا کرتا تھا اور اسپر مکھیاں بیٹھا کرتی تھیں بایں لحاظ یہ ابو الذباب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اسکی ماں کا نام عائشہ تھا مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ کی لڑکی تھی۔

خروج خوارج

اسی سنہ میں کوفہ سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا ان کا سردار نافع بن ازرق تھا۔ اہل بصرہ کے اختلاف کے سبب سے انکی قوت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ کو انکی سرکوبی پر مامور کیا۔ انھوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدانی کو مقرر کیا۔ ابن ازرق کا میمنہ عبیدہ بن ہلال اور میسرہ ابن ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا۔ مقام دولاب (سرزمین اہواز) پر ماہ جمادی الثانی ۶۵ھ میں صف آرائی ہوئی۔ اہل بصرہ کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ازرق مارے گئے۔ اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنایا اور لڑنے لگے جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو اہل بصرہ نے ربیعہ بن احزم تمیمی کو اور خوارج نے

عبیداللہ بن ماحوز تیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے۔ شام ہو رہی تھی۔ قسمت کا آخری فیصلہ ہنوز نہ ہوا تھا کہ خوارج کے مدد کو ایک تازہ دم فوج آگئی جس نے اسوقت تک میدان جنگ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اس فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا۔ ربیعہ امیر اہل بصرہ مارا گیا۔ حارثہ بن زید علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑتا رہا جب اسکے اکثر ہمراہیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے لڑتا بھڑتا اہواز کیطرف روانہ ہو گیا اور خوارج نے بصرہ کا رُخ کیا۔

جنگ مہلب و خوارج اہل بصرہ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو امارت بصرہ سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کیا۔ خوارج کی بغاوت کا سیلاب جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا اہل بصرہ نے احنف بن قیس کو موقعہ جنگ کا امیر بنانا چاہا۔ احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کیطرف اشارہ کیا جو عبداللہ بن زبیر کیطرف سے امیر خراسان ہوکر جا رہا تھا۔ مہلب نے اس شرط سے منظور کیا کہ بیت المال سے اسکو اور اس کے ہمراہیوں کو کافی خرچ دیا جائے اور جس سرزمین کو بزور تیغ وہ فتح کرلے اسکا وہ مالک سمجھا جائے۔ چنانچہ اہل بصرہ سے بارہ ہزار جنگ آوروں کو مہلب منتخب کر کے خوارج کی جلوگری کو روانہ ہوا۔ جسر اصغر پر مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو پسپا کیا۔ خوارج جسر اصغر سے ہٹکر جسر اکبر کیطرف چلے۔ مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا۔ خوارج جسر اکبر سے بھی خائب و خاسر ہوکر آگے بڑھے۔ نہر تیری پہنچے اور وہاں سے مڑ کر اہواز کیطرف جھکے۔ مہلب کو اس نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعہ سے برابر اطلاع ہوتی تھی جب اسکو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر لگی

تو نہر تیری پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کرکے اھواز کا رُخ کیا۔ خوارج کے مقدمۃ الجیش سے لڑائی ہوئی۔ خوارج شکست کھا کر مناذر کیطرف بھاگے مہلب نے تعاقب کیا خوارج نہایت تیزی سے نہر تیری کیطرف واپس آئے اور حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کرکے صلیب دیدی۔ مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے لڑکے مغیرہ بن مہلب کو معارک کے تجہیز و تکفین کو روانہ کیا اور خود خوارج کی راہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈالدیئے تا آنکہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگرے سولاف میں آپہونچے اور بازار کارزار گرم ہوگیا۔ خوارج نے مہلب پر مجموعی قوت سے ایک نہایت قوی حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے بہت سے آدمی کام آگئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مہلب اور اُسکا لڑکا میدان جنگ میں ثابت قدم رہا پھر مہلب نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا جس سے چار ہزار سوار لوٹ آئے رات کی تاریکی نے فتحیاب گروہ کو اس قلیل جماعت کے منتشر کرنے اور مہلب کو سنبھل کر دوبارہ حملہ کرنے سے روک دیا صبح ہوئی مہلب نے لشکر کے مرتب کرنے اور لڑائی کا حکم دیا ہمراہیوں نے اس سے اختلاف کیا۔ مہلب نے مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر سولاف سے کوچ کردیا عاقول میں آیا تین روز تک ٹھیرا رہا جب اُسکی طبیعت کو ایک گونہ قرار ہوگیا اور اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کرلیا تو بقصد جنگ مقام سلی وسلبری جہاں پر خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔ خوارج نے یہ سنکر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ انکے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں ازد و تمیم اور میسرہ میں بکر بن وایل و عبد القیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہوکر نہایت ابتری سے بھاگ نکلا۔ مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہ

اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہ" (میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو) چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اسی کی قوم (یعنی ازدی) تھے آکر مجتمع ہو گئے۔ مہلب نے ایک پر جوش تقریر کے بعد کہا "تم لوگ دس دس پتھر اٹھا لو اور ہمارے ساتھ سنگ باری کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کیطرف چلو وہ اس وقت دن بھر کے تھکے ماندے جنگ و جدال سے بے خوف ہو کر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سوار تمہارے منہزم سپاہیوں کے تعاقب میں گئے ہیں واللہ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آنے پائیں گے کہ تم ان پر فتحیابی حاصل کر لو گے"۔ مہلب کی اس تقریر نے انکے شکستہ دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی سب کے سب اپنے دامنوں اور جیبوں میں پتھر بھر کر خوارج کے سروں پر جا پہنچے۔ جب پتھر ختم ہو گئے تو نیزہ بازی کرنے لگے۔ نیزوں نے بھی جواب دیا تو تلوار نیام سے کھینچ لیں۔ عبداللہ بن ماحوز اور اسکے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ مہلب اور اُسکے ہمراہیوں نے خوب جی کھول کر لوٹا۔ سواران خوارج تعاقب سے واپس آئے تو لشکر گاہ نہ آسکے۔ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے۔ مجبوراً کرمان و اصفہان کیطرف روانہ ہوئے اور عبیداللہ ماحوز کی جگہ پر زبیر بن ماحوز کو امیر بنایا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد وہیں قیام کیا تا آنکہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آئے اور حارث بن ربیعہ معزول کیا گیا

نجدہ بن عامر

نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرّح حنفی، نافع بن ارزق کے ہمراہیوں میں سے تھا لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالوت نامی ایک شخص کو سردار بنا کر ۶۵ھ میں حضارم کو حملہ کر کے لوٹ لیا جس سے اسکی جمعیت بڑھ گئی اس کے بعد اس نے ایک قافلہ کو جو بحرین سے عبداللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور آدمیوں کو چھوڑ دیا۔

۶۷ھ میں لوگوں نے ابو طالوت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنایا اسوقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالمجاز میں بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ پر دھاوا کیا اور انکو شکست دیکر یمامہ واپس آیا۔ ۶۷ھ میں بحرین کا رُخ کیا۔ قطیف میں لڑائی ہوئی۔ عبدالقیس میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ قید کر لئے گئے۔ نجدہ نے انکے تعاقب میں اپنے لڑکے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا مقام ثویر میں مڈبھیڑ ہوئی مطرح اور اُسکے ہمراہی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین کو نچھوڑا یہانتک کہ مصعب ابن زبیر ۶۹ھ میں امیر بصرہ ہو کر آئے اور عبداللہ بن عمیر لیثی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اسکے سرکوبی کو روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی۔ میدان نجدہ کے ہاتھ رہا۔ اس نے عبداللہ بن عمیر کی ہزیمت کے بعد ایک لشکر عمان کیطرف بسر افسری عطیہ بن اسود حنفی روانہ کیا۔ عطیہ بن اسود نے ایک خونریز لڑائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کیا۔ کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر دھاوا کیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے ایک عظیم الشان لشکر عطیہ کی گوشمالی کو روانہ کیا عطیہ بھاگ کر سجستان اور سجستان سے سندھ کیطرف گیا۔ مقام قندابیل میں مہلب کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں اسکی زندگی کا خاتمہ ہو گیا

عبداللہ بن عمیر کی ہزیمت کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنو تمیم کیطرف روانہ کیا تھا۔ اہل طویلع نے بنو تمیم کی اعانت کی جسکی وجہ سے نجدہ نے ایک دستہ فوج ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیجدیا بیس آدمی طویلع کے مارے گئے اور چند لوگ گرفتار کر لئے گئے بعد اس کے اہل طویلع نے اطاعت قبول کر لی پھر اس نے صنعاء کیطرف قدم بڑھایا۔ اہل صنعاء اس اُمید و خیال سے کہ اسکے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا بیعت کر لی جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا

تو وہ لوگ خود کردہ پریشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس دینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہ کیا۔ بعدازاں نجدہ نے ابو فدیک کو حضرموت کیطرف صدقات لینے کو روانہ کیا اور ۶۸ھ میں آٹھ سو ساٹھ آدمیوں کی جمعیت سے حج کرنے کو گیا۔

عبداللہ بن زبیر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ فریقین اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نمازیں پڑھیں کوئی کسی سے متعرض نہ ہو۔ غرض نجدہ حج سے واپس ہوکر مدینہ کیطرف گیا۔ اہل مدینہ نے مقابلہ کی تیاری کی۔ نجدہ یہ سنکر مدینہ سے لوٹ کر طائف کو روانہ ہوا۔ عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہوکر اپنی قوم کیطرف سے بیعت کی اور نجدہ بحرین کیطرف واپس ہوا۔ چند دنوں کے بعد اسکے امرار کو اس سے سوء مزاجی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ اس حد تک پہنچی کہ اس کے ہمراہی علانیہ اسکی مخالفت کرنے لگے بالآخر سبھوں نے متفق ہوکر ابو فدیک کو سردار بنایا۔ نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہوگیا۔ ابو فدیک نے ایک گروہ کو نجدہ کی جستجو پر مامور کیا۔ اُس نے ہجر کے کسی قریہ میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا

تعمیر کعبہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت اہل شام نے یزید کے زمانہ حکومت میں عبداللہ بن زبیر پر فوجکشی کی تھی تو اہل شام نے خانہ کعبہ پر آتشباری کی تھی جس سے یہ مقدس مکان جل گیا تھا۔ اسکے بعد جب یزید مرگیا اور حکومت کے زینہ پر عبداللہ بن زبیر کے قدم ایک گونہ جم گئے تو انہوں نے اسکی تعمیر شروع کی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کر لیا اور اسکے دو دروازے قائم کئے ایک اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ

سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اسکے بقیہ ہمراہی کوفہ آئے تو مختار کو محبوس پایا (اسکے قید ہونے کا واقعہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) مختار نے قید خانہ سے اُن لوگوں کی تعریفیں لکھیں

اور یہ لکھا کہ میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی معروف بہ ابن حنفیہ نے بغرض معاوضہ خون حسینؓ مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد، مثنیٰ بن مخربہ عبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمانؓ، یزید بن انس، احمر بن شمیط احمسی، عبداللہ بن شداد بجلی، عبداللہ بن کامل وغیرہم نے اسکا خط پڑھکر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانہ میں آئیں اور تم کو نکال لیجائیں۔ مختار نے یہ خبر پاکر کمال مسرت سے کہلا بھیجا کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں۔ تم لوگوں کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قبل اس واقعہ کے مختار نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں پیام بھیجا تھا کہ میں ظلماً قید کر دیا گیا ہوں آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے باین شرط مختار کو رہا کیا کہ آئندہ وہ بغاوت نہ کریگا اور نہ اُن لوگوں کے خلاف خروج کریگا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ میں اسکو کرنی ہوگی اور کل خدام مرد ہوں یا عورت آزاد ہو جائینگے الغرض مختار قید خانہ سے نکلکر اپنے مکان آیا اور ہوا خواہان حسین بن علیؓ اُسکے پاس آنے جانے لگے۔ اس اثناء میں عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم ابن محمد بن طلحہ کو کوفہ سے معزول کرکے عبداللہ بن مطیع کو سند گورنری مرحمت کی۔

پچیسویں رمضان ۶۶ھ کو عبداللہ بن مطیع وارد کوفہ ہو کر ایاس بن ابی مضارب عجلی کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو مجتمع کرکے خطبہ دیا۔ سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا "ہم کو اسکی ضرورت نہیں ہے کہ تم عثمان بن عفانؓ کی سیرت کے مطابق عملدرآمد کرو اور نہ ہم کو عمر فاروقؓ کی اتباع کی ضرورت ہے گو یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے بلکہ تم کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو علی ابن ابی طالبؓ

ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے"۔ یزید بن انس بولا "سائب بہت صحیح و درست کہتا ہے"۔ عبداللہ بن مطیع یہ کہہ کر کہ تم لوگ جس برتاؤ کو پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کرینگے ممبر سے اُتر کر مکان آیا۔ ایاس بن مضارب نے حاضر ہو کر کہا "سایب بن مالک۔ مختار کے ہمراہیوں میں سے ہے اور مختار عنقریب آتش بغاوت مشتعل کیا چاہتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسکو کسی حیلہ سے طلب کر کے قید کر دو تاکہ انتظام درہم وبرہم نہ ہونے پائے"۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو بلا بھیجا۔ مختار نے کہلا بھیجا کہ مجھے اس وقت سردی محسوس ہو رہی ہے دوسرے وقت آؤں گا۔ عبداللہ بن مطیع یہ سُنکر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے مکان پر لوگوں کو جمع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر چند لوگ کوفہ سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے گئے" آپ نے فرمایا "ہاں میں نے اسکو خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے"۔ جب یہ لوگ واپس ہو کر کوفہ آئے اور لوگوں سے محمد بن الحنفیہ کا پیام کہا تو مختار کیطرف رجحان بڑھ گیا پھر لوگوں نے کہہ سنکر ابراہیم بن اشتر کو مختار سے ملایا مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھایا۔ ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اسکے پاس آنے جانے لگا۔

چودھویں ربیع الاوّل ۶۶ھ شب پنجشنبہ کو بعد نماز مغرب ابراہیم معہ اپنے ہمراہیوں کے مسلح ہو کر مختار کیطرف روانہ ہوا۔ چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس نقل و حرکت سے آگاہ کر دیا تھا اس نے بنظر حفظ ماتقدم کوفہ کی ناکہ بندی کر لی تھی۔ ابراہیم اپنے کو شارع عام سے بچاتا تنگ و تاریک گلیوں میں گذرتا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی۔ دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا "ابراہیم بن اشتر" پھر استفسار کیا "یہ

مجمع کیسا ہے ؟ تمہارا قصد کیا ہے ؟ میں تم کو امیر کے پاس لے چلونگا" ابراہیم نے جانے سے انکار کیا۔ تکرار بڑھی ابراہیم نے موقع پاکر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا۔ ایاس گر پڑا اسکے ہمراہی بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اُسکے لڑکے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کی جگہ کناسہ کیطرف سوید بن عبدالرحمٰن کو روانہ کیا۔ (انتہی کلام المترجم)۔

ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور اثناء راہ میں جو واقعہ پیش آیا تھا شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ مختار نے اسی وقت شیعوں کے پاس کہلا بھیجا اور خون حسینؓ کے معاوضہ لینے کی منادی کرادی۔ پھر ابراہیم لوٹ کر اپنی قوم نخع میں آیا اور انکو مسلح و مرتب کر کے شب ہی کے وقت مختار کیطرف چلا۔ عبداللہ بن مطیع نے اپنے امراء لشکر کو تھوڑی تھوڑی فوج دیکر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم سے اور ان لوگوں سے یکے بعد دیگرے مڈبھیڑ ہوتی گئی۔ ابراہیم نے بہتوں کو شکست دی اور لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ شبث بن ربعی و حجار بن ابجر عجلی مختار کے مکان کے پاس لڑ رہے ہیں۔ اس نے شبث پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ شبث شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آیا۔ اسوقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی مجتمع ہو گئے تھے اور اسکا دل ان پیہم کامیابیوں سے ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مطیع نے شبث بن ربعی کو تین ہزار اور ربیع بن ایاس کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بارہ سو سوار اور پیادوں کے ساتھ راشد کیطرف اور نعیم بن ہبیرہ کو چھ سو پیادوں اور تین سو سواروں کی جمعیت سے شبث بن ربعی کی جانب روانہ کیا۔ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ ادھر نعیم معرکہ جنگ میں مارا گیا اور شبث بن ربعی کے ہاتھ میدان جنگ رہا۔ اُدھر ابراہیم بن الاشتر نے راشد کو مار کر اسکے ہمراہیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے ایک بڑا

لشکر روانہ کیا اس نے اسکو بھی ہزیمت دیکر شبث بن ربعی پر حملہ کر دیا جو مختار کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ شبث بن ربعی کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آیا۔ مختار نے کوفہ و دارالامارت کا قصد کیا لیکن تیراندازوں نے اسکو آگے نہ بڑھنے دیا۔

اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع ہمت ہار گیا تھا اور اسکا دل خوف و بیم کی بلا انگیز موج میں ڈوبا رہا تھا۔ عمر بن حجاج زبیدی نے کہا "تم خود موقع جنگ پر چلو اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دو۔ حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ہمت نہ ہارو" عبداللہ بن مطیع نے یہ سنکر دوبارہ کمر ہمت باندھی اور عمر بن حجاج کو دو ہزار کے ساتھ اور دو ہزار کے ساتھ شمر بن ذی الجوشن کو اور نوفل بن مساحق کو پانچہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ قصر میں شبث بن ربعی کو اپنا نائب بنا کر خود سواران کو لیکر میدان جنگ کیطرف نکلا۔ ابراہیم بن الاشتر نے نوفل بن مساحق پر حملہ کیا ابن مساحق پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن الاشتر نے لپک کر گرفتار کر لیا پھر از راہ احسان رہا کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کے ہمراہی بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگے اور کبوتروں کیطرح باز کے خوف سے کوفہ کے مکانوں میں چھپنے لگے۔ عبداللہ بن مطیع جان بچا کر قصر امارت میں جا چھپا۔ ابراہیم بن الاشتر نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اسکے ہمراہ یزید بن انس اور احمد بن شمیط بھی تھا۔ جب تین روز محاصرہ کئے ہوئے گذر گئے تو شبث بن ربعی نے عبداللہ بن مطیع کو یہ رائے دی کہ تم مختار سے امن حاصل کرکے ابن زبیر کے پاس چلے جاؤ۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو ناپسند کیا تو یہ مشورہ دیا کہ تم بحالت غفلت قصر امارت کی کسی کھڑکی سے نکل کر چلے جاؤ۔ ہم لوگ جو باقی رہ جائیں گے مختار سے امن حاصل کر لیں گے۔ عبداللہ بن مطیع اس رائے کے مطابق قصر امارت سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر میں جا چھپا اور لوگوں نے امن حاصل کرکے قصر امارت کا دروازہ کھول دیا۔ مختار نے قصر پر قبضہ کر لیا۔ صبح ہوئی لوگ مسجد میں جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی بیعت کی ترغیب دی شرفاء کوفہ نے کتاب و سنت اور اہل بیت

بیعت کی ہمدردی پر بیعت کی اور اس نے بھی ان لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔

قصر امارت پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مختار نے یہ سنکر کہ عبداللہ بن مطیع ابوموسیٰ کے مکان میں چھپا ہوا ہے ایک لاکھ دراہم بھیجدیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ رقم تم لیکر اپنا راستہ لو مجھے تمہارے قیام کا حال معلوم ہو گیا ہے تم زاد راہ نہ ہونے کے سبب سے ٹھہرے ہوئے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لیکر کوفہ سے رخصت ہوا اور مختار نے فتحیابی حاصل کر کے پولیس کی افسری عبداللہ بن کامل کو دی اور کیسان ابوعمرہ کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کوفہ کو اپنا ہمنشین بنایا۔

بعد اسکے مختار نے دوسرے بلاد اسلامیہ پر فوجکشی کی غرض سے چند پھریرے بنائے ایک پھریرہ عبداللہ بن الحرث بن اشتر کو دیکر آرمینیہ کیطرف بڑھنے کو کہا۔ دوسرا پھریرہ محمد بن عمیر بن عطارد کو دیکر آذربیجان پر حملہ کرنے کو کہا اسکے بعد عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل کا لوا،، اور اسحاق ابن مسعود کو مداین کا لوا،، اور حلوان کا لوا سعد بن حذیفہ بن الیمان کو مرحمت کر کے اکراد سے لڑنے اور امن قائم کرنے کا حکم دیا۔ شریح کو قاضی کوفہ مقرر کیا بعد چندے شیعان علیؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی ہے۔ اس نے ہانی بن عروہ کا پیام اُسکی قوم تک نہیں پہنچایا، اسکو علیؓ ابن ابیطالبؓ نے قضاء کوفہ سے معزول کر دیا تھا۔ اور یہ عثمانؓ بن عفانؓ کے ہوا خواہوں میں سے ہے۔ شریح کے کان تک یہ خبر پہنچی تو خوف جان سے بیمار بن گئے اور مختار نے بجائے ان کے عبداللہ بن مالک طائیؒ کو قاضی کوفہ بنایا۔

ابن زیاد و مختار اور قاتلین حسینؓ کا قصاص

جن ایام میں مروان بن الحکم کی حکومت کو شام میں استقلال واستحکام ہو گیا تھا اسی زمانہ میں اُس نے دو فوجیں ایک حجاز کیطرف بسرافسری جیش بن دلجہ قینی اور دوسری بسرداری عبیداللہ بن زیاد عراق کیطرف بھیجی تھیں۔ پس عبیداللہ بن زیاد نے شیعان علیؓ کی

ہزیمت کے بعد زفر بن حارث کا قرقیسیا میں محاصرہ کیا جس نے معہ اپنی قوم کے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبیداللہ بن زیاد کو قرقیسیا سے فراغت حاصل نہ ہوئی۔ اس اثنا میں مروان مرگیا اور عبدالملک بجائے اسکے تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے اسکو عہدہ پر بحال رکھ کر لڑائی جاری رکھنے کی تاکید کی لیکن یہ زفر بن حارث پر قابو پانے سے ناامید ہو کر موصل کیطرف چلا گیا۔ عبدالرحمن بن سعید (مختار کا گورنر) موصل سے تکریت میں آیا اور مختار کو اس حال سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی حسب حکم مختار تین ہزار کی جمعیت سے موصل کیطرف براہ مداین روانہ ہوا۔ عبیداللہ بن زیاد نے اسکے مقابلہ پر ربیعہ بن مختار غنوی کو مامور کیا۔ مقام بابل میں صف آرائی ہوئی۔ یزید بن انس ایک گدھے پر سوار لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا آیا اور میان صف میں کھڑے ہو کر کہا "اگر میں مارا جاؤں تو ورقا بن عازب اسدی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن ضمرہ فرازی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو سعد خثعمی تمہارا امیر ہوگا" عرفہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی شام ہوتے ہوتے لشکر شام میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ربیعہ بن مختار غنوی مارا گیا منہزمین نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ عبداللہ بن حملہ خثعمی تین ہزار کی جمعیت سے ملگیا جسکو عبیداللہ ابن زیاد نے ربیعہ کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ اُس نے منہزمین کو لوٹا دیا اور میدان میں پہونچکر لڑائی شروع کردی یہ دن عیدالاضحیٰ کا تھا۔ شامیوں کو پھر ہزیمت ہوئی۔ کوفیوں نے جی کھولکر قتل وغارت کیا اور تین سو آدمی گرفتار کرکے خاتمہ جنگ کے بعد قتل کیا۔ یزید بن انس نے اسی دن وفات پائی اور ورقا بن عازب بقائم مقامی اسکے امیر لشکر ہوا لیکن یزید بن انس کے بعد عبیداللہ بن زیاد سے یہ ایسا ڈرا کہ باوجود کامیابی کے لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل کوفہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے مختار کو نصیحت وملامت کی۔ مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو بسرافسری سات ہزار لشکر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ یزید بن انس کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

ابراہیم بن الاشتر کی روانگی کے بعد شرفار کوفہ شبث بن ربعی کے پاس مجتمع ہوئے (جو انکے جاہلیت واسلام کا سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی۔ شبث بن ربعی نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو دیکھوں وہ ان شکایات کا کیا جواب دیتا ہے۔ شرفار کوفہ اس امر پر راضی ہوگئے شبث بن ربعی، مختار کے پاس آیا اور انکی شکایتیں پیش کیں مختار نے کہا " میں اُن کی خواہش کے مطابق کل کام کرونگا اور اُن کو مال غنیمت میں حصہ دونگا ان کے اہل خدمت کو چھوڑ دونگا۔ بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ شرفار کوفہ میرے ساتھ ہو کر بنو اُمیہ اور عبداللہ بن زبیر سے لڑینگے"۔ شبث بن ربعی نے جواب دیا " میں اہل کوفہ سے جاکر یہ پیام کہتا ہوں اور جواب لیکر واپس آتا ہوں" اسکے بعد شبث چلا گیا لیکن پھر یہ واپس نہ ہوا اور سب کے سب مختار کی مخالفت پر تل گئے۔ شبث بن ربعی، محمد بن الاشعث، عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس، شمر بن ذی الجوشن، کعب بن ابی کعب نخعی، عبدالرحمٰن بن مخنق ازدی وغیرہم ان کے سرگروہ تھے۔ عبدالرحمٰن ابن مخنق نے کہا " میری رائے یہ ہے کہ اہل شام وبصرہ کے واپس آنے تک مختار پر خروج نہ کرو کیونکہ انکے ساتھ ہمارے نامی نامی سردار ہیں اور اُن کی لڑائی بہ نسبت اوروں کے زیادہ خطرناک ہے"۔ لوگوں نے اس سے اختلاف کرکے کہا " للہ تفریق جماعت نہ کرو اور جس رائے پر ہم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اس سے اختلاف نہ کرو"۔ عبدالرحمٰن بن مخنق نے جواب دیا " میں تمہارے ساتھ ہوں جب چاہو خروج کرو"۔ پس سب کے سب مسلح ہو کر مختار کے پاس گئے اور کہا " ہم نے تجھکو معزول کیا کیونکہ محمد بن الحنفیہ نے تجھے مامور نہیں کیا"۔ مختار نے کہا " چند لوگوں کو اپنی اور ہماری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس روانہ کرو دیکھو کیا جواب دیتے ہیں"۔ اہل کوفہ اس پر راضی ہوگئے۔ مختار نے خفیہ طور سے ابراہیم کو بلا بھیجا۔ اگلے دن ابراہیم آپہنچا دیکھا ایک انبوہ کثیر مجتمع ہو رہا ہے اور رفاعہ بن شداد بجلی امامت کر رہا تھا۔ مختار نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا۔ احمد بن شمیط بجلی وعبداللہ بن کامل شاذی کو آگے بڑھایا۔ پہلے ہی حملہ میں

ان کو ہزیمت ہوئی۔ مختار سوار و پیادوں کی فوجیں کمک پر پے در پے بھیجنے لگا۔ ابراہیم بن اشتر نے مضر پر حملہ کیا جس میں شبث بن ربعی تھا ایک خونریز لڑائی کے بعد ابراہیم کو کامیابی ہوئی پھر عبداللہ بن کامل نے نہایت سختی سے قبایل یمن پر حملہ کیا رفاعہ بن شداد نے بڑھ کر مختار کے ہمراہیوں پر دھاوا کیا چاروں طرف قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو رہا تھا رفاعہ بن شداد معہ اپنے ہمراہیوں عبداللہ بن سعید بن قیس، فرات ابن زخر بن قیس، عمر بن مخنف وغیرہم کے کام آیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف علم لیکر لڑتے ہوئے آگے بڑھا۔ جب یہ بھی تیغ اجل کے نذر ہو گیا تو اہل یمن نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ وادی عیین سے پانچسو آدمی گرفتار کر لائے گئے۔ مختار نے ان میں سے نصف آدمیوں کو جو شہادت حسین بن علیؓ میں شریک تھے قتل کر ڈالا اور باقی کو رہا کر دیا۔ خاتمہ جنگ پر مختار نے منادی کرادی کہ ہر شخص کے لئے جو لڑائی سے اپنے کو روک لیگا امن ہے سوائے اسکے جو شریک خونریزی اہل بیت ہوا ہے عمر بن حجاج زبیدی یہ سنکر بھاگ نکلا۔ پھر اسکا حال کچھ نہ معلوم ہوا بعضوں کا خیال ہے کہ مختار کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اسکو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا تھا۔ شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا۔ جب یہ قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اسکو قتل کر کے قریہ کلبانیہ میں چلا گیا اور یہ سمجھکر کہ میں اب بچ گیا قیام کر دیا۔ اسکے مقابلہ پر ایک دوسرے قریہ میں ابو عمرہ (مختار کا ایک ہمنشین) ٹھہرا ہوا تھا جسکو مختار نے اہل بصرہ کے روک تھام کی غرض سے متعین کیا تھا۔ اتفاقاً اسکو شمر کی خبر لگ گئی فوراً سوار ہو کر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ سات سو اسی آدمی مارے گئے جسمیں اکثر یمن کے تھے اور شمر کو قتل کر کے اسکی لاش کتوں اور مردار خوار جانوروں کے آگے ڈالدی گئی یہ واقعہ آخری ۶۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد شرفاء کوفہ خوف زدہ ہو کر بصرہ کیجانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسین بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ عبداللہ بن اسد جہنی، مالک بن نسیر کندی، حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرا کے قتل کیا بعد ازاں زیاد بن مالک

ضبعی، عمران بن خالد عنزی، عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنھوں نے واقعہ کربلا میں حسین بن علیؓ کا اسباب لوٹا تھا پابہ زنجیر حاضر کیے گئے مختار نے اُن سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا، پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ، عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا چچازاد بھائی)، پیش کیا گیا اور اسیوقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی، ابو اسمار بشر بن سمیط قابسی (جنھوں نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور انکا اسباب لوٹ لیا تھا)، قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا۔ خولی بن یزید اصبحی جس نے امام علیہ السلام کا سر اُتارا تھا خوف جان سے چھپ گیا لیکن لوگوں نے اسے تلاش کر لیا اور اُس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے۔ مختار نے اسکو جلوا دیا۔ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اگرچہ اس نے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کر لیا تھا لیکن ابو عمرہ حسب حکم مختار اسکا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اسوقت اسکا لڑکا حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اسکو پہچانتے ہو؟ "حفص نے جواب دیا" ہاں! لیکن اسکے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے" مختار نے اسکے بھی قتل کا حکم دیکر کہا وہ (یعنی عمر بن سعد) بعوض خون حسین تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمر) علی بن حسین کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سروں کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجدیئے اور یہ لکھا کہ "قاتلین حسین بن علیؓ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا انکو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کے گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں" عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حسین بن علیؓ پر تیر چلایا تھا اور عباس کا اسباب لوٹ لیا تھا۔ عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن اس سے پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اسکو ابن کامل نے قتل کر ڈالا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس قاتل علی بن حسینؓ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہنچکر اسکے گھر کا محاصرہ کیا مرہ گھرے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر

چلا گیا لیکن اس خلفشار میں ایک ہاتھ اسکا بیکار ہوگیا۔ پھر زید بن فاد جبانی کی گرفتاری جاری ہوئی چاروں طرف سے سپاہیوں نے گھیر لیا چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے کہا اس پر پتھر برساؤ سبھوں نے پتھر مارتے مارتے گرادیا اور زندہ گرفتار کرکے جلا دیا۔ سنان بن انس جس نے حسین بن علیؓ کو شہید کیا تھا بصرہ بھاگ گیا مختار نے اسکا گھر منہدم کرادیا بعدہٗ عمر بن صبیح صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا "اسکو برچھی سے مار ڈالو اور محمد بن اشعث کو قادسیہ کے قریب ایک قریہ میں ہے گرفتار کرلاؤ" محمد بن اشعث یہ سنکر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اسکے مکان کو زمین دوش کرادیا اور بقیہ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل حسین بن علیؓ سے متہم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہوکر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے انکے مکانات منہدم کرادیئے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؓ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن الحنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے محمد بن الحنفیہ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا " مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اسکے پاس قاتلین حسین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ مارا کرتے ہیں" مختار کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے قاتلین حسینؓ کے قتل کی قسم کھالی اور اسی وقت سے ان لوگوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا۔

مختار اور عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن زبیر کی طرف سے گورنری بصرہ پر حرث بن ابی ربیعہ (یعنی قباع)، مامور تھا، پولیس کی افسری عباد بن حسین کے قبضہ میں تھی اور صیغہ جنگ کا افسر اعلیٰ قیس بن ہیثم تھا۔ مثنیٰ بن مخرمہ عبدی، واقعہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ہمراہ تھا جو بعد قتل سلیمان بن صرد کوفہ میں مختار کے

پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ مختار نے اسکو بصرہ کیطرف اہل بیت کے قصاص لینے کی تحریک کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ تھوڑے دلوں میں اس نے ایک گروہ کثیر کو مجتمع کر لیا اور انکو مرتب کر کے قباع سے جنگ پر خروج کر دیا۔ عباد بن حسین اور قیس بن ہیثم نے اسکے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ مثنی بن مخرمہ شکست کھا کر اپنی قوم عبدالقیس میں جا چھپا۔ قباع نے اسکی گرفتاری پر ایک دستہ فوج متعین کیا زیاد بن عمر عتکی یہ سُن کر قباع کے پاس آیا اور کہا "تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرہ سے واپس بلا لو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں" قباع نے بنظر مصلحت وقت احنف بن قیس کو بھیجدیا اس نے جنگ چھڑنے سے پیشتر پہنچکر اس امر پر مصالحت کر لی کہ عبدالقیس مثنیٰ کو نکالدیں۔ چنانچہ مثنیٰ بصرہ سے کوفہ کو روانہ ہو گیا۔

مختار نے کوفہ سے ابن مطیع (عامل ابن زبیر) کے نکالنے کے بعد عبداللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تمہارا مطیع ہوں تم حسب وعدہ مجھے سند حکومت بھیج دو۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو بحیلہ و فریب مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیت کی محبت کے پیرایہ میں حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لے۔ عبداللہ بن زبیر اسکو تاڑ گئے۔ تصدیق کے خیال سے عمر بن عبدالرحمن بن حرث بن ہشام مخزومی کو پینتیس ہزار دراہم زادراہ دیئے اور گورنری کوفہ کی سند دیکر رخصت کیا۔ مختار کو یہ خبر لگی تو زائدہ بن قدامہ کو بسر افسری پانچسو سواروں کے ستر ہزار درہم دیکر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ "یہ رقم عمر بن عبدالرحمن کو دے کر واپس کر دینا اور اگر اس پر وہ راضی نہ ہو تو پانچسو سواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں اسکو لے لینا" عمر بن عبدالرحمن نے پہلے دراہم کے لینے سے انکار کیا۔ لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملتا ہوا مال لیکر بصرہ روانہ ہوا اسوقت بصرہ میں قباع حکومت کر رہا تھا ابن مطیع بصرہ میں موجود ہی تھا۔ عمر بن عبدالرحمن بھی پہنچگیا۔ یہ زمانہ مثنیٰ بن مخرمہ کے خروج کے پہلے کا ہے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ "میں نے کوفہ کو اپنا قصر حکومت بنا لیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کیجئے تو میں شام کی طرف چلا جاؤں اور ابن مروان کو آپ کیطرف سے زک دوں"۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر اس فریب کو تاڑ گئے تھے اسوجہ سے مختار ہمیشہ انپر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔

بعد چندے عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو لبسر گروہی ایک لشکر کے وادی القریٰ کیطرف روانہ کیا۔ مختار نے یہ سُنکر ابن زبیر کو لکھا کہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد پر ایک فوج بھیجدوں ابن زبیر نے جواب دیا کہ اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کیا چاہتے ہو تو نورٌ علی نور۔ نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلہ پر وادی القریٰ میں بھیجدو۔ مختار نے فوراً شرجیل بن دوس ہمدانی کو تین ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ جسمیں اکثر آزاد غلام تھے۔ اور یہ حکم دیا کہ مدینہ میں پہنچکر اطلاع دینا پھر جدہا میں حکم دونگا تعمیل کرنا۔

جواب روانہ کرنے کے بعد ابن زبیر کے خیالات مختار کیطرف سے بدل گئے مکہ سے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع ہو کر آیا ہو تو فبہا ورنہ بحیلہ و مکر واپس کر دینا یا جنگ و جدال سے ہلاک کر دینا۔ عباس اور شرجیل سے مقام رقیم میں ملاقات ہوئی عباس نے کہا "تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر وادی القریٰ کیطرف چلو" شرجیل نے جواب دیا "مجھے مختار نے سیدھے مدینہ جانے کا حکم دیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤنگا عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا مگر تالیف قلوب کی غرض سے گوشت۔ گھی اور پکا ہوا کھانا بھیجدیا۔ شرجیل ابن دوس اور اسکے ہمراہی بھوکے پیاسے تھے ایک چشمہ پر کھانے پینے میں مصروف ہو گئے عباس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لیکر حملہ کر دیا۔ شرجیل ابن دوس اور اسکے ساتھ ستر آدمی اسکی

قوم کے مارے گئے باقی جو رہے انکو امان دیدی گئی اور وہ لوگ بحالت پریشانی کوفہ واپس ہوئے جس میں سے اکثر اثنار راہ میں مر گئے۔ اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ وابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جسکا یہ مضمون تھا "میں نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے انکے ساتھ یہ برتاؤ کئے ہیں اگر آپ اجازت دیجئے تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیجدیجئے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں"۔ محمد ابن حنفیہ نے جواباً لکھا "میں تمہارا قصد، تمہاری حق شناسی کو جانتا ہوں میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خونریزی سے محترز رہو اگر میرا قصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد مجتمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بکثرت ہیں لیکن میں نے انکو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر و شکر کر رہا ہوں تا آنکہ اللہ جلشانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے"

بعد اسکے عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور ان کے اہل بیت و ہوا خواہوں سے بیعت کرنے کو کہا آپ نے اس سے انکار کیا عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو بھیجا اُس نے سختی کی اور درشتی سے پیش آیا لیکن آپ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب ہوا خواہان علی ابیطالبؓ نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کر دی تو عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے کہ مبادا محمد بن حنفیہ کی بیعت نہ کرنے سے لوگ برہم نہ ہو جائیں بجبر بیعت لینے کا قصد کیا اور اس غرض کے حاصل کرنے کے خیال سے محمد بن حنفیہ کو مقام زمزم میں قید کر دیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس اثنار میں اگر بیعت نہ کر لوگے تو قتل کر ڈالے جاؤ گے۔ محمد بن حنفیہ نے یہ واقعات مختار کو لکھ بھیجے، مختار نے اس خط کو لوگوں کے روبرو پڑھا سبھوں کے دل بھر آئے

ان میں سے چند امراء کو تین سو سواروں کے ساتھ بسرافسری ابو عبداللہ جدلی مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور چار لاکھ درہم محمد بن حنفیہ کو بھیجے۔ یہ لوگ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی اسوجہ سے کہ حرم میں تلوار اٹھانا مکروہ سمجھتے تھے اور "یا لثارات الحسین یا لثارات الحسین" کہتے جاتے تھے یہانتک کہ زمزم پر پہنچے اور دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو قید سے نکالا۔ اسوقت صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا "میں حرم میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا" بعد اس کے بقیہ لشکر آگیا ابن زبیر اس سے خائف ہوئے اور محمد بن حنفیہ زمزم سے نکلکر شعب علی میں چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی مجتمع ہوگئے آپ نے مختار کی مرسلہ رقم لوگوں میں تقسیم کردیا۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت کرنے کو کہا آپ نے خائف ہوکر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اس نے لکھ بھیجا "کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگوں کا کسی پر اجتماع نہ ہو اسوقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہئے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤنگا" چنانچہ آپ معہ اپنے ہمراہیوں کے شام کی جانب روانہ ہوگئے مدین میں پہنچے تو عمر بن سعید کے مارے جانے کی خبر ملی آپ کو اس نقل و حرکت پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام کردیا۔ تھوڑے دنوں میں جب آپ کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہوگیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو لکھ بھیجا آپ ایلہ سے مکہ کیطرف لوٹے اور شعب ابی طالب میں پہنچکر مقیم ہوگئے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کیطرف چلے گئے۔ عبداللہ بن عباس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت وسست کہا نصیحت و ملامت کی اور مکہ سے نکل کر طائف چلے آئے اور یہیں انتقال فرمایا نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

محمد بن حنفیہ اُس زمانہ تک زندہ رہے جبکہ حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا اسوقت آپ طائف سے پھر شعب ابی طالب چلے آئے اور بعد شہادت عبداللہ ابن زبیر عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی عبدالملک نے حجاج کو انکی تعظیم و حق شناسی کی ہدایت و تاکید کی پھر آپ عبدالملک کے پاس ملک شام گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے میں مستثنیٰ کر دیا جاؤں۔ عبدالملک نے اسکو منظور کر لیا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا تھا اُنھوں نے جواب دیا "جب تک لوگ ایک امام پر مجتمع نہ ہونگے اسوقت تک ہم کسی کی بیعت نہ کرینگے کیونکہ یہ سب فتنہ ہے" عبداللہ بن زبیر کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور جب وہ لوگ اسپر بھی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے تو انکے گھروں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا۔ اس اثناء میں مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے انکی جانیں بچا دیں۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہو گئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے آئے۔

ابن زیاد کی موت

جسوقت مختار کو آخری سنہ ۶۶ھ میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے بتاریخ بائیسویں ذی الحجہ سنہ مذکور ابراہیم بن اشتر کو جنگ ابن زیاد پر روانہ کیا اور اپنے نامی نامی مصاحبوں شہسواروں اور جنگ آوروں کو معہ اس کرسی کے اس کے ہمراہ کر دیا جس سے بوقت ضرورت وہ مدد طلب کرتا تھا یہ کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی مختار نے اپنے تبعین کو یہ سمجھا رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم میں یہ کرسی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی علی ابن ابیطالبؓ کی تھی جسکو مختار نے جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو اُمِ ہانی بنت ابیطالب (ہمشیرۂ علی بن ابیطالبؓ) کا لڑکا تھا۔

ابراہیم بن اشتر کوفہ سے روانہ ہو کر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کر لیا تھا اور نہر خارم (خازر) پر قیام کر کے طفیل بن لقیط نخعی کو بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھایا۔ ابن زیاد بھی یہ خبر پا کر نہر کے قریب جا اترا۔ عمیر بن حباب سلمی (جو ابن زیاد کے ہمراہیوں میں سے تھا) ابن اشتر سے ملنے آیا اور یہ وعدہ کیا کہ بوقت جنگ میں میسرہ کو لیکر میدان کارزار سے بھاگ کھڑا ہونگا تم لڑائی میں تاخیر نہ کرو کیونکہ تمہارے تاخیر کرنے سے انکی قوت بڑھ جائے گی۔ اس قرارداد کے مطابق ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی کہ ابراہیم خیمہ سے نکل کر لوگوں کو جنگ پر ابھارنے لگا جوں ہی سفیدہ صبح نمایاں ہوا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور صف کو مرتب کر کے ہر ایک امیر کے لئے مقامات مقرر کئے۔ ابن زیاد نے بھی اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کیا آفتاب نکلتے نکلتے لڑائی چھڑ گئی۔ حصین بن نمیر نے (جو میمنہ اہل شام کا افسر تھا) ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا علی بن مالک جشمی کام آیا۔ فرد بن علی نے لپک کر علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی فرش زمین پر موت کی نیند سو رہا تو میسرہ کو ہزیمت ہو گئی عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ سلولی نے علم کو سنبھال کر شہزمین کو للکارا وہ ایک تازہ جوش سے لوٹے اور ابراہیم کے میمنہ نے میسرہ ابن زیاد پر حملہ کیا اس امید پر کہ عمیر بن حباب حسب وعدہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوگا لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ ابراہیم نے یہ دیکھ کر قلب لشکر پر دھاوا کیا بازار کارزار گرم ہو گیا ہر شخص سر بکف جاں فروشی پر تیار تھا ایک طرف آہ وزاری کے نعرے زخمیوں کے خون کے فوارے بلند تھے۔ دوسری طرف نیزوں اور تلواروں کی آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تھی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا "انغمس برایتك فیهم" "انغمس برایتك فیهم" فریقین کے صدہا ہزارہا آدمی کام آ گئے۔ میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج گھونگھٹ کھا گئی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا "میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو لب نہر قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو آتی تھی اور میں نے اسکو اپنی تلوار سے نصفا نصف دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا" لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابن زیاد تھا سر کاٹ کر لاش جلا دیا۔ شریک بن جدیر ثعلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابن زیاد ہے حملہ کیا۔ لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے شریک کے ہمراہیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ابن زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا اسی واقعہ میں شرحبیل بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا (جو سواران شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید ازدی ورقا بن عازب ازدی اور عبداللہ بن زہیر سلمی کو دعویٰ تھا کہ میں نے ابن زیاد کو قتل کیا ہے۔

فتحمند گروہ نے کامیابی کے بعد منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ ابن زیاد کے ساتھی جسقدر معرکہ جنگ میں کام آئے تھے اس سے زیادہ بخوف جان نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا عبداللہ بن زیاد اور اُسکے سرداروں کے سر بشارت فتح کے ساتھ مختار کے پاس مداین بھیجدیئے گئے بعد ازاں ابن اشتر نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجار، دارا اور سرزمین جزیرہ پر مستولی ہو گیا اسکے بعد زفر بن حرث کو قرقیس کا۔ حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور الرہا اور شمشاط کا۔ عمیر بن حباب سلمی کو کفر توثی و طور عبدین کا والی بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

جنگ مصعب و مختار

اوائل ۶۷ھ یا اواخر ۶۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی۔ مصعب بصرہ میں پہنچکر سیدھے جامع مسجد میں گئے ممبر پر خطبہ دینے کو چڑھے اس اثنا میں حرث بن ربیعہ آ گیا۔ مصعب نے اسکو ایک درجہ نیچے بیٹھا لیا خطبہ دینے لگے سورہ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اُتر آئے۔

شرفاء کوفہ جنھوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب

سے آملے شبث بن ربعی وا غوثاہ واغوثاہ چلاتا ہوا آیا بعدہ محمد بن الاشعث بھی آ گیا۔ مختار پر خروج کرنے کی تحریک کی مصعب ابن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو (جو عبداللہ بن زبیر کیطرف سے فارس کا گورنر تھا) بلا بھیجا اس نے آنے میں تاخیر کی۔ مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دیکر روانہ کیا مہلب نے خط پڑھ کر کہا۔ کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی دوسرا قاصد نہیں ملا تھا؟" محمد بن الاشعث نے جواب دیا" ہم قاصد نہیں ہیں! ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات، مال واسباب پر متصرف ہو گئے ہیں"۔ غرض مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال واسباب لیکر بصرہ میں داخل ہوا مصعب ابن زبیر نے مہلب کو جسر اکبر پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا ساتھ اسکے عبدالرحمٰن بن مخنف کو کوفہ کیطرف مختار کے خلاف ریشہ دوانی اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنے کی ترغیب دینے کی غرض سے روانہ کیا مصعب نے مقدمۃ الجیش پر عباد بن حصین حبطی تمیمی کو میمنہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو، میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کیا اور خود بصرہ واپس آیا۔ مختار کو اسکی خبر لگی تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کی ترغیب دی ایک چھوٹا سا لشکر معہ ان سرداروں کے جو ابن اشتر کے ہمراہ تھے احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ مقام مذار میں فریقین نے صف آرائی کی۔ مہلب نے اپنے رکاب کی فوج لیکر ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل نہایت استقلال وثابت قدمی سے مقابلہ پر اڑا رہا پھر مہلب نے ایک دوسرا نا برداشتنی حملہ ابن کامل پر کیا جسکا وہ متحمل نہ ہو سکا اسکے رکاب کی فوج ابتری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی دوسرے لوگوں نے ابن شمیط پر دھاوا کیا اسکی فوج بھی گھونگھٹ کھا گئی۔ پیادوں میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مصعب نے عباد کو حکم دیدیا کہ جسقدر لوگ قید کئے جائیں قتل کر ڈالے جائیں۔ محمد بن اشعث نے سواران کوفہ کو لیکر منہزم گروہ کا تعاقب کیا اور جسکو پایا قتل کر ڈالا۔

مصعب نے فتحیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا کمزور، ناتوانوں اور انکے اسباب کو کشتیوں پر بار کرکے براہ فرات روانہ کیا اور خود نہر فرات کو مقام واسط سے عبور کرکے براہ خشکی بڑھا

مختار کو اسکی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو بے طرح ہزیمت ہوئی اسکے تقریباً کل ہمراہی معرکہ جنگ میں کام آگئے اور مصعب براہ دریا و خشکی بڑھتا چلا آتا ہے۔ مختار با دل ناخواستہ بقصد مقابلہ کوفہ سے نکل کر مجمع الانہار کیطرف چلا جہاں پر جزیرہ، سلحین، قادسیہ اور سفر کی نہریں ملتی ہیں، چونکہ نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آگیا تھا اور وہ پایاب ہو رہی تھی اسوجہ سے اہل بصرہ کی کشتیاں خشکی میں پڑ گئیں۔ اہل بصرہ نے کوفیوں کا لشکر دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں لشکر مرتب کر کے کوفہ کا قصد کیا۔ مختار نے مجمع الانہار سے مڑ کر دارالامارت و مسجد کی قلعہ بندی کرنے کے بعد حروراء میں قیام کیا اس اثناء میں مصعب بھی آ پہنچا اسکے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ، میسرہ پر عمر بن عبید اللہ، سواروں پر عباد بن حصین تھا۔ مختار کا میمنہ سلیم بن یزید کندی کے اور میسرہ سعید بن منقذ ہمدانی کے ماتحتی میں تھا۔ اور فوج سواران پر عمر بن عبید اللہ نہدی افسری کر رہا تھا۔ محمد بن الاشعث اہل کوفہ کے اس گروہ کو لئے ہوئے جو میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے دونوں لشکر کے درمیان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ ہر شخص جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا کیا۔ مصعب کے ہمراہیوں کو مجبوراً اسقدر پیچھے ہٹنا پڑا کہ مصعب سے جا ملے۔ مصعب نے ایک پر جوش تقریر سے اپنے ہمراہیوں کو للکار کر آگے بڑھایا۔ مختار کی فوج پسپا ہو کر اپنے مورچہ کو بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ شام ہوتے ہوتے مالک بن عبد اللہ نہدی نے پیادوں کو لیکر ابن اشعث پر حملہ کیا۔ ابن اشعث اور اسکے ہمراہی کام آگئے عبید اللہ بن علی ابن ابیطالب شہید ہو گئے۔ تمام رات لڑائی ہوتی رہی چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ہمراہی آنکھیں بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے۔ مختار یہ رنگ دیکھ کر قصر امارت میں جا چھپا مصعب نے میدان جنگ سے سنچہ پہنچکر ڈیرے ڈالے۔ قصر امارت کا محاصرہ کر کے رسد و غلہ بند کر دیا لیکن خفیہ طور سے غلہ کی رسد جاری رہی مصعب کو اس سے آگاہی ہوئی اُس نے رسد و غلہ کو قطعاً روک دیا۔ مختار اور اُسکے

ہمراہیوں کا شدت گرسنگی وتشنگی سے حال ابتر ہو چلا پانی میں شہد ملا کر پینے لگے لیکن اس سے بھی سیری نہ ہوئی۔ مختار نے اپنے ہمراہیوں سے امن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریباً بیس آدمیوں کو جسمیں سایب بن سلک اشعری بھی تھا لیکر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔ سایب بلامت کرنے لگا مختار نے کہا "تف ہو تجھ پر اے احمق! میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا۔ بجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر۔ میں بھی انھیں لوگوں کیطرح تھا لیکن میں بھی جبکہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا اہلبیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہو گیا۔ اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے زور بازو پر لڑ" سایب یہ سنکر خاموش ہو گیا اور مختار[1] آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ وطراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ سے اسکی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ اسی وقت جبکہ مختار نے امن حاصل کرنے کی رائے دی تھی قصر امارت سے بذریعہ کمند اتر آیا تھا اور اپنے بھائی کے مکان میں روپوش ہو گیا تھا۔

مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیام بھیجا مصعب کے کہنے سے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے مہلب نے انکے قتل کرنے سے منع کیا مگر سرداران کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس مصعب نے باتفاق رائے ان لوگوں کے سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر دروازہ مسجد پر لٹکا دیے گئے جسکو حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں اتروا یا۔

---

[1] صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جسوقت قاتلین حسین اور شرفاء عرب کو نیست ونابود کر چکا تو اس نے اور صلحاء امت کے استیصال کی فکر کی لوگوں پر اسکا قصد اور خبث نفس ظاہر ہو گیا۔ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین وحی لیکر آتے ہیں اہل کوفہ نے مجبور ہو کر عبداللہ ابن زبیر کو لکھا انھوں نے اسکی سرکوبی کو ایک لشکر بسر افسری مصعب روانہ کیا ابراہیم ابن اشتر اور سرداران کوفہ نے اسکو گرفتار کر کے مصعب کے سپرد کر دیا۔ مصعب نے اسکو قتل کر ڈالا۔ عقد الفرید جلد دوئم صفحہ ۳۱۹ مطبوعہ مصر۔

کوفہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن الاشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جسمیں اپنی اطاعت قبول کرنے اور اسکو ملک شام کی حکومت دینے اور ملک مغرب سے جس قدر ملک فتح کر سکے اسکے دیدینے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں عبدالملک نے بھی اس سے خط وکتابت کی تھی اور حکومت عراق کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابراہیم نے اپنے مشیروں سے اس بابت مشورہ کیا۔ بعضوں نے مصعب سے ملنے کو کہا اور بعضوں نے عبدالملک سے سازش کرنے کی رائے دی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد و اہل شام کو اس نے زیروزبر کیا ہے مصعب کی شرائط منظور کرلی اور اسکی طرف روانہ ہوگیا۔ مصعب نے یہ خبر پاکر مہلب بن ابی صفرہ کو اسکے مقبوضہ صوبجات موصل وجزیرہ وارمینیہ و آذربیجان کی جانب بھیجدیا

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت اُسی زمانہ میں ظاہر کی تھی جبکہ مصعب بصرہ میں آیا تھا۔ مختار نے احمد بن شمیط کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کرکے روانہ کیا تھا اور مصعب نے عباد حطمی کو۔ مختار کے ہمراہ عبیداللہ بن علی بن ابیطالب بھی تھے۔ رات ہی سے لڑائی شروع ہوگئی نصف شب سے زیادہ گذر چکی ہوگی کہ مصعب کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے مورچہ میں آچھپا۔ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا کام آگیا صبح ہوئی تو مختار یہ دیکھکر کہ اسکے ہمراہی مصعب کے لشکر میں مشغول بجنگ ہیں اور اُس کے پاس کوئی نہیں ہے کوفہ کی طرف لوٹا اور سیدھا دارالامارت میں چلا گیا۔ جب اسکے ہمراہی میدان جنگ سے لوٹے تو انھوں نے مختار کو نہ پایا اور یہ سمجھ کر کہ مختار مارا گیا میدان کارزار سے باوجود کامیابی حاصل کرچکنے کے بھاگ کر قصر امارت میں جا چھپے جسکی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی۔ مصعب نے پہنچکر محاصرہ کرلیا چار مہینہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی بہت سے آدمی مارے گئے آخرالامر مصعب سے اہل[1] قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے

[1] مختار کے قتل ہونے کے بعد اہل قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے تھے۔ مختار کی عمر بوقت قتل ترسٹھ برس کی تھی چودھویں رمضان ۶۷ھ کو بازار کوفہ میں مارا گیا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر۔

اور اسکے حکم کے مطابق دروازہ کھول کر نکل آئے اس نے ان سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا ان مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جسمیں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی۔

کوفہ پر مصعب کے قبضہ کرلینے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اپنے لڑکے حمزہ کو بصرہ میں بجائے مصعب کے مقرر کیا اسکی کج خلقی و تنگ ظرفی سے شرفاء بصرہ نے مجبور ہو کر مالک بن مسمع سے شکایت کی مالک بن مسمع نے تھوڑے سے آدمیوں کو ہمراہ لیکر جسر کیطرف خروج کیا اور حمزہ سے کہلا بھیجا کہ تم حکومت بصرہ چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ۔ احنف نے عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ اپنے لڑکے کو معزول کر کے مصعب کو پھر حکومت بصرہ پر بھیجو لوگ عام طور سے اس سے ناراض ہیں۔ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا۔ حمزہ بہت سا مال و اسباب لیکر بصرہ سے روانہ ہوا۔ مالک بن مسمع نے پہنچکر روک دیا لیکن عمر بن عبیداللہ کے کہنے سے باز رہا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک برس بعد مصعب کو بصرہ کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ مصعب نے بصرہ میں پہنچکر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو فارس کی سند گورنری دی اور جنگ ازارقہ پر مامور کیا۔ اسوقت مہلب فارس کا گورنر اور محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اسکو موصل وجزیرہ وارمینیہ کا والی مقرر کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ مہلب بجائے اپنے اپنے لڑکے مغیرہ کو مقرر کر کے بصرہ میں آیا۔ مصعب نے اسکو حکومت فارس و جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مامور کیا۔ اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے جس کو ہم خوارج کے حالات میں بیان کریں گے۔

عمر بن سعید الاشدق کی مخالفت و قتل

عبدالملک بن مروان بعد واپسی قنسرین ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا بعد ازاں عبدالرحمٰن ابن ام حکم اپنی ہمشیرہ زادہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بقصد جنگ زفر بن حرث کلابی قرقیسا کیطرف روانہ ہوا۔ عمر بن سعید اسکے رکاب میں تھا جب یہ لوگ بطنان پہنچے تو عمر بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے

رات کے وقت چھپکر اس نے دمشق کی راہ لی۔ ابن ام حکم اسکی آمد سنکر نکل بھاگا۔ عمر بن سعید نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور ابن حکم کے مکان کو منہدم کرادیا۔ لوگ مجتمع ہوئے تو خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک اور وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی عمر بن سعید کے پیچھے ہی پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائی ہوتی رہی آخر کار مصالحت ہوگئی صلحنامہ لکھا گیا عبدالملک نے اسکو پناہ دی عمر بن سعید دمشق سے نکلکر عبدالملک کے خیمہ میں آیا اسکو اپنے ہمراہ دمشق میں لیگیا بعد چار روز کے عبدالملک نے عمر بن سعید کو بلا بھیجا اتفاق سے اسوقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ (اسکا داماد) اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا عمر بن سعید نے کہا "واللہ مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے اگر میں سوتا ہوتا تو عبدالملک میرے جگانے کی جرأت نہ کرسکتا" بعد اس کے پیامبر سے کہا "تم جاؤ میں شام کے وقت آؤنگا" شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی اوپر سے قبا کو زیب بدن کیا تلوار کمر سے لٹکائی اور ایک سو خدام کو لیکر عبدالملک کیطرف چلا۔ عبدالملک نے اپنے پاس کل بنو مروان اور حسان بن نجد کلبی و قبیصہ بن ذوئب خزاعی کو مجتمع کر رکھا تھا۔ عمر بن سعید پہنچا تو اسکو حاضری کی اجازت دیگئی۔ جوں جوں وہ اندر جاتا تھا عبدالملک کے مصاحبین دروازے بند کرتے جاتے تھے تا آنکہ شہ نشین کے دروازہ پر پہنچا اب اس کے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔ عبدالملک کے پاس بنو امیہ کو مجتمع دیکھ کر عمر بن سعید کو خدشہ پیدا ہوا غلام سے مخاطب ہوکر کہا "میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اسکو بلا لاؤ" غلام کچھ نہ سمجھا عمر بن سعید نے اس فقرہ کا اعادہ کیا غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن مطلق نہ سمجھا۔ عمر بن سعید نے جھلاکر کہا "جا دور ہو" غلام چلا گیا۔ عبدالملک نے حسان اور قبیصہ کو عمر بن سعید کے استقبال کرنے کا حکم دیا یہ دونوں آگے بڑھے اور عمر بن سعید کو عبدالملک کے پاس لاکر تخت بٹھادیا۔ باتیں ہونے لگیں تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نے

عمر بن سعید کی تلوار لے لینے کا حکم دیا۔ عمر بن سعید کو ناگوار گزرا کہا " اتق اللہ یا امیر المومنین" عبدالملک بولا " کیا تم اسکی اُمید رکھتے ہو کہ میرے ساتھ تم تخت پر تلوار لیکر بیٹھو گے؟" عمر بن سعید خاموش ہو گیا غلاموں نے پہونچکر تلوار لیلی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا " اے ابوامیہ! جسوقت تم نے مجھ سے مخالفت کی تھی میں نے اسی زمانہ میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں تم کو ایسے وقت دیکھوں گا کہ تم میرے قبضۂ اقتدار میں ہو تو میں تم کو ہتھکڑی پہناؤنگا" بنو مروان نے عرض کیا! " کیا پھر امیر المومنین رہا کر دیں گے؟" عبدالملک نے کہا" ہاں! میں کچھ بُرائی ابوامیہ کے ساتھ نہ کروں گا" بنو مروان نے عمر بن سعید سے کہا" ابواُمیہ امیر المومنین کی قسم پوری کر دو" عمر بن سعید دبی زبان سے بولا " بیشک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قسم سچائی کے ساتھ پوری کر دی" عبدالملک نے فوراً فرش کے نیچے سے ایک زنجیر نکالی اور غلام کو دیکر کہا " ابواُمیہ کے ہاتھ پانوں، گردن میں ڈال دو" عمر بن سعید بولا " میں امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے روبرو یوں ہی لیچلنا" عبدالملک نے کہا " مجھ سے یہ نہ ہو گا کیا تم مرتے وقت دھوکا دیا چاہتے ہو" عمر بن سعید یہ سنکر خاموش ہو گیا اور عبدالملک نے اس زور سے زنجیر کو کھینچا کہ اسکا منہ تخت سے لگ گیا اور اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ عمر بن سعید نے چلا کر کہا " امیر المومنین! تمہیں اللہ کی قسم مجھے چھوڑ دو میرے دانت ٹوٹ گئے" عبدالملک نے کہا واللہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ تیرے زندہ رہنے سے میری بہتری ہے اور قریش کی صلاحیت ہے تو میں بیشک تجھے زندہ رکھتا لیکن اصل یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تیرے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے" عمر بن سعید سخت وسُست کہنے لگا عبدالملک اپنے بھائی عبدالعزیز کو اُس کے قتل کا حکم دیکر نماز پڑھنے چلا گیا۔ عبدالعزیز نے اسکے قتل کا قصد کیا تو اس نے قرابت داری) وصلہ رحم کو یاد دلایا۔ عبدالعزیز اسکے قتل سے رک کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نماز ادا کر کے واپس ہوا دروازہ بند کرتا ہوا

شہ نشین میں آیا عمر بن سعید کو زندہ دیکھ کر عبدالعزیز پر برہم ہوا اور ایک حربہ لیکر اپنے ہاتھ سے اسکو ذبح کر ڈالا بعضوں کا بیان ہے کہ عبدالملک نے اسکے قتل پر اپنے غلام ابن الزغیر کو مامور کیا تھا اور اس نے اسکو قتل کیا ہے۔

حاضرین جلسہ میں سے کسی نے عمر بن سعید کا یہ حال اُسکے بھائی یحیٰی ابن سعید سے جا کر کہدیا وہ ایکہزار غلاموں اور دوستوں کو لیکر قصر خلافت پر چڑھ آیا۔ حمید بن حرث، حریث، زہیر بن الابرد وغیرہم جو اسکے ہمراہ تھے عمر بن سعید کا نام لیکر پکارنے لگے جب اسکی آواز نہ سنائی دی تو دروازہ توڑ ڈالا اور لوگوں پر دیوانہ وار حملہ کرنے لگے۔ ولید بن عبدالملک نے نکلکر مقابلہ کیا۔ ایک عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی اس اثناء میں عبدالرحمٰن بن ام حکم ثقفی نے عمر بن سعید کا سر لیکر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان روپیہ پھینکنے لگا لوگوں نے اسکو لوٹ لیا اور متفرق ہو گئے۔ بعد اس کے عبدالملک مسجد کی طرف آیا لوگوں سے اپنے لڑکے ولید کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ زخمی ہے۔ پھر یحیٰی بن سعید اور اسکا بھائی عنبسہ پیش کیا گیا یہ دونوں اور کل پسران عمر بن سعید قید کر دیئے گئے۔ بعد چندے قید سے رہا کر کے مصعب بن زبیر کے پاس بھیجدیا تا آنکہ بعد قتل مصعب عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے اُن کی جاں بخشی کی کہنے لگا تم لوگ ایسے خاندان سے ہو جسکو تمہاری کل قوم پر فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے محروم رکھا ہے۔ میرے اور تمہارے باپ کے درمیان میں جو باتیں پیش آئیں وہ نئی نہ تھیں بلکہ قدیمی ہیں۔ تمہارے اور ہمارے بزرگوں میں زمانہ جاہلیت سے چلی آرہی ہے" سعید نے جواب دیا "امیرالمومنین! تم جاہلیت کی باتوں کا کیا ذکر کر رہے ہو حالانکہ اسلام نے ان کل باتوں کو نیست و نابود کر کے جنت کا وعدہ کیا اور آتش دوزخ سے ڈرایا ہے باقی رہا عمر بن سعید وہ تمہارا چچا زاد بھائی تھا اس کے ساتھ جو تم نے برتاؤ کیا اسکو تم خوب جانتے ہو اور اگر وہی امور جو تم میں اور اُن میں تھے ہمارے ساتھ کیا چاہتے ہو تو ہمارے لئے زمین کا

باطن اسکے ظاہر سے بہتر ہے"۔ عبدالملک کا دل یہ سنکر بھر آیا بولا" تمہارے باپ سے اور مجھ سے یہ طے ہوگیا تھا کہ جب موقع ملے گا تو میں اسکو یا وہ مجھے قتل کر ڈالیگا اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیدیا میں نے اسکو قتل کر ڈالا باقی رہے تم تمہارے قتل کرنے کی مجھے خواہش نہیں ہے میں تمہارے ساتھ صلۂ رحم کرونگا اور عزیز داری کا لحاظ رکھونگا"۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ جسوقت عبدالملک عراق کیطرف بقصد جنگ مصعب جا رہا تھا عمر بن سعید نے کہا" مجھے تم اپنا ولیعہد بنالو اور ایک عہد نامہ لکھ دو کہ تمہارے بعد میں خلیفہ وامیر بنایا جاؤں"۔ عبدالملک نے اسکو منظور نہ کیا عمر بن سعید بگڑ کر دمشق چلا آیا اور اسپر قبضہ کر کے باغی ہوگیا جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور ۶۹ھ میں مارا گیا۔

روانگی عبدالملک وقتل مصعب

جسوقت ملک شام پر عبدالملک کا تسلط ہوگیا اور کوئی شخص اس کا مزاحم باقی نہ رہا تو اس نے جنگ عراق کی تیاری کی۔ اسی زمانہ میں بعض شرفاء عراق کے خطوط بھی آئے جس میں انھوں نے عبدالملک کو عراق پر قبضہ کر لینے کو لکھا تھا۔ عبدالملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت و مخالفت کی لیکن وہ ان کے کہنے پر مطلق خیال نہ کر کے عراق کیطرف روانہ ہوگیا۔ مصعب کو اسکی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ مہلب بن صفرہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ مہلب اندنوں سرزمین فارس پر خوارج سے لڑ رہا تھا عمر بن عبیداللہ بن معمر فارس کی جنگی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا۔ اور جنگ خوارج پر بجائے اسکے مہلب مامور کیا گیا تھا۔ یہ ردوبدل اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید (عبدالملک بن مروان کی جانب سے) بطور خفیہ بصرہ میں آیا بنی بکر بن وائل وازد میں مالک بن مسمع کے پاس مقیم ہوا۔ عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ضبیا کو اسکی کمک پر روانہ کیا اس سے اور عمر بن عبیداللہ بن معمر سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکالدیں۔

خالد کے نکال دینے کے بعد مصعب بصرہ میں خالد کے گرفتار کرنے کی غرض سے آیا۔ لیکن وہ اسکے آنے سے پیشتر چلا گیا۔ مصعب عمر بن عبیداللہ بن معمر پر سخت ناراض ہوا۔ خالد کے ہمراہیوں کو گالیاں دیں، مارا، انکے مکانات کو منہدم کرا دیئے، سر اور داڑھیاں منڈوا دیں، مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا، مال و اسباب کو لوٹ لیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کر کے کوفہ چلا آیا۔ اسکے ساتھ احنف بھی تھا۔ اُس نے کوفہ میں انتقال کیا اور یہ وہیں ٹھہرا رہا۔ یہانتک کہ عبدالملک، کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کرنے لگا اہل بصرہ نے اس سے انکار کیا مجبور ہو کر مہلب کو جنگ خوارج پر واپس کر دیا۔ مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی ہے تم مجھے ان ممالک سے علیحدہ نہ کرو لیکن مصعب نے اسپر توجہ نہ کی۔ ابراہیم بن اشتر کو جو کہ موصل و جزیرہ پر مامور تھا بلا کر مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک کے مقدمۃ الجیش پر اسکا بھائی محمد بن مروان، خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید تھا قرقیسا کے قریب پہنچکر ڈیرے ڈالدیئے۔ زفر بن حرث کلابی نے حاضر ہو کر مصالحت کر لی اور اپنے لڑکے ہذیل کو معہ ایک لشکر کے اس کے ہمراہ کر دیا۔ پھر عبدالملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب ابن زبیر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آملا اور عبدالملک اہل عراق سے بغرض سازش خط و کتابت کرنے لگا۔ اصفہان کے دینے کا وعدہ کیا۔ انھیں دنوں ابن اشتر نے مصعب کے روبرو ایک خط سربمہر پیش کیا۔ مصعب نے کھولکر پڑھا جسمیں عبدالملک نے ابن اشتر کو لکھا تھا "تم میرے پاس چلے آؤ میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا"۔ مصعب نے ابن اشتر سے کہا "کیا تم جیسا شخص فقرے میں آجائیگا" ابراہیم ابن اشتر نے جواب دیا "میں غدر و خیانت کا منبع نہ ہوں گا۔ واللہ عبدالملک نے تمہارے کل ہمراہیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے اگر تم میرا کہنا مانو تو اُن سبھوں کو قتل

کرڈالو یا نہایت تنگ و تاریک مکان میں قید کردو" مصعب نے اس سے اختلاف کیا اور اہل عراق بسازشِ عبدالملک، مصعب سے بدعہدی و بیوفائی کرنے پر تُل گئے۔ قیس بن ہیثم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اسکی بھی نہ سنی۔ جسوقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو عبدالملک نے مصعب کے پاس کہلا بھیجا "خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوریٰ کے سپرد کردیں" مصعب نے جواب دیا "ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار ہی فیصلہ کرسکتی ہے" لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابراہیم بن اشتر کو۔ مصعب نے ایک تازہ دم فوج سے ابراہیم کی مدد کی اس نے محمد کو مورچہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبیداللہ بن یزید کو اسکی کمک پر مامور کیا بازار کارزار نہایت تیزی سے گرم ہوگیا مصعب کے ہمراہیوں میں سے مسلم بن عمرالباہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکہ میں کام آگئے مصعب نے فوراً عتاب بن ورقا کو ابراہیم بن اشتر کی امداد پر متعین کیا۔ ابراہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا ناگوار گذرا کہلا بھیجا "میں نے تم کو سمجھا دیا تھا کہ عتاب جیسے آدمیوں کو میری مدد پر نہ بھیجنا افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے پر خیال نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عتاب بن ورقا نے عبدالملک کی بیعت کرلی تھی اور یہ وعدہ کرلیا تھا کہ میدان جنگ سے میں بھاگ کھڑا ہونگا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت استقلال سے لڑتا رہا یہانتک کہ جان بحق تسلیم کردی بعد قتل اسکا سر عبدالملک کے پاس بھیجدیا گیا۔ اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے ہاتھوں بڑھ گیا بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ مصعب نے سرداران عراق کو جنگ کرنے کا حکم دیا سبھوں نے حیلہ کرکے ٹالدیا اب اسوقت تن تنہا مصعب اور اسکے معدودے چند ہمراہی لڑ رہے تھے باقی کل اہل عراق دور سے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر آواز بلند سے کہا "میں تمہارا چچازاد بھائی محمد بن مروان ہوں تم امیرالمومنین کی امان

قبول کرلو" مصعب نے انکاری جواب دیا۔ محمد بن مروان نے اہل عراق کی سازش کا حال بتلایا لیکن مصعب نے کچھ توجہ نہ کی پھر محمد بن مروان نے اسکے لڑکے عیسیٰ بن مصعب کو پکار کر کہا "تم کو اور تمہارے باپ کو امان دیجاتی ہے" عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا مصعب نے جواب دیا میرا خیال یہ ہے کہ اہل شام تمہارے ساتھ ایفاء وعدہ کریں گے۔ اگر تم کو انکی امان لینی منظور ہو تو بسم اللہ حاصل کرلو۔ عیسیٰ بولا "مجھے یہ گوارا نہیں ہے کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں اپنے کو بچانے کی غرض سے تم سے علیحدہ ہو گیا "مصعب نے کہا اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور اُن کو اہل عراق کی سازش کی خبر دیدینا۔ باقی رہا میں مجھے اسی حالت میں چھوڑ جاؤ میں نے اپنے کو مقتول سمجھ لیا ہے" عیسیٰ نے عرض کیا " میں قریش کو یہ خبر ہرگز نہ پہنچاؤنگا بہتر ہوگا کہ تم بصرہ چلو وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا مکہ میں امیر المومنین سے جا ملو" مصعب نے آہ سرد کھینچ کر کہا "یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ کل قریش میں میرے بھاگنے کا تذکرہ ہوگا اے صاحبزادہ تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں۔ عیسیٰ بن مصعب یہ حکم پاتے ہی آدمیوں کو لیکر آگے بڑھا شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسیٰ کی چمکتی ہوئی تلوار انکی گردنوں پر تیر رہی تھی بالآخر بہت سے آدمیوں کو مار کر تلوار کے سایہ کے نیچے موت کی نیند سو رہا۔ عبدالملک نے مصعب سے امان قبول کرنے پر بعد اصرار کیا دیر تک گڑگڑاتا رہا لیکن مصعب کی زبان سے نہیں کے سوا ہاں نہ نکلا اسکے بعد مصعب اپنے خیمہ میں گیا بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا پھر پردوں کو گرا کر باہر آیا اور لڑنے لگا اُسکے ہمراہ اسوقت صرف سات آدمی باقی رہ گئے تھے۔ عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے صف لشکر سے نکلکر للکارا مصعب نے لپک کر تلوار چلائی خود کی کڑیاں ٹوٹ گئیں سر زخمی ہوگیا۔ شامی دور سے تیر برسانے لگے۔ مصعب زخمی شیر کی طرح جھپٹ جھپٹ کر حملہ کر رہا تھا جب زخموں سے چور ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا تو عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے پہنچکر اسکی دلیرانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اور سر کاٹ کر

عبدالملک کے روبرو کردیا۔ عبدالملک نے ایکہزار دینار کے انعام کا حکم دیا مگر اس نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ میں نے اسکو اپنے بھائی کے بدلہ قتل کیا ہے اسکا بھائی رہزنی کرتا تھا جس کو مصعب کے کوتوال نے گرفتار کرا کے قتل کیا تھا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ مصعب کو مختار کے ہمراہیوں میں سے زائدہ بن قدامہ ثقفی نے قتل کیا اور عبیداللہ بن زیاد نے سر اُتارا ہے لڑائی ختم ہونے پر عبدالملک کے حکم سے مصعب اور اسکا لڑکا دار جاثلیق میں نہر جیل کے قریب دفن کردیا گیا یہ واقعہ ۷۱ھ کا ہے۔

بعد اس کے عبدالملک لشکر عراق سے بیعت لیکر کوفہ کیجانب روانہ ہوا اور مقام نخیلہ میں پہنچکر قیام کرکے چالیس روز تک ٹھہرا رہا بعدہ کوفہ میں داخل ہوا خطبہ دیا لوگوں سے حسن سلوک اور انعام و وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا یحیی بن سعید کو جعفر سے طلب کرکے امان دیدی یہ لوگ اُس کے ماموں ہوتے تھے۔ اور اپنے بھائی بشر بن مروان کوفہ کی، محمد بن نمیر کو ہمدان کی، یزید بن ورقار بن رویم کو رَے کی گورنری پر مامور کیا اور جیسا کہ اقرار کیا تھا اصفہان کی حکومت انکو ندی، عبداللہ بن یزید بن اسد (پدر خالد قسری)، و یحیی بن معتوق ہمدانی۔ علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن حرث، عمر بن یزید حکمی وغیرہم خالد بن یزید کے پاس پناہ گزیں ہوئے تھے ان کو بھی عبدالملک نے امان نامہ لکھ دیا۔ عمرو بن حریث نے عبدالملک کی خورنق میں بڑے تکلف کی دعوت کی عبدالملک معہ اپنے لشکر و خدام وحشم کے خورنق میں داخل ہوا۔ عمر بن حریث کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا کھانا کھانے کے بعد عبدالملک قصر کے دیکھنے کو اٹھا عمر بن حریث اسکے ہمراہ تھا ہر ایک مکان و معاملہ کو دریافت کرتا جاتا تھا اور عمر بن حریث بتلاتا جاتا تھا۔

عبداللہ بن حازم کو مصعب کی روانگی اور جنگ عبدالملک کا حال معلوم ہوا تو اسنے دریافت کیا "کیا اس کے ہمراہ عمر بن معمر ہے"۔ جواب دیا گیا "وہ فارس میں ہے" پھر استفسار کیا "تو مہلب ہے؟" حاضرین نے کہا "وہ جنگ خوارج پر مامور ہے" پھر پوچھا

"عباد بن حصین اسکے ہمراہ ہے؟" کہا گیا "وہ بصرہ میں ہے" عبداللہ بن حازم نے ایک آہ کھینچکر کہا "اور میں خراسان میں ہوں" ؎

خذینی فجرینی جعارا وانشدی بلحم امرئ لم یشھد الیوم ناصرہ

مجھکو پکڑلو اور اعلان کے ساتھ سختی کرو کیونکہ میرا نہ کوئی حامی ہے اور نہ میرے قتل کی شہادت دینے والا

عبدالملک نے کوفہ میں پہنچکر مصعب کا سر شام کیطرف روانہ کیا۔ جب دمشق پہنچا تو لوگوں نے اسکی تشہیر کا قصد کیا لیکن عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے روکا اور اسکو غسل دے کر دفن کر دیا۔ مہلب کو جو خوارج سے جنگ کر رہا تھا اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی بیعت لوگوں سے لے لی۔ عبداللہ بن زبیر کو یہ خبر لگی تو انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ میں کہا:۔

جمیع ستائیش اللہ کے لئے ہے جو دنیا اور ہر چیز کا مالک ہے جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اسکو ذلیل نہیں کرتا جو حق پہ ہوتا ہے اگرچہ وہ تنہا ہو اور جس کا ولی شیطان ہوتا ہے اس کو عزت نہیں دیتا اگرچہ اس کے ساتھ ایک عالم ہو۔ آگاہ ہو! ہمارے پاس عراق سے ایسی خبر آئی ہے جس سے ہم کو رنج ہوا ہے اور ہم اس سے خوش بھی ہوئے ہیں ہمارے پاس مصعب رحمہ اللہ کے قتل کی خبر آئی ہے پس جس سے ہم خوش ہوئے ہیں یہ ہے کہ اسکا مارا جانا شہادت ہے اور جس سے ہم کو صدمہ ہوا ہے یہ ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے جسکا احساس مصیبت کے وقت دوست کو ہوتا ہے۔ بعد اس کے صاحب رائے صبر و شکر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مصعب کیا تھا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار آگاہ ہو جاؤ کہ اہل عراق بیوفا و منافق ہیں۔ انھوں نے اسکو نہایت کم قیمت پہ جو اس سے لیتے تھے سپرد اور بیع کر دیا۔ اگر وہ مارا گیا ہے تو اسکے بھائی و باپ و برادر چچازاد بھی مارے گئے ہیں

جو نیک اور صالح تھے اللہ کی قسم ہم اپنے بستروں پر نہ مرینگے جیسا کہ ابو العاص کی اولاد مری ہے واللہ اس میں کا کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں مارا نہیں گیا ہے اور ہم مرتے ہیں تو نیزوں کی نوک پر اور تلواروں کے سایہ کے نیچے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا عاریت لیگئی ہے اُس بادشاہ برتر سے جس کی حکومت ہمیشہ رہے گی اور اسکا ملک زایل نہ ہوگا پس اگر وہ ہمارے پاس آئے گی تو ہم اسکو رذیل گمراہ کی طرح نہ لیں گے اور اگر وہ ہم سے روگردانی کرے گی تو ہم اس پر ضعیف و دردناک کیطرح نہ روئیں گے۔ میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور تمھارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں"۔

اس واقعہ سے اہل بصرہ مطلع ہوئے تو وہاں حمدان بن ابان و عبداللہ بن ابی بکرہ میں حکومت کی نزاع پیدا ہوگئی۔ حمدان نے عبداللہ بن الاہتم سے مدد طلب کی بنو اُمیہ اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ جس وقت بعد قتل مصعب عراق پر عبدالملک کا پورا پورا قبضہ ہوگیا تو اُس نے بصرہ کی سند گورنری خالد بن عبداللہ بن اسید کو دی اس نے اپنی طرف سے بصرہ میں پہنچکر حمدان کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا۔ بعد ازاں ۷۳ھ میں خالد بن عبداللہ حکومت بصرہ سے معزول کر دیا گیا بجائے اس کے بشر بن مروان مامور ہوا اور دونوں شہروں کی گورنری دیگئی۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ میں قیام کیا اور ۷۳ھ میں عبدالملک نے جزیرہ و ارمینیہ کی گورنری اپنے دوسرے بھائی محمد بن مروان کو عنایت کی اس نے روم پر حملہ کیا اور انکی قوت کو سخت نقصان پہنچایا بعد اسکے کہ شاہ روم نے زمانہ فتنہ میں ایکہزار دینار یومیہ بطور تاوان دینے کا اقرار کر لیا تھا

عبدالملک وزفر بن حرث ہم اوپر واقعہ راہطہ میں بیان کر آئے ہیں کہ زفر بن حرث قرقیسا کیطرف چلا گیا تھا۔ قیس کا ایک خاصہ مجمع اس کے پاس مجتمع ہوگیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دیتے رہتا تھا۔ عبدالملک نے

زینہ حکومت پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو حمص کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیا کا رخ کیا اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن رمیت علائی کو مامور کر کے آگے بڑھنے کو کہا عبداللہ بن رمیت نے ابان کے پہنچنے سے پیشتر لڑائی چھیڑ دی اس کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے بعد اسکے ابان آیا اور لڑائی کا عنوان بدل گیا عبداللہ بن رمیت کی گئی ہوئی قوت عود کر آئی وکیع بن زفر معرکہ کارزار میں کام آگیا جس سے زفر کی قوت گھٹ گئی اس اثناء میں عبدالملک قبل جنگ مصعب قرقیسیا میں آپہنچا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے منجنیقین نصب کرا دیں بنو کلب نے عبدالملک سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ قیس والوں کو نہ ملاؤ کیونکہ انھوں نے زفر بن حرث سے سازش کر لی ہے وقت جنگ یہ بھاگ کھڑے ہونگے" عبدالملک اسکو منظور کر کے نہایت سختی سے محاصرہ کئے ہوئے حملہ کر رہا تھا اور زفر روزانہ شہر سے نکلکر مقابلہ کرتا تھا ایک روز زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو لشکر شام پر دھاوا کرنے کو کہا اور یہ حکم دیا کہ جب تک عبدالملک کے خیمہ پر پہنچکر اسکو نہ گرا لینا واپس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی (محمد بن مروان) کو زفر کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو اور تمہارے لڑکے اور اُن لوگوں کو جو تمہارے ہمراہ ہیں پناہ دیجاتی ہے اور جو تم پسند کرو وہ لیلو۔ محمد بن مروان نے یہ پیام ہذیل بن زفر سے کہا۔ ہذیل اپنے باپ کے پاس گیا اور عرض کیا" ابن زبیر سے ہمارے حق میں عبدالملک زیادہ بہتر ہے وہ امن دینے کہتا ہے منظور کر لیجئے" زفر نے اس شرط سے قبول کیا کہ ایک برس تک بیعت کرنے کا اسکو اختیار دیا جائے اور کسی خاص مقام میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلہ پر کسی قسم کی اعانت نہ طلب کی جائے" ہنوز فریقین میں نامہ و پیام ہو رہا تھا کہ کسی نے عبدالملک کو یہ خبر دیدی کہ شہر پناہ کے چار برج منہدم ہو گئے ہیں عبدالملک نے صلح سے انکار کر کے حملہ کرنے کا حکم دیدیا لیکن میدان جنگ زفر کے ہاتھ رہا۔ عبدالملک کی فوج

مورچہ سے ہٹکر اپنے خیموں میں آگئی۔عبدالملک نے گھبرا کر کہلا بھیجا " جو شرائط تم پیش کرتے ہو مجھے منظور ہیں " زفر نے کہا " میں تا حیاتِ عبداللہ بن زبیر تمھاری بیعت نہ کرونگا اور اس معرکہ میں جو خونریزی ہوئی ہے اسکا تم مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اور مجھکو مع میرے کل ہمراہیوں کے امان دینا" عبدالملک نے اسکو منظور کر لیا اور امان نامہ لکھ کر دیدیا۔لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبدالملک سے نہ ملا اس خوف سے کہ اسکے ساتھ بھی عمر بن سعید کا جیسا برتاؤ نہ کیا جائے۔عبدالملک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا بھیجدیا۔زفر حاضر ہوا عبدالملک نے اپنے برابر تخت پر بیٹھا لیا اور اپنے لڑکے سے زفر کی لڑکی مسلمہ الرباب کی شادی کردی۔بعدازاں عبدالملک جنگ مصعب کو روانہ ہوا۔زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو معہ ایک لشکر کے ہمراہ کر دیا۔لیکن جسوقت فریقین کا مقابلہ ہوا ہذیل بھاگ کر مصعب کے پاس چلا گیا اور ابن اشتر کے ساتھ ہو کر لڑتا رہا تا آنکہ ابن اشتر مارا گیا اور ہذیل کوفہ میں چھپ گیا۔عبدالملک نے اسکو کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد امان دیدی۔

قتل عبداللہ بن حازم

اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ خراسان میں عبداللہ بن حازم سے بنو تمیم نے مخالفت کر لی تھی اور یہ لوگ تین گروہ ہو گئے تھے دو فریق تو جنگ سے رُکے رہے باقی رہا تیسرا گروہ جس کا سردار بحیر بن ورقاء صریمی تھا اور جس سے نیشاپور میں ابن حازم لڑ رہا تھا۔

عبدالملک نے مصعب کے مارے جانے کے بعد عبداللہ ابن حازم کو اس مضمون کا خط لکھا " تم میری بیعت کر لو میں تم کو سات برس کا خراج خراسان معاف کرتا ہوں " یہ خط ایک شخص جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھا لیکر روانہ ہوا۔عبداللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا " اگر سلیم و عامر میں فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا لیکن اب تم اپنا یہ خط کھا لو " چنانچہ اُس نے کھا لیا۔

عبداللہ بن حازم کی طرف سے مرو کا عامل بکیر بن وشاح تمیمی تھا۔عبدالملک نے اسی

زمانہ میں اسکو بھی خط لکھا تھا اور خراسان کی حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ اس نے اور کل اہل مرو نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبدالملک کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن حازم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ بکیر مع اہل مرو کے آنہ جائے اور اہل نیشاپور اسکے ہم آہنگ نہ ہو جائیں بحیر کو چھوڑ کر مرو کیطرف روانہ ہوا۔ بحیر نے تعاقب کیا۔ مرو کے قریب ایک قریہ میں مقابلہ ہوگیا ایک سخت لڑائی کے بعد بحیر کے ہاتھ سے ابن حازم مارا گیا۔ بحیر نے اسیوقت بشارت فتح عبدالملک کے پاس بھیجی۔ اتفاق سے بکیر بن وشاح اہل مرو کو لئے ہوئے آ پہنچا عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا قصد کیا بحیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی کھینچ ماری جس سے اسکا سر لوٹ گیا اور گرفتار کرا کے قید کر دیا اس کے بعد حازم کے سر کو عبدالملک کے پاس باظہار اس امر کے کہ اس نے اسکو مارا ہے بھیجدیا اور خود حکومت خراسان پر مستولی ہوگیا۔

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ بعد شہادت عبداللہ بن زبیر کے عبداللہ بن حازم مارا گیا ہے اور عبدالملک نے انکا سر اس کے پاس بھیجدیا تھا اور اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا۔ عبداللہ بن حازم نے اسکو غسل دیکر کفن پہنایا اور عبداللہ بن زبیر کے لڑکوں کے پاس مدینہ بھیجدیا بعد اسکے عبدالملک کے قاصد کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جسکو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

شہادت عبداللہ بن زبیرؓ

عبدالملک نے شام و عراق پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو بسر گردہی چھ ہزار آدمیوں کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں تا صدور حکم ثانی نہ داخل ہونا شہر کے باہر پڑاؤ کرنا۔ اندنوں عبداللہ بن زبیر کیطرف سے حرث بن حاطب بن حرث بن معمر جمعی مدینہ کے گورنر تھے۔ عروہ کے آتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا اور اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آتا تھا۔ جب عبداللہ بن زبیر کیطرف سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تو عروہ حسب الحکم عبدالملک شام کو لوٹ گیا اور حرث بن حاطب مدینہ منورہ

میں آ گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے سلیمان بن خالد دورقی کو خیبر و فدک پر مامور کر کے روانہ کیا اور عبدالملک نے عبدالملک بن حرث بن حکم کو بسر افسری چار ہزار فوج کے حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچکر ڈیرے ڈالے اور ابن قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شبخون مارنے کی غرض سے خیبر بھیجدیا۔ سلیمان یہ سنکر خیبر سے بھاگا لیکن کچھ فائدہ نہ پہنچا ابن قمقام نے اسکو معہ ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور خود خیبر میں ٹھہر گیا۔ عبدالملک کو اس واقعہ کے سننے سے صدمہ ہوا حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا۔ افسوس! ابن قمقام نے ایک نیک شخص کو بے قصور قتل کر ڈالا'' بعد اس کے عبداللہ بن زبیر نے حرث بن حاطب کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مامور کیا پس جابر نے ابو بکر بن ابو قیس کو چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے خیبر کیطرف روانہ کیا۔ ابن قمقام سے لڑائی ہوئی میدان جنگ ابو بکر کے ہاتھ رہا ابن قمقام پسپا ہو کر بھاگا اسکے ہمراہی کچھ معرکہ کارزار میں کام آئے کچھ گرفتار ہو کر مار ڈالے گئے۔ عبدالملک نے یہ خبر پا کر طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو حجاز کیطرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مابین وادی القریٰ اور ایلہ کے قیام کرنا اور نہایت ہوشیاری سے جہانتک ممکن ہو ابن زبیر کے عمال کو تصرف سے روکنا اور حجاز میں جو مخالفت پیدا ہو اوسکی انسداد کرتے رہنا۔ طارق نے سرزمین حجاز میں پہنچکر ایک رسالہ خیبر کیطرف بھیجا۔ ابو بکر بن قیس معہ دو سو آدمیوں کے معرکہ جنگ میں کام آ گیا۔ عبداللہ بن زبیر نے قباع عامل بصرہ کو اہل مدینہ کی امداد پر دو ہزار سواروں کے بھیجنے کو لکھا قباع نے اس حکم کی تعمیل کی اور جابر بن اسود نے بحکم عبداللہ بن زبیر ان لوگوں کو طارق سے لڑنے کو روانہ کیا طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے انکے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آیا۔ عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے ۷۰ھ میں طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بہ طلحۃ الندار کو مامور کیا پس یہ مدینہ منورہ کی گورنری کرتا رہا

یہانتک کہ طارق نے اسکو نکال باہر کیا۔

مصعب ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچکر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار لشکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ اگر عبداللہ بن زبیر اور اس کے ہمراہی بیعت خلافت کرلیں تو یہ امان نامہ دیدینا۔

حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ھ میں کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا طائف میں جا اُترا اور ایک مدت تک عرفہ کیطرف اپنے سواروں کو روزانہ بھیجتا تھا جہاں پر عبداللہ بن زبیر کے سواروں سے مقابلہ ہوتا اور انکو وہ پسپا کر کے واپس چلے آتے تھے۔ بعد چندے حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں اس مضمون کی عرضداشت روانہ کی کہ عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی ہے اس کے ہمراہی اس سے جدا ہو گئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیجئے تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اسکا محاصرہ کر لیا جائے۔ مگر فوج میری امداد پر بھیجدیجئے،، عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کی اور طارق کو حجاج کی امداد پر مامور کیا۔ طارق ذیقعدہ ۷۲ھ میں وارد مدینہ منورہ ہوا طلحۃ الندار (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کے ایک شامی شخص کو بجائے اسکے متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچہزار آدمیوں کی جمعیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

اس سے پیشتر حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور بئیر میمون پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک ہوا نہ تو طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روکدیا۔ مجبور ہو کر انھوں نے مکہ ہی میں قربانی کی حالانکہ انھوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا بعد اسکے حجاج نے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کعبہ محترم پر پتھروں کا مینہ برسانے لگا۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ بن عمر بھی حج کو آئے تھے۔ حجاج بن یوسف سے کہلا بھیجا سنگباری موقوف کرادو اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم مکان کی زیارت کو آئے ہوئے ہیں سنگباری کی وجہ سے

نہ طواف کر سکتے ہیں اور نہ مابین صفا و مروہ سعی کر سکتے ہیں۔ حجاج نے تا انقضائے زمانہ حج سنگباری موقوف کر دی جونہی ایام حج منقضی ہوئے حجاج کے منادی نے ہر چہار طرف یہ ندا دی کہ "تم لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس جاؤ ہم ابن زبیر پر پھر سنگباری کیا چاہتے۔ یہ سنکر حاجیوں کے قافلہ اپنے اپنے شہروں کیطرف روانہ ہو گئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ خانہ کعبہ پر پتھر کا پہنچنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی کوندی دو روز تک یہی حالت قائم رہی چند لوگ لشکر شام کے اس خوفناک آواز سے ڈر کر مر گئے حجاج نے کہا "تم لوگ خوف زدہ نہ ہو میں ابن تہامہ ہوں اور یہ اسکی بجلیاں ہیں۔ تم لوگ خوش ہو کہ میری فتحیابی کا نشان آپہنچا" دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ہمراہیوں میں سے ایک یا دو شخص پر بجلی گری اور اس صدمہ سے وہ لوگ مر گئے۔ اہل شام کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ حجاج بن یوسف نے جوش میں آکر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے روبرو آکر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک عرصہ دراز تک یہ لڑائی اسی عنوان سے جاری رہی یہانتک کہ طول حصار سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا۔ باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا لوگ شدت گرسنگی سے پریشان ہونے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا۔ گرانی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم کو ڈھونڈنے سے نہ ملتی تھی۔ عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرا ہوا تھا۔ بنظر انجام بینی ذخیرہ میں سے صرف اسقدر خرچ کرتے تھے جتنا کہ لوگوں کے بقاء حیات کیلئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر حصار میں سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ہمراہیوں کو امان نامہ لکھ کر بھیجدیا۔ تقریباً دس ہزار آدمی اُن سے علیحدہ ہو کر حجاج سے آملے منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے امان حاصل کر کے اپنے لائق سردار سے علیحدگی اختیار کی تھی عبداللہ بن زبیر کے دو لڑکے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا

لڑکا ان کے ساتھ ہو کر برابر لڑتا رہا تا آنکہ داد مردانگی پا کر عین معرکہ میں کام آگیا۔ ہمراہیان عبداللہ بن زبیر کی علیحدگی کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا "تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ کر چکے ہو ان کے ہمراہیوں کو دیکھ لیا ہے اسقدر کم ہیں کہ اگر تم انپر ایک ایک مٹھی کنکریاں پھینکو تو وہ دب کر مر جائیں گے بایں ہمہ وہ بھوکے پیاسے تم سے لڑ رہے ہیں۔ اے شام کے دلاور بڑھو اور حجون والوں کے میدان میں پھیل جاؤ عبداللہ بن زبیر اب چند ساعت کا مہمان ہے" عبداللہ بن زبیر کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی ماں اسمار کے پاس آئے۔ اور کہا "اے ماں! مجھے لوگوں نے دھوکا دیا ذلیل کیا یہاں تک کہ میرے لڑکوں نے بھی مجھے رسوا کیا۔ اگر میں دنیا کو چاہوں تو مخالفین مجھے دیسکتے ہیں آپ کی اس بابت کیا رائے ہے؟" اسمار نے جواب دیا "تم اپنے معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا سمجھ سکتے ہو لیکن اگر تم حق پر ہو اور اُسی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو تو جو کر رہے ہو کئے جاؤ تمہارے ہمراہی اسی راہ میں مارے گئے ہیں۔ تم اپنی گردن ایسی رسی میں نہ پھنساؤ کہ بنو امیہ کے نو عمر لڑکے اس سے کھیلیں اور اگر تم نے دنیا کے حاصل کرنے کا قصد کیا تھا تو تم بہت ہی نا اہل بندہ ہو تم نے اپنے کو بھی ہلاک کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تمہارے ہمراہ تھے۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا لیکن میرے ہمراہیوں نے مجھے دھوکا دیا اس سے میں کمزور ہو گیا تو یہ فعل نیکوں اور دینداروں کا نہیں ہے"۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا "مجھے خوف اس امر کا ہے کہ بعد قتل کے مجھے وہ لوگ مثلہ کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے"۔ اسمار نے جواب دیا "برخوردار من! بکری جب ذبح کر ڈالی گئی تو کھال کھینچنے کی اُسے پرواہ نہ ہو گی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کئے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار رہو"۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیکر کہا "میری بھی یہی رائے تھی۔ اسوقت تک نہ مجھے دنیا کی خواہش ہوئی اور نہ حکومت کی تمنا۔ مجھکو اس کام کے اختیار کرنے پر صرف اس امر نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام

کی پابندی نہیں کیجاتی تھی اور ممنوعات سے لوگ پرہیز کرتے تھے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہتا برابر حق کے لئے لڑتا رہتا لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس امر میں رائے لیلوں پس آپ نے میری بصیرت اور زیادہ کر دی اور اے میری ماں! میں آج ضرور مارا جاؤنگا تم زیادہ مغموم نہ ہونا اور تم مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ تمہارے لڑکے نے کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کا قصد تک نہیں کیا اور نہ کسی امر مذموم و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے نہ تو اس نے بدعہدی کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی ظالم کا معین و مددگار ہوا ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کوئی کام کیا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں اس امر کو اپنے نفس کی برأت کی غرض سے نہیں ظاہر کرتا ہوں بلکہ اپنی ماں کی تسلی خاطر کی غرض سے کہتا ہوں"۔ اسماء بولیں "مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اسکا اجر جمیل عطا فرمائیگا تم اللہ تعالیٰ کا نام لیکر دشمنوں پر حملہ آور ہو اگر فتحیاب ہو گے تو مجھے تمہاری فتحمندی سے مسرت ہوگی" پھر سوچکر کہا "اچھا میں بھی تمہارے انجام کار دیکھنے کو چلتی ہوں" عبداللہ بن زبیر نے کہا "آپ تکلیف نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے البتہ دعا رخیر سے مجھے فراموش نہ کیجئے گا"۔ اسماء کی آنکھوں میں ان کلمات سے آنسو بھر آئے۔ رخصتی کیوقت اسماء نے بیٹے کو گلے لگایا اتفاق سے ہاتھ زرہ پر پڑ گیا دریافت کیا "یہ کیا ہے تم نے اس کو کس ارادہ سے پہنا ہے؟" جواب دیا "محض اطمینان و مضبوطی کی غرض سے" اسماء نے یہ کہکر کہ اس سے کچھ اطمینان و مضبوطی نہیں ہوتی زرہ اُتار لی اور معمولی کپڑے پہننے کو کہا۔ عبداللہ بن زبیر نے آستینیں سمیٹ لیں اور قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہکر گھر سے نکل پڑے۔ شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت آدمی کام آگئے لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے انکے نرغہ سے نکل آئے۔ بعض ہمراہیوں نے بھاگنے کی رائے دی آپ نے جواب دیا "کیا بُرا وہ شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے میں تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام میں ہوں زیادہ برایں نیست کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے اس خوف سے

میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے"۔ اسوقت مسجد حرام کے کل دروازے شامیوں سے بھرے ہوئے تھے چاروں طرف سے مکہ معظمہ کی ناکہ بندی کر لی گئی تھی حجاج وطارق نے ابطح کی جانب مروہ تک گھیر لیا تھا اور ابن زبیر کبھی اسپر اور کبھی اُسپر حملے کر رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ابو صفوان۔ عبداللہ بن صفوان بن اُمیہ بن خلف کو پکار اٹھتا تھا اور یہ معترک کی طرف سے جواب دیتا تھا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر کہ لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چُراتے ہیں اپنے لشکر پر غصہ کیا اور طیش میں آکر پیادہ لشکر لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے علم بردار کو گھیر لیا۔ عبداللہ بن زبیر نے پہنچکر اپنے علم بردار کو محاصرہ سے نکال لیا اور ایک پرزور حملہ سے حجاج کو پسپا کر کے لوٹے۔ مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں اس اثنا میں حجاج نے پھر ان کے علم بردار پر حملہ کیا۔ باب بنو شیبہ پر لڑائی ہوئی اور اُنکا علم بردار مارا گیا علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہو کر بلا علم کے پھر لڑنے لگے۔ ابن مطیع بھی ان کے ہمراہ تھا جو لڑتے لڑتے اس واقعہ میں کام آگیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یہ زخمی ہو گیا تھا جس کے صدمہ سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن زبیر نے بروز شہادت اپنے ہمراہیوں سے کہا تھا "اے آل زبیر! اگر تم مجھسے اپنے نفس سے زیادہ خوش ہو تو یہ سمجھ لو کہ تم لوگ عرب کے ایک خاندان سے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے سرفروشی کی ہے پس تم تلوار کی جھنکار سے خوف زدہ نہ ہو کیونکہ زخم میں دوا لگانے کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے اس کے واقع ہونے سے تم لوگ اپنی اپنی تلواریں تول لو اور جسطرح اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسکو بھی خون ناحق سے بچاؤ اور اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تاکہ اُس کی چمک سے تم کو چکا چوندھ نہ ہو جائے اور ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو اور مجھے ڈھونڈھتے نہ پھرنا اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صف میں رہونگا"۔ الغرض اسی قسم کے چند کلمات سمجھا کر لشکر شام پر حملہ کیا اور لڑتے لڑتے حجون تک بڑھ گئے۔ لشکر شام سے ایک شخص نے دور سے تیر مارا جس سے پیشانی زخمی ہو گئی

اور چہرہ سے خون بہنے لگا مگر باایں ہمہ نہایت مردانگی سے لڑتے رہے۔ شامی لشکر دور سے پتھر و تیر برسانے لگا بالآخر (یوم سہ شنبہ) ماہ جمادی الثانی ۷۳ھ کو شہید ہو گئے۔ حجاج کے روبرو انکا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اُٹھے۔ بعد اسکے حجاج و طارق اُٹھ کر اُنکی لاش پر آیا اور اسکو مقام حجون میں صلیب پر چڑھوا کر سر معہ عبداللہ بن صفوان و عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کے عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ اسمار نے بعد شہادت لاش کی دفن کی اجازت چاہی لیکن حجاج نے انکار کیا اور عبدالملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ عبدالملک نے اسکو اس فعل زشت پر ملامت کی اور لاش دفن کرنیکی اجازت دیدی۔

بعد شہادت عبداللہ بن زبیر ان کا بھائی عروہ۔ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس جا پہنچا۔ عبدالملک نے اسکو کمال عزت سے تخت پر اپنے برابر بٹھایا باتوں باتوں عبداللہ بن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا وہ ایک شخص تھا۔ عبدالملک بولا "اُس نے کیا کیا؟" جواب دیا "مارا گیا" عبدالملک یہ سنتے ہی سجدہ میں چلا گیا جب سر اٹھایا تو عروہ نے کہا "حجاج نے اُسکی لاش صلیب پر چڑھادی ہے دفن نہیں کرنے دیا اگر آپ اجازت دیجئے تو اسکی لاش اسکی ماں کو دیدیجائے" عبدالملک نے یہ درخواست منظور کرلی اور حجاج کو لاش کے صلیب دینے پر ملامتانہ خط لکھا۔ حجاج نے لاش کو صلیب سے اُتروا کر اسمار کے پاس بھیجدیا۔ عروہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد اسمار کا بھی انتقال ہو گیا۔

کامیابی کے بعد حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا مسجد حرام کو خون اور پتھروں سے صاف کرایا۔ اور اہل مکہ سے عبدالملک کی بیعت لیکر مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں دو مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیر المومنین عثمانؓ کا قاتل سمجھ کر ستانے لگا انکی ذلت و رسوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ صحابہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں پر سیسہ گرم کرا کے مہریں کرادیں جیسا کہ ذمیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ منجملہ ان لوگوں کے جابر بن عبداللہؓ و انس

بن مالکؓ و سہل بن سعدؓ تھے۔ بعد اسکے مدینہ منورہ سے پھر مکہ معظمہ کیطرف لوٹ آیا۔ مدینہ اور اہل مدینہ کی برائیوں میں اسکے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کئے جاتے ہیں جسکے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ۷۴ھ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی سنہ میں حجاج نے عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے کعبہ کو منہدم کر کے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا اور اس بنا پر اس کو تعمیر کرایا جس بنا پر رسول اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائم کیا تھا۔ عبدالملک اکثر کہا کرتا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس روایت میں جسکو اسنے ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی ہے صادق نہیں تھا پس جب اس روایت کی صحت کی تصدیق اسکو ہوگئی تو یہ کہنے لگا کہ مجھے یہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کے بنا ر کعبہ کو ترک کر دوں۔

جنگ ازارقہ پر مہلب کی تعیناتی

جب عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو گورنری بصرہ سے معزول کر کے بجائے اسکے اپنے بھائی بشر بن مروان کو مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اسکو دیدی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر مامور کیا جائے۔ اہل بصرہ میں سے جس جس کو چاہے وہ اپنے ہمراہ لیلے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجا جائے تاکہ خوارج چن چن کر ہلاک کر دیئے جائیں چنانچہ مہلب نے جدیع بن سعید بن قبیصہ کے ذریعہ سے لوگوں کو منتخب کیا اور بقصد جنگ خوارج روانہ ہوا۔ بشر کو یہ ناگوار گذرا اس نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلا کر کہا "تم کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمہاری کسقدر عزت کرتا ہوں میں نے تمھیں اس غرض سے بلایا ہے کہ لشکر کوفہ کو بسر افسری تمہارے جنگ ازارقہ پر روانہ کر دوں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس کام کے لئے موزوں ہو۔ دیکھنا خبردار مہلب کے فقروں میں نہ آجانا اور نہ اس کی رائے

و مشورہ سے کوئی کام کرنا"۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لشکر کوفہ کو لیکر روانہ ہوا۔ رامہرمز میں پہنچکر مہلب کے لشکر گاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح ڈیرے ڈالے کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور خوارج سے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی

رامہرمز میں عبدالرحمٰن بن مخنف کو آئے ہوئے دس راتیں گذر چکی تھیں کہ بشر بن مروان کے مرنے کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت وفات اس نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصرہ کی گورنری پر مقرر کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ و بصرہ کی فوجیں متفرق و منتشر ہو کر اپنے شہروں کی طرف لوٹ کھڑی ہوئیں اور اہواز میں پہنچکر قیام کیا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد نے انکو ہزار ہزار دھمکایا اور عبدالملک کی عقوبت سے ڈرایا لیکن وہ لوگ مہلب کیطرف واپس نہ ہوئے۔ عمر بن حریث سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہو گئے۔

اُمیہ بن عبداللہ کو خراسان کی گورنری دی گئی

جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان کی گورنری دیگئی تھی اُسی زمانہ سے تمیم اُس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اسی مخالفت و عصبیت پر دو برس تک اڑے رہے تا آنکہ اہل خراسان نے اس خیال سے کہ مبادا ملک میں بغاوت پھر نہ پھوٹ نکلے اور مخالفین کی یورش نہ ہو جائے۔ عبدالملک کی خدمت میں ایک عرضداشت مشعر حالات بالالکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام بغیر کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہوگا۔ عبدالملک نے اپنے مصاحبین سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ امیہ بن عبیداللہ ابن خالد بن اُسید نے عرض کیا "آپ اپنے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیجکر انتظام کیجئے"۔ عبدالملک نے جواب دیا "اگر تو ابو فدیک سے ہزیمت اٹھا کر نہ بھاگتا تو البتہ تو اس کام کے لئے موزوں تھا"۔ اُمیہ بن عبداللہ نے اپنی ہزیمت اُٹھانے کی معذرت کی اور قسم کھا کر کہا "لشکریوں نے مجھے رسوا کیا تھا جب کوئی

لڑنے والا میرے پاس باقی نہ رہ گیا تو میں مجبوراً معدودے چند لوگوں کو ہمراہ لیکر بخوف ہلاکت بھاگ کھڑا ہوا اگر ایسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے ۔اس سے پیشتر خالد بن عبداللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں" عبدالملک نے اسکا کچھ جواب ندیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر دیدی۔

بکیر بن وشاح کو امیہ کی روانگی کی خبر لگی تو بحیر بن ورقاء کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ اسوقت تک اُس کے قید و نگرانی میں تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ بحیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور قتل کے خوف سے مصالحت کر لی بکیر نے یہ اقرار لیکر کہ بحیر اس سے نہ لڑے گا چالیس ہزار درہم مرحمت کئے۔ مگر جس وقت امیہ ۔نیشاپور کے قریب پہنچا تو بحیر اس سے ملنے کو آیا خراسان کے انتظامات اور اہل خراسان کے مطیع کرنے کے طریقے بتلائے، بکیر کی بدعہدی سے ڈرایا اور اسکے ساتھ ساتھ مرو تک آیا چونکہ امیہ نیک طینت تھا اس نے نہ بکیر سے کوئی تعرض کیا اور نہ اسکے عمال سے۔ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی بکیر نے کہا "کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس آلات حرب لاکر جمع کرتے تھے اور آج میں مامور ہو کر آلات حرب جمع کرتا پھروں" پھر امیہ نے اسکو خراسان کے کسی صوبہ کی گورنری دینے کا قصد کیا: بحیر سدراہ ہو گیا اور اُسکی بدعہدی و غداری سے ایسا ڈرایا کہ امیہ نے اسکو خراسان کے کسی صوبہ کی حکومت نہ دی۔

بعد اس کے اُمیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کا والی بنایا۔ یستا میں جا کر اس نے قیام کیا اور رتبیل پر فوجکشی کی جو ترک پر بعد مقتول اول کے حکومت کر رہا تھا۔ اسکے دل پر مسلمانوں کا خوف مستولی تھا۔ اس نے ہدایا و تحائف بھیجکر ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیام دیا عبداللہ بن اُمیہ نے منظور نہ کیا اور اسکے ملک میں گھس کر چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی ۔ رتبیل نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست کی۔ عبداللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ کل مال و اسباب و ملک چھوڑ کر جلا وطن ہو جاؤ۔ رتبیل نے اسکو تو نامنظور کیا

لیکن تین لاکھ درہم دیکر اس شرط سے مصالحت کرلی کہ آئندہ وہ مسلمانوں پر حملہ اور نہ ہوگا جب عبدالملک کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اسکو معزول کردیا۔

عراق پر حجاج کی گورنری

۷۵ھ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصرہ و کوفہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ یہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھا پس اُس نے بارہ شتر سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے عراق کا قصد کیا۔ ماہ رمضان المبارک میں وارد کوفہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بشر نے مہلب کو جنگ خوارج پر بھیجدیا تھا مسجد میں گیا ممبر پر چڑھ کر بیٹھا اور لوگوں کے مجتمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اسکو خارجی سمجھ کر اسکے تکلیف و ایذا رسانی کی فکر کی چنانچہ عمیر بن ضابی برجمی سنگریزہ مٹھیوں میں لیکے بیٹھا پس جب حجاج بولنے لگا تو عمیر دل ہی دل میں ایسا ڈرا کہ سنگریزے اسکے ہاتھ سے گرتے جاتے تھے اور اسکو اسکی اطلاع نہ تھی۔ جسوقت سب لوگ مجتمع ہوگئے حجاج بن یوسف نے چہرہ پر سے نقاب اٹھایا اور خطبہ دینے لگا۔ جس میں اہل کوفہ کو مہلب سے تخلف کرنے پر دھمکایا تھا۔ مورخین نے اسکو اپنی تصانیف میں اور ابن اثیر نے کامل میں نقل کیا ہے خطبہ دیکر دارالامارت میں آیا لوگ اپنے وظائف لینے اور مہلب کے پاس جانے کو حاضر ہوئے۔ عمیر بن ضابی نے کھڑے ہو کر کہا "میں بوڑھا ضعیف و ناتواں ہوں اور میرا یہ لڑکا مجھ سے زیادہ مضبوط و توانا ہے (مقصود یہ تھا کہ جنگ ازارقہ پر میرے لڑکے کو بھیجو) حجاج بن یوسف بولا "تو کون ہے؟" اس نے جواب دیا "عمیر بن ضابی"! دریافت کیا "وہی عمیر بن ضابی جس نے امیرالمومنین عثمانؓ کے مکان پر حملہ کیا تھا"؟ جواب دیا "ہاں" اسپر حجاج نے کہا "اے اللہ کے دشمن کیا خون عثمان کا بدلہ تجھ سے نہ لوں؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے تو یہ بتا کہ تجھے کس نے اس امر پر آمادہ کیا تھا"؟ جواب دیا "عثمانؓ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کردیا تھا" حجاج نے کہا "میں تیرا زندہ رہنا پسند نہیں کرتا تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے۔ عمیر جواب دینے کو تھا کہ

حجاج نے اسکی گردن زدنی اور اُس کے مال واسباب لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن ابی العاص کے برانگیختہ کرنے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج آمادہ ہوا تھا اور اسکے منادی نے یہ ندا کی تھی کہ آگاہ ہو جاتے جاؤ بے شک ابن ضابی نے تین نداؤں کے بعد تخلف کیا ہے اسوجہ سے اسکے قتل کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے سوا اس شب کو اپنے گھر میں قیام کریگا" لوگ یہ سنتے ہی مہلب کیطرف دوڑ پڑے جوان دنوں دار ہرمز میں تھا۔ واقف کاروں نے لوگوں کو جانچ کر لشکر مجتمع ومرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

بعد اسکے حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اسکی خبر ہو گئی اس نے اہل بصرہ کو ایک ایک ہزار دراہم مرحمت کئے اور خود بصرہ کو خیر آباد کہکر نکل کھڑا ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے مہم پر نہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اسکا عمامہ مجمع عام میں اُتار لیا جاتا تھا اور اسکی اسی صورت سے تشہیر کیجاتی تھی۔ جب مصعب حکمراں ہوا تو اُس نے اسپر اسقدر اضافہ اور کیا کہ اسکے سر اور ڈاڑھی کو منڈوا دیتا تھا۔ بشر بن مروان نے اسقدر سزا اور زیادہ کی کہ دوقد آدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھونکوا دیتا تھا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا۔ جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے یہ سب سزائیں موقوف کر دیں اور گردن زدنی کا حکم جاری کیا۔

اسی زمانہ میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو متعین کیا۔ معاویہ بن حرث کلابی اور اسکا بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ آوروں کو قتل وقید کیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ حجاج نے

یہ دیکھ کر بجائے سعید کے مجاعہ بن سعید تمیمی کو مامور کیا جس نے سرحد پر بزور و قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد مکران و قندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کیا۔

حجاج و ابن جارود

حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اسکے انتظام سے فارغ ہو کر بصرہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچکر اس نے ویسا ہی خطبہ دیا جیسا کہ کوفہ میں دیا تھا۔ اور مہلب کے ساتھ چھوڑ دینے والوں کو خوب خوب دھمکایا اس اثناء میں شریک ابن عمرو سکری آیا اسکو فتق کا عارضہ تھا اس نے اپنے نہ جانیکا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ عطیہ سرکاری حاضر ہے بیت المال میں جمع کر لیا جائے۔ حجاج نے اسپر توجہ نہ کی اور اسکے قتل کا حکم دیدیا اہل بصرہ اس سختی سے ڈر گئے اور جوق جوق بصرہ سے نکلکر مہلب کے لشکر میں جا پہنچے۔ پھر حجاج بھی بصرہ سے مہلب کیطرف بغرض امداد روانہ ہوا۔ جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ڈیرے ڈالدیئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل بصرہ و کوفہ! واللہ تمہارا مقام یہی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کریگا" پھر کچھ سوچ سمجھ کر لشکریوں کی عطیات سے وہ سو سو دراہم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانہ میں اضافہ کئے گئے تھے۔ عبداللہ بن جارود بولا "امیر المومنین عبدالملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور ان کے بھائی بشر نے اسکو انکے حکم سے جاری و جائز رکھا ہے" حجاج نے چیں بہ جبیں ہو کر جھڑک دیا پھر عبداللہ بن جارود نے کہا "میں تم کو نصیحتاً کہتا ہوں میرے سوا اور لوگوں کا بھی یہی بیان ہے حجاج یہ سنکر کئی مہینے تک خاموش رہا اس اضافہ کا کوئی تذکرہ تک نہ کیا پھر بعد چندے اپنے قول سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن جارود نے اسپر اعتراض جڑ دیا مصقلہ بن کرب عبدی نے عبداللہ سے کہا "خاموش ہو جاؤ۔ ہم لوگوں کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ وہ کہے خواہ پسند ہو یا ناگوار بسر و چشم اسکو منظور کر لیں" عبداللہ بن جارود نے اسکو جھڑکا گالیاں دیں اور

اُٹھکر رؤساء لشکر کو لئے ہوئے عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی کے پاس گیا۔ سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا "اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی کے ضبط کرنے کا قصد کرلیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اسکے نکالنے کی بیعت کرتے ہیں۔ تم عبدالملک کو لکھو کہ ہم پر وہ کسی دوسرے کو مامور کرے ورنہ ہم اسکو تخت خلافت سے اتار دینگے اور وہ ہم لوگوں کا لحاظ و پاس اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک خوارج کا وجود عراق میں باقی رہے گا" عبداللہ بن حکیم اسپر راضی ہو گیا کل اہل عراق نے درپردہ بیعت کرلی اور باہم عہد و پیمان کرلیا رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو وہ بیت المال کی حفاظت اور احتیاط کرنے لگا مگر جسوقت اہل عراق نے بہمہ وجوہ اپنا انتظام درست کرلیا تو ربیع الثانی ۷۶ھ میں انھوں نے علم بغاوت بلند کردیا۔ عبداللہ بن جارود سوار ہوا بنو عبدقیس اپنے رایات لیکر آگے بڑھے۔ حجاج کے پاس سوائے اسکے خاص خاص مصاحبوں اور اسکے خاندان والوں کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ حجاج نے نرمی کے ساتھ عبداللہ بن جارود کو واپس بلایا لیکن اس نے قاصد کو سخت و سست کہنا شروع کیا اور صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کردونگا۔" قاصد بولا "تمہاری شاید شامت آگئی ہے امیر تمہاری قوم اور تمہارے خاندان کو برباد کردیگا۔ واللہ اگر تم امیر کے پاس نہ چلوگے تو تمہارے حق میں بہت بُرا ہوگا۔" عبداللہ بن جارود نے ترش رو ہو کر جواب دیا "واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ڈھیر کردیتا۔" قاصد اس جواب سخت سے ڈر کر واپس آیا اور عبداللہ ابن جارود نے حملہ کا حکم دیدیا لوگ نرغہ کرکے حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ کر واپس ہوئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں۔ غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا "دیکھو بغیر قتل کئے حجاج کے واپس نہ چلو ورنہ صبح کو تمہاری خیر نہیں ہے۔" عبداللہ بن جارود نے جواب دیا "کل اسکا علاج کردیا جائیگا شام ہو گئی ہے۔ اسوقت کیا ہو سکتا ہے۔" حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمر عتکی (پولیس

بصرہ کا افسر) بھی تھا۔ حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے بحیلہ و فریب امن حاصل کر کے امیرالمومنین کے پاس چلا جانا مناسب ہے کیونکہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کے سب بر سر پرخاش ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا "میری یہ رائے ہے کہ نہایت سرگرمی و ثابت قدمی سے انکی بغاوت فرو کرنا چاہئے گو اس میں موت ہی کیوں نہ آجائے تم ہرگز عراق سے امیرالمومنین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیرالمومنین نے کیسا رتبۂ عالی مرحمت کیا اور تم ہی کو ابن زبیر کے جنگ پر مامور کیا" حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور زیاد سے کشیدہ خاطر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عامر بن مسمع کہتا ہوا آیا "میں نے لوگوں سے تمہارے لئے امان لیلی ہے" حجاج لوگوں کو سنا کر آوازہ بلند سے کہنے لگا "واللہ میں ان لوگوں کو امان نہ دونگا جب تک وہ لوگ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالہ نہ کر دیں گے" اور خفیہ طور سے عبید بن کعب نمیری کو بلا بھیجا۔ عبید بن کعب نے کہلا بھیجا کہ اگر میں آؤں گا تو تم شاید مجھے واپس نہ آنے دو گے۔ حجاج نے کہا "ایسا نہ ہوگا" پھر محمد بن عمر بن عطارد و عبداللہ بن حکیم کے پاس یہی پیام کہلا بھیجا انلوگوں نے بھی یہی جواب دیا۔ بعد اسکے عباد بن حصین جفطی، ابن جارود، ہذیل اور عبداللہ بن حکیم کیطرف ہو کر گذرا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ عباد نے شریک مشورہ ہونے کی اجازت چاہی۔ ابن جارود وغیرہ نے انکار کیا۔ عباد بن حصین کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اسکے دیکھا دیکھی قتیبہ بن مسلم بنو اعصر کو لیکر آملا۔ سبرۃ بن علی کلابی، سعید بن اسلم کلابی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آکر مل گئے۔ حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت بڑی تقویت ہو گئی بعیر مسمع بن مالک بن مسمع نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آجاؤں۔ حجاج نے جواب دیا "تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ کرنے سے روک دو" تمام رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے نامی نامی سرداروں کے پیام آتے جاتے

رہے۔ صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔ عبداللہ بن جارود نے اہل عراق کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان سے کہا "کیا رائے ہے؟" اُس نے جواب دیا "کل تم نے اُسے (حجاج) کو چھوڑ دیا اب آج سوائے صبر کے اسکا علاج کچھ نہیں ہے"۔ ابن جارود نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دیا اُس کے میمنہ پر ہذیل بن عمران میسرہ پر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان تھا۔ حجاج کا میمنہ قتیبہ بن مسلم اور میسرہ سعید بن اسلم کی ماتحتی میں تھا۔ ابن جارود نے بڑھ کر حملہ کیا۔ حجاج کے ہمراہیوں کا منہ پھر گیا قریب تھا کہ ابن جارود کی فتحیابی کا پھریرہ اڑا دیا جاتا لیکن اتفاق سے ایک تیر ابن جارود کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا جس کے صدمہ سے وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ حجاج کے منادی نے پکار کر کہا "کل لوگوں کو باستثنا ہذیل و ابن حکیم کے امان دیجاتی ہے۔ امیر کا حکم ہے کہ کوئی شخص بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے"۔ عبداللہ بن زیاد بن ضبیان بھاگ کر عمان پہنچا اور وہیں مر گیا۔ حجاج نے ابن جارود اور اسکے اٹھارہ ہمراہیوں کے سر مہلب کے پاس بھیجدیئے۔ مہلب نے انکو نیزوں پر نصب کرا دیا تاکہ خوارج انکو دیکھ کر مخالفت کرنے پر نادم ہوں۔ چونکہ عبیداللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کیا تھا اور ابن قبعثری نے لوگوں کو مخالفت پر اُبھارا تھا اس وجہ سے انکو قید کر دیا گیا لیکن ابن قبعثری کو بعد چندے عبدالملک نے رہا کر دیا۔

منجملہ اُن لوگوں کے جو ابن جارود کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے عبداللہ بن انس بن مالک انصاری تھا۔ حجاج نے انکو دیکھ کر کہا "میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا"۔ پس جب بصرہ میں داخل ہوا تو اُس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا یہ اس کے پاس گئے تو سخت و سُست کہا۔ گالیاں دیں۔ انس بن مالک نے عبدالملک کو اسکی شکایت لکھی عبدالملک نے حجاج کو انس بن مالک کے ساتھ اس برتاؤ کے کرنے پر بہت سخت و سُست لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ انس بن مالک کو جس

قدر و منزلت کے زینہ پر ہوں اسی پر رکھو اور انکا مال و اسباب واپس دو ورنہ ایسے شخص کو بھیج دونگا جو تمہاری کجی کو درست کر دے گا اور تمہاری آبرو کو ایک دم میں خاک میں ملا دیگا۔ حاضرین کا بیان ہے کہ حجاج کا چہرہ اس پر عتاب خط کے پڑھنے سے کبھی تو زرد ہو جاتا تھا اور کسی وقت بھر بھرا اٹھتا تھا اور پیشانی سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ خط پڑھ چکا تو طوعاً وکرہاً انس بن مالک کی خدمت میں معذرت کی غرض سے حاضر ہوا۔

ان واقعات کے بعد ہی زنج (سودان کے ایک قبیلہ) نے فرات بصرہ میں خروج کیا۔ گو اس سے پیشتر زمانہ مصعب میں انکا ظہور ہوا تھا اور انکی تعداد کثیر نہ تھی مگر باغات اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوجکشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کر ڈالا تھا اور بعض کو صلیب دیدی تھی باقی جو رہے تھے وہ متفرق و منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے پس جب ابن جارود کا واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریاح ملقب بہ شیر زنجی کو اپنا افسر بنایا اور اسکے ساتھ ہو کر فرات بصرہ کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے جنگ عبداللہ ابن جارود سے فارغ ہو کر زیاد بن عمرو (پولیس بصرہ کے افسر اعلیٰ) کو ان کے سرکوبی کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھا اور زیاد نے اپنے لڑکے حفص کو بسر افسری ایک فوج کے روانہ کیا پہلے معرکہ میں تو زنجیوں نے اسکو شکست دی لیکن جب دوسری فوج اسکی کمک پر آگئی تو ریاح میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ہزاروں زنجی تیغ اجل کے نذر ہو گئے۔

جنگ خوارج و قتل ابن مخنف تم کو یاد ہو گا کہ مہلب و عبدالرحمٰن بن مخنف مقام رامہرمز میں خوارج سے لڑ رہے تھے۔ جسوقت حجاج نے کوفہ و بصرہ سے انکی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور جب ایک کثیر التعداد فوج مجتمع ہو گئی تو انھوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیئے جس سے وہ پسپا ہو کر کازرون کی طرف بھاگے۔ مہلب و عبدالرحمٰن

کی فوجوں نے انکا تعاقب کیا قریب کازروں کے پہنچکر خوارج ٹھہر گئے۔ مہلب وعبدالرحمٰن کے لشکر نے بھی مورچہ قائم کردیئے مہلب نے حفاظت کی غرض سے اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدواکر دُھس بندھوادیئے اور عبدالرحمٰن سے بھی خندق کھدوانے کو کہا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا ہماری تلواریں خندق کا کام دینگی۔ رات کے وقت خوارج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کیوجہ سے آگے بڑھ نہ سکے مجبور ہوکر عبدالرحمٰن بن مخنف کیطرف لوٹے میدان صاف پاکر بڑھتے چلے گئے۔ عبدالرحمٰن کے رکاب کی فوج اچانک حملہ سے گھبراکر بھاگ کھڑی ہوئی معدودے چند آدمیوں کو لیکر عبدالرحمٰن نے میدان لیا۔ لڑائی ہوئی سب کے سب مارے گئے یہ روایت اہل بصرہ کی ہے۔ اہل کوفہ کا یہ بیان ہے کہ جسوقت مہلب وعبدالرحمٰن نے خوارج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تو خوارج نہایت مردانگی سے جواب دینے لگے اور اس شدت سے اُن کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے کہ مہلب مجبوراً اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹا۔ عبدالرحمٰن نے عنوان جنگ بدلتا دیکھ کر سواروں اور پیادوں کو مہلب کی مدد پر بھیجا۔ خوارج نے فوراً اپنی فوج کے دو حصے کردیئے چھوٹے حصہ کو مہلب کے مقابلہ پر رکھا اور بڑے حصہ کو عبدالرحمٰن کیطرف بڑھایا عبدالرحمٰن نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر معہ ستر آدمیوں کے اپنی قوم کے معرکہ کارزار میں کام آگیا۔ حجاج نے اس کے لشکر کی سرداری عتاب بن ورقاء کو دی اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنایا۔ گو عتاب کو یہ ناگوار گذرا لیکن اطاعت کے سوا چارہ کار ہی کچھ نہ تھا۔ مگر پھر بھی مہلب وعتاب میں ان بن ہو گئی۔ مہلب نے سخت وسُست کہا عتاب نے حجاج کے پاس اپنی واپسی کی درخواست بھیجی حجاج نے کسی ضرورت سے اسکو منظور کرلیا پس یہ لشکر بھی مہلب کی سپردگی میں دیدیا گیا مہلب نے اپنی طرف اپنے لڑکے حبیب کو اسپر مامور کیا اور تقریباً ایک برس تک نیشاپور میں ٹھہرا ہوا خوارج سے لڑتا رہا۔

پھر خوارج نے ۷۶ھ میں حجاج پر چڑھائی کی اور ۸۰ھ تک اسکو اپنی لڑائیوں میں مصروف رکھا۔ سب کے پہلے جس نے خوارج سے خروج کیا وہ صالح بن شرح تمیمی تھا۔ جب یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنایا اکثر بنو شیبان اسکے مطیع ہو گئے حجاج نے بسرافسری حرث بن عمیرہ ان کے سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا بعدہٗ سفیان خثعمی کو بسرگروہی ایک دستہ فوج کے حرث کی امداد پر مامور کیا پھر ابن سعید اس کے مقابلہ پر آیا لیکن اسکو ہزیمت ہوئی۔ شبیب نے کوفہ کیطرف قدم بڑھائے۔ حجاج نے معرکہ آرائی کی اور کوفہ کو اس کے دستبرد سے بچا لیا۔ بعد ازاں حجاج نے متعدد فوجیں شبیب کے مقابلہ پر روانہ کیں اور ان کے بعد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ ان لوگوں نے خوارج کو شکست دی۔ پھر عتاب بن ورقار وزہرہ بن حوبہ انکی کمک پر روانہ کئے گئے۔ اس معرکہ میں میدان خوارج کے ہاتھ رہا عتاب وزہرہ مارے گئے بعدہٗ شبیب بھی مارا گیا۔ خوارج میں نفاق پیدا ہو گیا ایک کثیر گروہ مارا گیا جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

سکۂ اسلامیہ عبدالملک نے عنوان خط پر جو بادشاہ روم کے پاس بھیجا تھا قل ھو اللہ احد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک معہ تاریخ کے لکھا تھا بادشاہ روم کو یہ شاق گذرا لکھ بھیجا کہ "عنوان خط پر ایسے مضامین نہ لکھو ورنہ ہم دراہم ودنانیر پر تمہارے نبی کا ذکر ایسے طور سے لکھیں گے کہ تم کو ناگوار ہو گا"عبدالملک کو اس سے تردد پیدا ہوا لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن یزید نے رومیوں کے دراہم ودنانیر کے ترک کر دینے اور ضرب اسلامیہ کی رائے دی۔ عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں حجاج نے دراہم ودنانیر پر قل ھو اللہ احد منقش کرایا لوگوں نے اسکو ناپسند کیا اس وجہ سے کہ غیر طاہر بھی اسکو چھوتے تھے۔ پھر سونے اور چاندی کے خالص و بے میل ہونے کی جبیر سکہ اسلامیہ مضروب ہوتا تھا بہت زیادہ کوشش

کی گئی۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے زمانہ حکومت یزید بن عبدالملک میں اور خالد قسری نے عہد حکومت ہشام میں خالص ہونے کا سخت اہتمام کیا۔ بعدہ یوسف بن عمر نے سب سے زیادہ مبالغہ کیا اور کھرے وکھوٹے کا امتحان مقرر کیا اس اعتبار سے ہبیریہ، خالدیہ، یوسفیہ، خالص عمدہ ترین نقود بنوامیہ سے شمار کئے جاتے تھے۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں یہ فرمان جاری کیا کہ خراج میں سوائے ان سکوں کے اور سکے قبول نہ کئے جائیں اور پہلا سکہ مکروہیہ کے نام سے موسوم ہوا اسوجہ سے کہ وہ خالص نہ تھا یا اسوجہ سے کہ اسپر قل ہو اللہ منقش تھا لوگ اسکو مکروہ سمجھتے تھے۔ عجمیوں کے دراہم مختلف اقسام کے تھے بعض چھوٹے تھے بعض بڑے تھے مثقال کا کوئی وزن مقرر نہ تھا بعض بیس قیراط[1] کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے۔ ان سب کو جمع کیا تو بیالیس[۴۲] قیراط ہوئے پس اس کے ثلث یعنی چودہ قیراط پر درہم عربی مضروب ہوا۔ اس حساب سے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوئے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ مصعب ابن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے دراہم مضروب کر دیئے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبدالملک ہی نے اسلام میں سب کے پہلے سکہ قائم کیا ہے۔

قتل بکیر بن وشاح

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا ہے اور بجائے اُسکے ۷۴ھ میں اُمیہ بن عبیداللہ بن خالد بن اسید مامور ہوا ہے اور ہنوز وہ خراسان ہی میں مقیم ہے۔ جدید گورنر (اُمیہ) اس کی عزت و توقیر کرتا ہے اور صوبجات خراسان میں سے جس صوبہ کو وہ پسند کرے اسکی حکومت دینے کہتا ہے مگر بکیر قبول نہیں کرتا۔ کمال اصرار سے اُمیہ نے بکیر کو طخارستان کا والی مقرر کیا بکیر سامان سفر کی درستی میں مصروف تھا کہ بحیر بن ورقاء آ کر سدراہ ہو گیا اور امیہ کو

[1] ایک قیراط تین رتی کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک چار رتی کا اور مثقال بوزن ہندی ساڑھے چار ماشہ کا اور درہم ساڑھے تین ماشہ کا اور ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہے۔

بکیر کے مامور کرنے سے روک دیا بعد اس کے اُمیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بحیر کے کہنے سے واپس بلا لیا تھوڑے دنوں بعد اُمیہ اپنے لڑکے کو خراسان پر مقرر کر کے بخارا پر اور بوقت واپسی ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے قصد سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا "تم مرو کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو اسکا والی مقرر کیا دیکھو ابن حازم کی روک تھام معقول طور سے کرنا مجھے اسکے حملہ کا سخت اندیشہ ہے" بکیر اپنے معتمد علیہ ہمراہیوں کے ساتھ بقصد واپسی مرو۔کنارہ پر ٹھہر گیا اور امیہ نے نہر عبور کر کے بخارا کا راستہ لیا بکیر کی واپسی کے وقت اسکے ایک دوست (عتاب) نے رائے دی کہ ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو میں چلکر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

احنف بن عبداللہ عنبری۔ میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں

بکیر۔ مجھے اپنے ہمراہیوں کا اندیشہ ہے کہ انکی جانیں مفت ضایع جائیں گی۔

کل ہمراہی۔ تم جس قدر کہو گے مرو سے ہم فوجیں مجتمع کر دیں گے۔

بکیر۔ ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون ہو گا۔ مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔

عتاب۔ اسکی تدبیر نہایت آسان ہے۔ تم منادی سے یہ ندا کرا دینا کہ جو شخص ہمارا ساتھ دیگا اسکا خراج ہم معاف کر دیں گے۔ دیکھ لینا ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔

بکیر۔ تو کیا امیہ اور اس کے ہمراہی ہلاک کر ڈالے جائیں گے۔

احنف۔ وہ ہلاک کیوں ہو گا اسکے پاس بھی فوج ہے اور ہمارے پاس بھی لڑتے بھڑتے چین تک پہنچ جائیں گے" بکیر ان فقروں میں آ گیا۔ کشتیاں جلوا دیں اور مرو آکر امیہ کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر کے اسکے لڑکے کو قید کر دیا۔

اُمیہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اہل بخارا سے ایک قلیل جزیہ پر مصالحت کر کے مرو کی جانب واپس ہوا۔ نہر پر پہنچا تو کشتیاں ندارد تھیں۔ بدقت تمام کشتیاں بہم پہنچائی گئیں

نہر کو عبور کیا اتنے میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم آپہونچا۔ بحکمت عملی اُمیہ نے اُس سے اپنا پیچھا چھوڑا یا۔ مرو کے قریب پہنچکر شماس بن ورقاء کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ آگے بڑھنا کا حکم دیا۔ بکیر نے مرو سے نکلکر صف آرائی کی۔ شماس کو پہلے ہی حملہ میں ہزیمت ہوئی امیہ نے بجائے اس کے ثابت بن عطیہ کو مامور کیا جب یہ بھی میدان جنگ میں ثابت قدم نہ رہا تو خود بقصد مقابلہ آگے بڑھا مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں آخرالامر بکیر پسپا ہوکر مرو میں جا چھپا اور امیہ نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ ایک مدت کے بعد ان شرائط پر مصالحت ہوگئی کہ بکیر کو خراسان کے جس صوبہ کی وہ حکومت چاہے دیجائے اور امیہ اُس کے قرض کو جس کی تعداد چار لاکھ درہم ہے ادا کردے اور بکیر کے ہمراہی جو وقت جنگ قید کرلئے گئے ہیں۔ اس کے پاس بھیجدیئے جائیں اور آئندہ اُس کے متعلق بجیر کی شکایت پر لحاظ نہ کیا جائے۔

صلحنامہ لکھے جانے کے بعد امیہ مرو میں داخل ہوا بکیر جس عزت واحترام سے پہلے تھا اسی عزت واحترام پر رکھا۔ عتاب کو بیس ہزار دراہم دیئے اور بجیر کو موقوف کرکے عطار بن ابی صائب کو پولیس کی افسری دی۔

بعضوں کا بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ امیہ اس کو مرو میں اپنا نائب بنا گیا تھا۔ پس جب امیہ نہر عبور کرگیا تو بکیر اس کی نزع حکومت کا اعلان کرکے خود حاکم بن بیٹھا اور جس افعال کا وہ مرتکب ہوا اس کو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

بعد چندے بجیر نے امیہ سے بکیر کی پھر شکایت کی کہ اُس نے مجھے تمہاری مخالفت پر اُبھارا تھا اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاملہ میں اُس کے برادر زادے بھی شریک ہیں۔ ایک گروہ نے اس کے دوستوں میں سے اس امر کی شہادت دی امیہ نے اس کو اور اس کے برادر زادوں کو گرفتار کراکے قتل کرڈالا۔

یہ واقعہ ۸۶ھ کا ہے۔ بعد اس کے نہر کو عبور کر کے بلخ پر فوج کشی کی ترکوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ وہ اور اس کا لشکر فنا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا لیا اور وہ بہزار خرابی بسیار مرو لوٹ آیا۔

قتل بحیر بن زیاد

جس وقت بکیر بسعی و شکایت بحیر بن ورقا قتل کر ڈالا گیا تو قبیلہ تمیم سے بنو سعد بن عوف نے جو بکیر کے اعزہ و اقارب تھے معاوضہ خون کے لینے پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ان میں سے شمرول نامی ایک شخص بادیہ سے نکل کر خراسان آیا اور چند دنوں تک بحیر کے پاس قیام پذیر رہا۔ ایک روز حالت غفلت میں شمرول نے بحیر پر برچھی کا وار کیا بحیر گر گیا زخم کاری نہ تھا یہ تو بچ گیا اور شمرول قتل کر ڈالا گیا۔ بعد ازاں بجائے اس کے صعصعہ بن حرب عوفی بکیر کے معاوضہ خون کے لینے کا بیڑا اٹھا کر سجستان آیا مدتوں ٹھہرا ہوا کامیابی کی تدبیریں سوچتا رہا بالآخر بنو حنفیہ سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور ان سے یہ ظاہر کیا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارش بحیر کو لکھ دو۔ بنو حنفیہ نے صعصعہ کے کہنے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لئے ہوئے خراساں پہنچا اور بحیر کے پاس جا کر اترا اپنے نام و نسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور مہینوں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ اکثر بحیر کے ہمراہ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بحیر کو اس سے انس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا بحیر ایک روز مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ آ پہنچا اور بحیر کے پیچھے گویا کچھ پوشیدہ باتیں کرنے کو کھڑا ہو گیا بحیر اس کی طرف مائل ہوا اس نے ایک ایسا بھالا مارا کہ اگلے دن بحیر مر گیا۔ مقاعس اور ربطون تمیم میں صعصعہ کی گرفتاری پر جھگڑا ہونے لگا مہلب نے اس قضیہ کو رفع و دفع کر دیا۔ اور خون بحیر کو خون بکیر کا معاوضہ قرار دیدیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہلب نے صعصعہ کو بحیر کے پاس گرفتار

کر کے بھیجدیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے۔

خراسان و سجستان پر حجاج کی گورنری

۷۸ھ میں عبدالملک نے گورنری خراسان و سجستان سے امیہ بن عبداللہ کو معزول کر کے ان صوبجات کو بھی حجاج کے سپرد کر دیا حجاج نے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان پر اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان پر اپنی طرف سے مامور کیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ مہلب جنگ ازارقہ سے فارغ ہو چکا تھا حجاج نے اس کو بلا کر اپنے برابر تخت پر بیٹھایا اور اس کے ہمراہیوں کے وظائف بڑھائے) پس مہلب نے اپنے لڑکے جیب کو خراسان کی طرف بھیجدیا اس نے نہ تو امیہ سے کچھ تعرض کیا اور نہ اس کے عمال سے۔ تا آنکہ اپنی حکومت کے ایک برس بعد مہلب بھی آپہنچا اور پانچہزار کی جمعیت سے نہر غربی کو عبور کر کے ماوراء النہر کی طرف بڑھا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوالادہم زمانی تین ہزار کی جمعیت سے تھا۔ مہلب نے کش پر پہونچکر قیام کیا۔ اسی زمانہ میں بادشاہ ختن کے چچازاد بھائی نے حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی اس نے اپنے لڑکے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا رات بھر بادشاہ ختن کے چچازاد بھائی نے عساکر اسلامیہ کو چھپا رکھا صبح ہوتے ہی بادشاہ ختن کو گرفتار کر کے یزید کے حوالہ کر دیا یزید نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا بالآخر اہل قلعہ سے اپنی خواہش کی مطابق صلح کر کے واپس آیا۔ انہیں دنوں مہلب نے اپنے لڑکے جیب کو بسرافسری چار ہزار فوج کے بخارا پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا۔ والی بخارا نے چالیس ہزار لشکر سے اس کا مقابلہ کیا فریق مخالف کے لشکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالا تھا جیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں کو جلا دیا اور مال و اسباب کو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا۔ دو برس تک مہلب کش کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل کش نے طول محاصرہ سے گھبرا کر جزیہ دینا قبول کیا مہلب نے ان سے مصالحت کر لی۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ جو سجستان کا حجاج کی طرف سے گورنر ہو کر گیا تھا اُس سے رتبیل نے تھوڑے دنوں تک تو دوستانہ مراسم رکھے معینہ خراج دیتا رہا۔ لیکن بعد چندے خراج روک لیا۔ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اس کی گوشمالی کرنے اور اُس کے شہروں کو پامال کرنے کا حکم دیا۔ پس عبیداللہ بن ابی بکرہ فوج کوفہ وبصرہ کو لیکر رتبیل کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اہل کوفہ کا افسر شریح بن ہانی (جناب امیر علیہ السلام کا ہوا خواہ) تھا عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل کے ملک میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی۔ رتبیل مقابلہ پر آیا لیکن تاب مقاومت نہ لا سکا۔ یکے بعد دیگرے قلعات وشہروں کو چھوڑتا جاتا تھا اور اسلامی فوجیں اُس پر قابض ہوتی جاتی اور ان میں سے اکثر کو ویران وخراب کرتی جاتی تھیں۔ رفتہ رفتہ اس کی دارالسلطنت کو صرف اٹھارہ فرسخ باقی رہ گئے تھے کہ ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لئے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے پیچ وپیش میں پڑ کر سات لاکھ درہم دیکر محض راستہ دیدینے پر مصالحت کر لی لیکن شریح بن ہانی نے اس سے اختلاف کر کے لوگوں کو جنگ پر اُبھارا۔ چند لوگ اُس کے کہنے میں آ گئے تو شریح نے از سرِ نو جنگ کا اعلان کر دیا بہت سے آدمی کام آ گئے ان میں خود شریح بھی تھے جو باقی رہے وہ کسی طرح اپنی جان بچا کر رتبیل کے ملک سے بھاگ کر نکل آئے اور لوگوں سے ملاقات کی۔ شدت گرسنگی کا یہ حال تھا کہ جہاں ان کو کھانا دیا گیا مر جاتے تھے اس وجہ سے قدرے قدرے ان کو گھی دیا جانے لگا۔ جب اس سے ان میں توانائی آ گئی تو اور غذائیں دی جانے لگیں۔

حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو مطلع کیا اور ملک رتبیل پر فوج کشی کرنے کی اجازت چاہی چنانچہ بعد حصول اجازت بیس ہزار سوار کوفہ سے اور بیس ہزار فوج پیادہ بصرہ سے مرتب کر کے بڑے بڑے شجاع وکار آزمودہ شخصوں کو

انکا افسر بنایا اور اُن کو وظائف مقررہ کے علاوہ دس لاکھ دراہم اور مرحمت کئے گھوڑے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ دیکر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو ان کا افسر اعلیٰ بنایا۔

حجاج بن یوسف کسی وجہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے عداوت رکھتا ایک روز اتفاق سے جوش میں آکر کہہ اُٹھا "اریں قتلہٗ (میں اس کو قتل کیا چاہتا ہوں) شعبی نے عبدالرحمٰن بن محمد کو اس سے مطلع کیا عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا تو سہی کہ میں اسکی حکومت خاک میں نہ ملادوں"۔ جب اسکو حجاج بسرافسری لشکر مذکور الصدر روانہ کرنے لگا تو اسکے بھائی اسماعیل بن محمد نے حاضر ہو کر حجاج سے کہا تم اس کو لشکر کا سردار مقرر کرکے نہ روانہ کرو مجھے اس کی مخالفت کا اندیشہ ہے" حجاج نے جواب دیا" وہ مجھ سے اس درجہ خائف ہے کہ میری مخالفت نہ کرے گا"۔

الغرض عبدالرحمٰن بن محمد عساکر اسلامیہ لئے ہوئے سجستان پہنچا اور لوگوں کو مجتمع کرکے خطبہ دیا۔ جہاد سے تخلف کرنے والوں کو عقوبت سے ڈرایا۔ چھوٹے بڑے سب اس کے ساتھ ہو لئے رتبیل کو یہ خبر لگی تو اس نے معذرت کی خراج روانہ کرنے کا وعدہ کیا لیکن عبدالرحمٰن نے منظور نہ کیا اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اسکے ملک میں داخل ہوا۔ جن جن شہروں کو وہ فتح کرتا تھا اُن پر اپنا عامل مقرر کرتا اور ان کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرتا۔ اور ہر خطرناک مقام اور پہاڑی دروں اور ناکوں پر محافظین اور جاسوسوں کو مقرر کرتا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ رتبیل کے ملک کا زیادہ حصہ عبدالرحمٰن کے قبضہ میں آگیا۔ عبدالرحمٰن نے بنظر مصلحت آگے بڑھنے سے اپنے قدم کو روک لیا اور ایک اطلاعی عرضداشت مشعر فتح حجاج کے پاس بھیجدی۔

بعضوں نے عبدالرحمٰن کے مامور کیئے جانے کا قصہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن عدی سدی کو کرمان میں ایک دستہ مسلح فوج کے ساتھ ٹھہرا دیا تھا اس غرض سے کہ اگر عامل سندھ و سجستان کو ضرورت ہو تو اُن کی امداد کرنا لیکن بجائے امداد کے یہ خود باغی ہو گیا۔ حجاج نے اس کی گوشمالی کرنے پر عبدالرحمٰن بن محمد بن

...نعث کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن نے ہمیان کو ہزیمت دیدی اور بجائے اس کے قیام ...یا بعد چندے عبیداللہ بن ابی بکرہ والی سجستان کا انتقال ہو گیا حجاج نے عبدالرحمٰن ...سجستان کی سند گورنری دی چونکہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کو آراستہ و پیراستہ رکھتا تھا ...س وجہ سے اس کا لشکر اس زمانہ میں جیش الطواویس کے نام سے موسوم کیا ...اتا تھا۔

...جاج و عبدالرحمٰن ...کی مخالفت

جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمٰن کا خط مشعر بایں مضمون پہنچا کہ بالفعل جس قدر رتبیل کے شہر ہم نے فتح کر لئے ہیں ...ی پر اکتفا کرتے ہیں اور جنگ کو آئندہ سال تک ملتوی کئے دیتے ہیں۔ تو ...جاج نے جنگ کے جاری رکھنے اور ان کے قلعات کے منہدم کرنے اور ان کے ...شکریوں کو تہ تیغ کرنے اور قیدیوں کے گرفتار کرنے کو لکھا۔ یہ خط پہونچنے نہ پایا ...ھا کہ دوسرا خط پھر تیسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا تیسرے خط میں اس قدر مضمون ...ر زیادہ تھا کہ اگر تو نے ہمارے اس حکم کی اطاعت کی تو بہتر ورنہ تو معزول ہے ...ر امیر لشکر تیرا بھائی اسحاق ہے عبدالرحمٰن نے یہ خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا حجاج ...ی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہنے لگا "اے لوگو! ہم نے تو باتفاق رائے ...مارے بالفعل ترکوں سے لڑائی موقوف کر دی تھی اور ترکوں کے بقیہ ملک پر ...ضہ کرنے کو آئندہ سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا اور اپنی یہ رائے حجاج کو ...بھیجی تھی لیکن حجاج کا یہ خط آیا ہے وہ ہم کو ترکوں سے لڑنے کو لکھتا ہے اور ...وں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیتا ہے حالانکہ روزانہ جنگ سے تم لوگ ...ک گئے ہو، ممالک مقبوضہ کا انتظام ہی کرتا ہے علاوہ بریں تم لوگ یہ بھی جانتے ...کہ یہ وہی ملک ہے جہاں کل تمہارے بھائی مارے جا چکے ہیں میں تمہارا ہی ...سا ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلو گے تو میں چلوں گا"۔ لشکریان عراق

یہ سنتے ہی بھڑا اوٹھے اور ایک زبان ہوکر بولے "لانسمع ولا نطیع للحجاج" (حجاج کی ہم نہ اطاعت کریں گے اور نہ اُس کا کہنا سُنیں گے) ابوالطفیل عامل بن واثلہ کنانی کہنے لگا "حجاج عدو اللہ ہے اس کو امارت سے معزول کر کے عبدالرحمن کی سرداری کی بیعت کرلو"۔ ہر طرف سے لوگ بول اوٹھے (فعلنا فعلنا) (ہم نے یہ کیا۔ کیا) عبدالمومن بن شبث بن ربعی نے اُٹھ کر کہا "چلو دشمن خدا حجاج کی طرف لوٹ چلو اور اس کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو"۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی کل لشکری عبدالرحمن کے ہاتھ پر حجاج کی خلع حکومت اور اس کو عراق سے نکالدینے اور نکالنے والوں کی امداد کی بیعت کرلی اس بیعت میں عبدالملک کا کچھ ذکر و تذکرہ نہیں آیا۔

عبدالرحمن نے رتبیل سے مصالحت کرلی شرط یہ قرار پائی کہ "اگر حجاج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو رتبیل کا خراج معاف کردیا جائے گا اور بصورت ہزیمت۔ حجاج کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابل و سدراہ ہوگا"۔ رتبیل صلح کے بعد عبدالرحمن بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی کو، روخج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو اور کرمان پر حرثہ بن عمر تمیمی کو مامور کر کے عراقی فوجیں لئے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے آگے اعشی ہمدان شاعر اُس کی مدح اور حجاج کی مذمت کرتا جاتا تھا مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمیر عیرفی تھا۔ فارس پہنچا تو بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کردیا تو گویا عبدالملک کی بھی ہم نے خلع خلافت کی۔ پس سبھوں نے عبدالملک اور اس کے حکام کی معزولی، کتاب و سنت جہاد اہل ضلالت اور جنگ خوارج کی بیعت عبدالرحمن کے ہاتھ پر کرلی۔

حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ مہلب نے یہ خبر پاکر حجاج کو لکھا کہ تم اہل عراق سے سر دست متعرض نہ ہو اور جب تک وہ لوگ اپنے اہل و عیال میں نہ پہنچ لیں جنگ نہ کرو۔ حجاج نے اُس پر کچھ خیال نہ کیا بلکہ

مہلب سے بھی مشکوک ہو گیا۔ جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آگئیں تو حجاج بصرہ سے کوچ کر کے تستر پہنچا اور دستہ فوج سواران کو بطور مقدمہ آگے بڑھایا۔ عبدالرحمٰن کے سواروں سے مقابلہ ہو گیا حجاج کے سواروں کو ہزیمت ہوئی حصہ کثیر اس معرکہ میں کام آگیا حجاج مجبوراً بصرہ کی طرف لوٹا۔ یہ واقعہ یوم عیدالاضحیٰ ۸۱ھ کا ہے۔

بصرہ کے قریب پہنچکر حجاج غاویہ (زادیہ) کی طرف مڑ گیا اور اس ٹھوکر کھانے پر اس کو مہلب کی رائے ونصیحت کی قدر ہوئی۔ عبدالرحمٰن اور اُس کے ہمراہی بصرہ میں داخل ہوئے اہل بصرہ اور مقامات بصرہ کے کُل باشندگان نے عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی چونکہ حجاج لوگوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور ذمیون کو شہر میں آگئے تھے جزیہ لینے کی غرض سے پھر قصبات و دیہات کی طرف واپس کر دیا تھا اس سے ان کو اور نیز اہل بصرہ کو سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی پس جب عبدالرحمٰن وارد بصرہ ہوا تو سبھوں نے بالاتفاق جنگ حجاج و خلع خلافت عبدالملک پر بیعت کر لی (یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۸۱ھ ہے)۔

شروع محرم ۸۲ھ سے حجاج اور عبدالرحمٰن میں پھر لڑائی چھڑ گئی فریقین نے ایک دوسرے پر سختی کے ساتھ متعدد حملے کئے کبھی عبدالرحمٰن غالب آجاتا تھا اور کبھی حجاج۔ لیکن آخری جنگ میں (جو ۲۹ محرم کو ہوئی) اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار عبدالرحمٰن کے ساتھ کوفہ کا قصد کیا اثناء ہزیمت میں ہزار آدمی مارے گئے تمام قصبات و دیہات میں قتل عام کا بازار گرم ہو گیا عقبہ بن عبدالغافر ازدی معہ ایک گروہ قراء کے اسی واقعہ میں کام آگئے حجاج نے ہزیمت کے بعد ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو تیغ اجل کے نذر کیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

عبدالرحمٰن کی ہزیمت کے بعد بقیہ اہل بصرہ نے مجتمع ہو کر عبدالرحمٰن ابن عباس بن

ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کی حجاج پانچ شب تک برابر لڑتا رہا عبدالرحمٰن اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر عبدالرحمٰن ابن محمد ابن اشعث سے کوفہ میں جا کر ملا بصریوں کا ایک گروہ بھی اُس کے ہمراہ کوفہ چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن محمد کے کوفہ پہونچنے سے پیشتر عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی کو (جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کے قصر امارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اہل کوفہ کو عبدالرحمٰن بن محمد کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ اس کے استقبال کو آئے کوفہ میں نہایت احترام کے ساتھ لے گئے چونکہ ہمدان نے مطر سے سازش کر لی تھی اور قصر امارت پر پورے طور سے وہی متصرف ہو رہے تھے مطر نے ان کے کہنے سے عبدالرحمٰن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روکا عبدالرحمٰن نے کمند کے ذریعہ سے اپنے ہمراہیوں کو قصر امارت پر چڑھا دیا جو اس کو گرفتار کرکے عبدالرحمٰن کے پاس لائے عبدالرحمٰن نے اس کو قید کر دیا اور خود قصر امارت و کوفہ پر قابض ہو گیا۔

خاتمہ جنگ کے بعد حجاج بصرہ میں داخل ہوا۔ حکم بن ایوب ثقفی کو حاکم بصرہ مقرر کرکے کوفہ کی طرف لوٹا مقام دو یر منیر میں ڈیرے ڈال دیئے اور عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر دیر جماجم میں مورچہ قایم کیا فریقین کی امدادی فوجیں آگئیں۔ خندقیں کھود کھود کر دمدمے اور دمدمے باندھ دیئے گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ روزانہ ہر ایک دوسرے کے خندق تک لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور پھر وہاں سے ناامید ہو کر واپس چلا آتا اس اثناء میں عبدالملک نے اپنے لڑکے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم حجاج کو معزول کیئے دیتے ہیں اہل شام کی طرح تمہارے بھی وظائف مقرر و جاری کر دیں گے اور عبدالرحمٰن جس صوبہ کو پسند کرے گا اس کی گورنری ہم دیدینگے حجاج کو اس پیام سے بیحد صدمہ ہوا شاہی فرمان کو چھپا کے ایک عریضہ دربار

خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا اُن اُمور سے اہل عراق کی جرات بڑھ جائیگی اور وہ کبھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے کیا آپ کو عثمان بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے عبدالملک نے اس رائے کو پسند نہ کیا۔ عبداللہ و محمد بن مروان نے عبدالملک کا پیام اہل عراق سے کہا اہل عراق آپس میں اس بابت مشورہ کرنے لگے عبدالرحمٰن بن محمد نے رائے دی کہ اُس میں تم لوگوں کی عزت و بہتری ہے۔ لوگوں نے ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند کیں اور عبدالملک کے خلع خلافت کی تجدید بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اس امر کے محرک عبداللہ بن دواب السلمی وعمیر بن یتحان تھے۔

عراقی اور شامی فوجیں پھر جنگ کرنے پر تل گئیں حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو سواروں پر سفیان بن ابرو کلبی کو اور پیادوں پر عبداللہ بن حبیب حکمی کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن کے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خثعمی میسرہ پر ابرو بن قرہ تمیمی۔ سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب پیادوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ قلب لشکر پر عبداللہ بن رزم حرشی، قرار پر جبلہ زحر بن قیس جعفی تھا انھیں قرار میں سعید بن جبیر، عامر شعبی، ابوالبختری طائی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی وغیرہم بھی تھے۔

لشکر مرتب ہونے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی فریقین اپنے مورچوں سے نکلکر ایک دوسرے پر صبح کو حملہ کرتے اور شام ہوتے ہوتے واپس جاتے تھے۔ بقیہ سال ان ہی لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کے سواروں نے نہایت مردانگی و استقلال سے جنگ کو جاری رکھا حجاج کا رسالہ ہر چند ان کو ہزیمت دینا چاہتا تھا لیکن خود پسپا ہو کر لوٹ آتا تھا۔ حجاج نے مجبور ہو کر اپنے رسالہ کو تین حصوں پر تقسیم کر کے بسر افسری جراح بن عبداللہ حکمی۔ عبدالرحمٰن کے سواروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ جراح نے عبدالرحمٰن کے سواروں پر بیہم تین حملے

کئے۔ جبلہ بن زحر بن قیس جعفی، عامر شعبی، سعید بن جبیر آیات قرآنی، احادیث اور اقوال صحابہ کرام پڑھ پڑھ کر سواروں کو جنگ و مقابلہ پر اُبھار رہے تھے۔ عراقی سواروں نے شامیوں پر اس شدت کا حملہ کیا کہ اُن کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگ گئے عراقیوں نے شامی رسالہ کا تعاقب کیا اور جبلہ بن زحر ایک مقام پر اپنے ہمراہیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ ولید بن نجیب کلبی۔ جبلہ کو تنہا دیکھ کر چند شامیوں کے دوسری طرف سے لوٹ کر حملہ کیا اور سر اُتار کر حجاج کے پاس لایا۔

جبلہ بن زحر کے مارے جانے کے بعد تقریباً ساڑھے تین مہینہ تک لڑائی جاری رہی ہزاروں جانوں کا وارا نیارا ہو گیا۔ نہ مقتولین پر کوئی رونے والا تھا اور نہ زخمیوں کی تیمارداری کا کسی کو کچھ خیال تھا۔ پھر پندرھویں جمادی الثانی ۸۳ھ کو بہت بڑی لڑائی ہوئی سفیان بن الابرو نے (جو حجاج کے میمنہ کا افسر تھا) عبدالرحمٰن کے میسرہ پر جو ابرو بن قرہ کی ماتحتی میں تھا حملہ کیا۔ ابرو بن قرہ بلا جنگ بھاگ کھڑا ہوا میمنہ والے اس کے بھاگ جانے سے غیر مرتب ہو کر اُس کی طرف سے لوٹے حجاج نے ان کو مجتمع و مرتب کر کے پھر حملہ کر دیا عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی حجاج نے کوفہ کا رُخ کیا، محمد بن مروان موصل کی جانب اور عبداللہ بن عبدالملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔

حجاج نے کوفہ میں پہنچکر بیعت لینی شروع کر دی۔ اور ہر شخص سے کفر کا اقرار کرتا تھا جو انکار کرتا تھا اس کو قتل کر ڈالتا تھا۔ رفتہ رفتہ کمیل بن زیاد کی پیشی کی نوبت آئی یہ امیر المومنین علی کے ہوا خواہوں میں تھا۔ اور امیر المومنین عثمان کی مخالفت کی تھی حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور تقریباً ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا اہل شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بصرہ میں پہنچا منہزمین اس کے پاس پھر آ کر مجتمع ہو گئے ان ہی منہزمین کے ساتھ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بھی

تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن سے آکر عبدالرحمٰن کے ساتھ مل گیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنا لشکر مرتب کر کے حجاج پر پھر فوج کشی کی اس مرتبہ اس کے ہمراہ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی تھا جو قبل ہزیمت اس کے پاس رے سے چلا آیا تھا۔ اہل رے نے اس سے بغاوت کی تھی اس نے ان کو زیر کر کے عبدالرحمٰن سے سازش کر لی تھی غرض عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج تھی جنھوں نے مارنے اور مر جانے پر بیعت کی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے لشکر کی چاروں طرف حفاظت کی غرض سے خندق کھدوالی تھی حجاج اور اس کے رکاب کی فوج حملہ کر کر کے عبدالرحمٰن تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی لیکن ناکامیابی کے ساتھ پسپا ہو کر لوٹ آئی تھی۔ ماہ شعبان کے پندرہ دن تک اسی عنوان سے جنگ جاری رہی زیاد بن غنیم قینی جو حجاج کی کمسریٹ کا افسر تھا ان ہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ جس سے حجاج اور اس کے ہمراہیوں کا دل ٹوٹ گیا مگر تمام رات اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا صبح ہوتے پھر لڑائی چھڑ گئی۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ نے چار ہزار سوار ان کوفہ وبصرہ کو لے کر حجاج کے لشکر پر حملہ کیا اور مکرر سہ مکرر اہل شام کو موقعہ جنگ سے پیچھے ہٹایا۔ تیر اندازوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کر دی جس سے اہل شام پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے اور آگے بڑھنے کا قصد کرتے تھے تو سواروں کے نوکدار نیزوں کے نذر ہو جاتے تھے۔

عبدالملک بن مہلب نے یہ رنگ دیکھ کر تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر پیچھے ہٹے بعد اس کے حجاج کے ہمراہی سنبھل سنبھل کر ہر طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فقیہہ ابوالبختری طائی مارے گئے اور ابن اشعث سجستان کی طرف بھاگا۔

بعضوں نے اس ہزیمت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ کسی تبدیلی نے حجاج کے

پاس آکر عبدالرحمٰن بن اشعث کے لشکر کا ایک خفیہ راستہ بتلایا جس کے ساتھ حجاج نے چار ہزار فوج روانہ کردی صبح ہوئی تو حجاج نے لڑائی شروع کردی اتفاق سے اسکو خود ہزیمت ہوئی عبدالرحمٰن اس کے لشکرگاہ کو لوٹ کر اپنے کیمپ میں واپس آیا شام ہوتے ہوتے وہ چار ہزار فوج آ پہنچی (جن کو حجاج نے ہدوی کے ہمراہ روانہ کیا تھا) عبدالرحمٰن اور اُس کے ہمراہی نہایت ابتری سے مقابلہ پر آئے لیکن اس جانگاہ کوشش سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا کمال سراسیمگی سے بھاگ کھڑے ہوئے ہزارہا آدمی خندق میں گر گر مر گئے ان کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی حجاج مظفر و منصور عبدالرحمٰن کے لشکرگاہ میں آیا جن کو جن کو پایا قتل کر ڈالا۔ مقتولین کی تعداد جیسا کہ مورخین بیان کرتے ہیں چار ہزار تھی۔ از انجملہ عبداللہ بن شداد بن ہادی بسطام بن مصقلہ، عمر بن ربیعہ رقاشی، بشر بن منذر ابن جارود وغیرہ ہم تھے۔

حجاج نے یہ خبر پاکر کہ ابن اشعث سجستان کی طرف بھاگا جاتا ہے عمارہ بن تمیم لخمی اور اپنے لڑکے محمد کو بسر افسری ایک دستہ فوج اس کے تعاقب پر مامور کیا مقام سوس میں پہنچکر مقابلہ ہوگیا۔ عبدالرحمٰن مع اپنے ہمراہیوں کے تھوڑی دیر تک لڑکر سوس سے سابور کی طرف پسپا ہو کر بھاگا اور اکراد کو مجتمع کر کے پھر برسر مقابلہ آیا۔ ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد عمارہ بن تمیم کو ہزیمت ہوئی۔ بایں ہمہ عبدالرحمٰن نے سابور کو خیرآباد کہہ کر کرمان کا رُخ کیا عامل کرمان نے نہایت خوشی و مسرت سے اس کا استقبال کیا دارالامارت میں کمال عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ بعد چند دنوں کے عبدالرحمٰن نے زرنج کی طرف کوچ کر دیا۔ عامل زرنج نے شہر پناہ کے دروازے بند کرالئے عبدالرحمٰن نے جھلا کر اس کا محاصرہ کر لیا جب حصار سے کام نکلتا نظر آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا جہاں پر اُس کی طرف سے عیاض بن ہمیان ابن ہشام سلوبی شیبانی مامور تھا۔ عیاض نے نہایت خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا دارالامارت

ں لیجاکر ٹھہرایا۔ دعوت کی لیکن جس وقت اُس کے ہمراہی غافل ہوگئے قید کرلیا اور اس
ان فراموشی کے ذریعہ سے حجاج سے ملنے کا قصد کیا۔

رتبیل بادشاہ ترک عبدالرحمٰن کی آمد سنکر بست کے قریب آکر ٹھہرا ہوا تھا جب
ں کو اس کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو بہت بڑی دھمکی دی جس
ے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمٰن کو رہا کردیا۔ رتبیل اس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے
ے گیا۔

بعد اس کے عبدالرحمٰن کے منہزم ہمراہی سجستان کے قریب مجتمع ہوئے اور سب کے
ب بالاتفاق خراسان کے لینے پر تُل گئے تاکہ اپنے قبایل اور اعزہ و اقارب کی امداد
، آئندہ کامیابی حاصل کریں۔ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب
لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ سبھوں نے اپنی یہہ رائے عبدالرحمٰن بن اشعث کو
بھیجی اور اس کو بلایا عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس رائے سے مخالفت کی کیونکہ یزید
مہلب وہاں موجود تھا ساتھ ہی یہہ خیال بھی دامنگیر تھا کہ اہل شام و اہل خراسان
ہوکر مقابلہ نہ کر بیٹھیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ مجبوراً عبدالرحمٰن
کے ہمراہ ہرات کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ سے عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی
ہزار آدمیوں کو لے کر) چھپ کر بھاگ نکلا عبدالرحمٰن بن اشعث نے ان لوگوں سے
تم لوگوں نے تو مجھے لکھا تھا کہ ہم لوگوں میں ہر طرح سے اتفاق ہے لیکن عبید اللہ
ں ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں تو اپنے رفیق رتبیل کے پاس لوٹا جاتا ہوں۔
را جو جی چاہے کرو" کسی نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا چنانچہ تھوڑے سے آدمیوں کو
ر عبدالرحمٰن بن اشعث لوٹ کھڑا ہوا اور بقیہ حصہ لشکر کا جو زیادہ تھا وہ
لرحمٰن بن عباس کے ساتھ سجستان میں رہ گیا۔

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہزیمت کے بعد عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جب

مضر میں مجتمع ہو گئے تو اس نے بیس ہزار کی جمعیت سے خراسان کی جانب خروج کیا ہرات کے قریب پہنچکر ڈیرے ڈالے۔ مخالفین سے مڈبھیڑ ہو گئی کھیت عبدالرحمن کے ہاتھ رہا بعد اس کے یزید بن مہلب نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ملک چھوڑ کر تم چلے جاؤ عبدالرحمن نے جواب دیا "ہم نے دم لینے اور آرام کرنے کی غرض سے یہاں قیام کیا ہے بعد چندے چلے جائیں گے"۔ یزید بن مہلب یہ سنکر خاموش ہو گیا۔

عبدالرحمن (جو سجستان میں تھا) خراج و عشر وصول کرنے لگا۔ یزید بن مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ صبر نہ ہو سکا لشکر لے کر بقصد مقابلہ عبدالرحمن کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات کے باہر ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ ہنوز بازار جنگ گرم نہ ہوا تھا کہ عبدالرحمن کے ہمراہی متفرق و منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ ثابت قدمی سے اس کے ساتھ لڑتا رہا پھر یہ بھی گھونگھٹ کھا گیا۔ یزید نے تعاقب کرنے سے اپنی فوج کو منع کر دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ایک جماعت کو انہیں سے قید کر لیا جس میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر، عباس بن اسود بن عوف، بلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ، فیروز بن حصین ابوالعلیج (عبداللہ بن معمر کا آزاد غلام) سوار ابن مروان، عبدالرحمن بن طلحۃ الطلحات، عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہم تھے۔ عبدالرحمن بھاگ کر سندھ پہنچا اور ابن سمرہ۔ مرو کی طرف بھاگا۔ یزید بن مہلب بھی مرو کی جانب لوٹا اور قیدیوں کو سبرہ بن نجدہ کے ہمراہ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کے بھائی حبیب نے عبدالرحمن بن طلحۃ الطلحات کے روانہ کرنے سے منع کیا کیونکہ اس کے باپ طلحہ نے مہلب کا مطالبہ جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی ادا کیا تھا۔ یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن طلحہ اور نیز عبداللہ بن فضالہ کو ازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا باقی قیدیوں کو پا بزنجیر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس مقام

واسط میں (قبل آبادی واسط) پہونچے تو اس نے فیروز کو بلا کر دریافت کیا "تجھ کو ان لوگوں کے ساتھ خروج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تجھ میں اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ تھی" اس نے جواب دیا "ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی مبتلا ہو گیا" حجاج بولا "تو اپنے مال واسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دے" فیروز نے بیس لاکھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا اور حجاج کو مخاطب کر کے کہا "اب تو میری جان بخشی کی گئی؟" حجاج نے جواب دیا "نہیں! واللہ تو پہلے مجھے یہ مال دیدے بعد اس کے تجھے میں قتل کروں گا" فیروز نے کہا "تم میرے مال اور خون کو جمع نہ کرو (یعنی مال لیکر مجھے قتل نہ کرو) حجاج نے یہ سنکر فیروز کو لوٹا دیا بعد اس کے محمد بن سعد بن ابی وقاص پیش کیا گیا سخت وسست کہہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ بعدہٗ عمر بن موسیٰ پیش ہوا اس کو بھی ملامت کر کے معذرت کرنے کو کہا عمر بن موسیٰ نے انکار کیا حجاج نے قتل کا حکم دیدیا پھر بلقام بن نعیم کی پیشی ہوئی۔ سخت وسست کہنے کے بعد دریافت کیا "ابن اشعث نے تو بطلب ملک وجاہ یہ سب پاپڑ بیلے تجھے کس امر کی خواہش تھی؟" جواب دیا "بجائے تیرے عراق کے حاکم ہونے کی" حجاج نے یہ سنتے ہی حکم قتل دیدیا۔ قتل کر ڈالے گئے۔ بعدہٗ عبداللہ بن عامر حاضر کیا گیا۔ حجاج نے اس کو بھی ملامتانہ نصیحت کی۔ عبداللہ بن عامر نے کہا "ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا" حجاج بولا "ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟" جواب دیا "اپنی قوم کو رہا کر دیا اور دوسروں کو قید کر کے تیرے پاس بھیجدیا" حجاج یہ سنکر تھوڑی دیر تک خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا پھر سکوت توڑ کر قتل کا حکم دیا اور اسی وقت سے اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے ناصافی پیدا ہوئی تاآنکہ اس کو معزول کیا۔ ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی۔ قید سخت میں رکھنے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کا حکم صادر کیا جب فیروز کو اپنی موت کا یقین کامل ہو گیا تو اس نے داروغہ جیل سے کہا "مجھے باہر نکالو تاکہ میں اپنی امانتیں لوگوں سے واپس

لیلوں ورنہ میرے بعد کوئی کچھ نہ دے گا" داروغہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا "جس کے پاس میری جو کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے ہبہ کئے دیتا ہوں" حجاج نے اس کے بھی قتل کا حکم صادر کر دیا۔ بعد اس کے عمر بن فہرکندی کے قتل کا حکم دیا یہ نہایت شریف و کریم تھا۔ پھر اعشیٰ ہمدانی بلایا گیا۔ اور اُس سے اُس قصیدہ کے پڑھنے کو کہا جو اس نے ما بین اثلج وقیس پڑھا تھا جس میں عبدالرحمٰن اور اُس کے ہمراہیوں کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اعشیٰ ہمدانی نے کہا "ما بین اثلج وقیس میں نے وہ قصیدہ نہیں پڑھا تھا جو بہ روایت مشہور ہے" حجاج اُس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اعشیٰ بہ تبدیل قافیہ قصیدہ پڑھنے لگا۔ جس وقت بخ بخ للوالدة والمولود (آفریں ماں بیٹے پر) کہا حجاج بولا واللہ آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا لے میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں۔

جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شعبی کو دریافت کیا یزید بن مسلم نے جواب دیا وہ رے چلا گیا۔ حجاج نے اپنے عامل رے قتیبہ بن مسلم کو اس کے گرفتار کرکے بھیج دینے کو لکھا چنانچہ شعبی ۸۳ھ میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن مسلم اس کا دوست تھا اس نے شعبی کو معذرت کرنے کی ہدایت کر دی تھی پس جب شعبی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اُس نے امراء اور نیز حجاج کو سلام کیا اور بطور معذرت عرض کیا "واللہ ہم حق سوا کچھ نہ کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی لڑے۔ نہ تو ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی و نیک۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فتحیاب کیا اگر تم ہم کو سزا دو گے تو ہماری خطا کی وجہ سے اور اگر معاف کرو گے تو اپنے حلم و کرم سے اور تم حق بجانب ہو" حجاج نے کہا "واللہ یہ شخص مجھے اُس سے زیادہ محبوب ہے جو کہتا ہے میں اس معرکہ میں نہ تھا اور نہ میں نے یہ فعل کیا ہے حالانکہ اُس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپکتا ہے" بعد اُس کے حجاج نے اس کو امن دیدیا اور وہ لوٹ آیا۔

بعد فتحیابی حجاج و ہزیمت عبدالرحمٰن ابن اشعث اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے جو اس فتنہ میں رے پر متصرف ہو گیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں مجتمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے ساتھ کوئی امر کیا جائے جس سے جنگ جماجم کی لغزش معاف ہو جائے پس سبھوں نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج کے خلع حکومت پر ابھارا اس نے اس سے انکار کیا تو وہ لوگ اس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ جب قتیبہ رے کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کے مقابلہ کرنے کو آئے لیکن پھر ان لوگوں کی بدعہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہوئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچا۔ اصبھد نے اس کو عزت و توقیر ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا لیکن اس کے باپ نے اس سے منع کیا قتیبہ نے رے میں داخل ہو کر حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا حجاج نے اصبھد کو لکھ بھیجا کہ ہمارے باغیوں کو تم گرفتار کر کے بھیجو وان لوگوں کا سر اُتار کر روانہ کرو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

ہر گاہ عبدالرحمٰن بن اشعث نے۔ ہرات سے رتبیل کی طرف مراجعت کی تو علقمہ بن عمراودی نے کہا "میں تمہارے ساتھ دارالحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ڈرایا ہے۔ دھمکی دی ہے اگر وہ آ گیا تو تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالیگا اور ہم لوگ پانچسو آدمی ہیں ہم لوگوں نے آپس میں عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزیں و قلعہ بند ہو جائیں تاکہ شر و فساد سے مامون و محفوظ ہو جائیں یا عزت و احترام کے ساتھ جان بحق سپرد کر دیں"۔ عبدالرحمٰن یہ سنکر خاموش ہو گیا چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نہ گئے اور مودود بصری کو اپنا امیر بنالیا۔ عمارہ بن تمیم لخمی نے پہنچکر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا تا آنکہ یہ لوگ مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوئے اور عمارہ بن تمیم کے امان دینے پر اس سے آملے۔

حجاج کو جب یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے تو اس نے رتبیل سے خط و کتابت شروع کی عبدالرحمٰن کے سپرد نہ کرنے پر طمع اور دھمکی دینے لگا۔ عبید بن سبیع تمیمی نے جو عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں میں سے تھا اور ابتداءً رتبیل کے پاس اس کا نامہ و پیام لاتا تھا۔ رتبیل کو حجاج کی سطوت سے ڈرایا اور عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے یا اس کا سر اُتار کے حجاج کے پاس بھیجدینے کا مشورہ دیا۔ قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے یہ کل واقعات بیان کر کے عبید بن سبیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ عبید کو اس کی خبر لگ گئی۔ رتبیل کو یہ تقرہ دیا کہ تم عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجدو میں سات برس کا جزیہ معاف کرادوں گا رتبیل نے اس کو منظور کر لیا عبید بن سبیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمارہ کے پاس آیا کل واقعات بتلائے عمارہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور بجائے سات برس کے دس برس کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھا۔ پس رتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن کا انتقال عارضہ سل میں ہوا تھا اور بعد وفات کے رتبیل نے سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کو معہ اس کے خاندان والوں کے جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیجدیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے کو قصر امارت سے گرادیا۔ مر گئے۔ عمارہ نے سر اُتار کر حجاج کے پاس بھیجدیا یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

صلح اہل کش ہم اس سے پیشتر لکھ آئے ہیں کہ مہلب نے شہر کش (مضافات ماوراء النہر) کا محاصرہ کر لیا تھا۔ چنانچہ دو برس تک اس کا حصار کئے رہا اس زمانہ میں خراسان میں اس کا لڑکا مغیرہ حکومت کر رہا تھا اس نے (ماہ رجب) ۸۲ھ میں وفات کی مہلب نے یہ سنکر افسوس ظاہر کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے لڑکے یزید کو

ستر سواروں کے ساتھ مرو کی طرف روانہ کیا۔ بست کے ایک درہ میں پانچسو ترکوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ان لوگوں نے یزید سے جو کچھ اس کے پاس مال واسباب تھا طلب کیا یزید نے انکار کیا لیکن اس کے کسی ہمراہی نے کچھ آلات حرب اور کسی قدر مال دیدیا۔ ترک اس کو لے کر لوٹے اور پھر کچھ سوچ و سمجھ کر بدعہدی کر بیٹھے۔ یزید نے لڑ کر ان کو نیچا دکھایا اور ان کے سردار کو مار ڈالا تب منتشر ہو کر بھاگے اور یزید بن مہلب مرو جا پہنچا۔

بعد اس کے اہل کش نے صلح کی درخواست کی مہلب نے زرفدیہ پر مصالحت کر لی اور اطمینان کے لئے ان کے لڑکوں کو تا ادائے زرفدیہ نظر بند کر رکھا حریث بن قطنہ (خزاعہ کے آزاد غلام) کو زرفدیہ وصول کرنے اور ان کے لڑکوں کو واپس دینے کی غرض سے چھوڑ کر کش سے بلخ کو روانہ ہوا۔ بلخ میں پہنچکر حریث کو اس مضمون کا خط لکھا "تم باوجود زرفدیہ وصول کرنے کے اہل کش کے لڑکوں کو رہا نہ کرنا جب تک تم سرزمین بلخ میں نہ پہنچ لینا کیونکہ مجھے ان کی بدعہدی کا خطرہ ہے" حریث نے والی کش کو یہ خط دکھا کر کہا "اگر تم لوگ زرفدیہ جلد دیدو تو میں تمہارے لڑکوں کو رہا کر دوں گا اور مہلب سے جا کر کہدوں گا کہ تمہارا خط زرفدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے لڑکوں کے واپس دینے کے بعد پہنچا تھا" والی کش نے جھٹ پٹ زرفدیہ دے کے اپنے لڑکوں کو واپس لے لیا اور یہ بلخ کو روانہ ہو گیا اثنار راہ میں جیسا کہ ترکوں نے یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا۔ لڑائی ہوئی حریث نے ان کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب مہلب کے پاس پہنچا تو اس نے عدول حکمی کی وجہ سے بیس درے پٹوائے۔ اسپر حریث بن قطنہ نے مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھالی مہلب کو اس کی اطلاع ہو گئی تو اس نے اس کے بھائی ثابت بن قطنہ کے ذریعہ سے حریث کو نرمی و ملاطفت سے

بلوایا چونکہ حریث غصہ میں بھرا ہوا تھا جانے سے انکار کیا اور اس کے سامنے بھی مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ ثابت بولا "اگر تمہاری یہی رائے ہے تو ہم سب لوگ مار ڈالے جائیں گے بہتر ہو گا کہ ہم سب موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس بھاگ چلیں۔ حریث نے اس کو منظور کر لیا اور معہ اپنے تین سو ہمراہیوں کے موسیٰ بن عبداللہ حازم کے پاس چلا گیا۔

مہلب کی وفات

ان واقعات کے بعد مہلب مر گیا۔ بوقت وفات اپنے لڑکے یزید کو بجائے اپنے حکومت پر دوسرے لڑکے حبیب کو نماز پر مامور کیا بقیہ کل لڑکوں کو مجتمع کر کے اتفاق و محبت وحسن معاشرت کی وصیت کی اور کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے عمر کی درازی اور مال کی زیادتی اور نفوس کی کثرت ہوتی ہے اور اس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس وجہ کہ یہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت اور کمی نفوس کا سبب ہے۔ تم پر امیر کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے مناسب یہ ہے کہ تمہارے افعال تمہارے اقوال سے بہتر ہوں۔ جلد جواب دینے اور زبان کی لغزش سے احتراز کرو کیونکہ آدمی۔ پاؤں کی لغزش سے سنبھل جاتا ہے اور زبان کی لغزش سے مارا جاتا ہے۔ اور جن کے حقوق تم پر ہوں ان کی حق شناسی کرو۔ صبح و شام بیٹھکر گپ مارنے سے یہ بہتر ہے۔ خوشامدیوں کی خوشامد میں نہ آجانا بخشش وسخاوت کو بخل پر فضیلت دینا۔ نیکی کو زندہ رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنیکی کوشش کرنا لڑائی میں ہوشیاری اور مکر کا زیادہ خیال رکھنا۔ یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے۔ جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے پس اگر آدمی نے ہمت باندھ لی اور ہوشیاری سے کام لیا تو فتحیاب ہو گیا اور اگر بدحواسی چھا گئی تو ناکام رہا لیکن سب پر حکم الٰہی غالب ہے قرات قرآن و تعلیم سنن وآداب صالحین اپنے پر فرض کر لینا' اپنی مجلسوں میں زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا۔ غرض مہلب اسی قسم کی

...ند وصایا کر کے مرگیا یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت مہلب نے اِتفاق
...اجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترکش تیروں سے بھرا ہوا منگوایا اور لڑکوں سے کہا
...یا تم سب ان تیروں کو توڑ سکتے ہو؟ لڑکوں نے جواب دیا نہیں! پھر اُس میں سے ایک
...یر نکال کر کہا اب اس کو توڑ سکتے ہو؟ لڑکے بولے "ہاں" مہلب نے کہا یہی حالت
...ماعت کی ہے۔

مہلب کے مرنے کے بعد اُس کا لڑکا یزید خراسان پر متصرف ہوا حجاج نے سند گورنری
...لکھ کر بھیجدی۔ بعد چندے قلعہ بیزک پر جاسوس مقرر کیے جس وقت اس کو اہل قلعہ کے
...کلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے جا پہنچا اور محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔
...مت سا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا۔ فتحیابی کے بعد حجاج کے
...پاس فتح کی خوشخبری بھیجی اُس کا کاتب یعمر عدوانی حلیف ہذیل تھا مضمون خط یہ تھا۔

"ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو اُن پر فتحیابی دی ایک گروہ کو
...م نے قتل کر ڈالا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑی کی چوٹیوں اور سنسان بیابان کی طرف
...چلا گیا" حجاج نے دریافت کیا یزید کا کون کاتب ہے؟ جواب دیا گیا "یحییٰ بن یعمر"
...حجاج نے اُس کو طلب کر لیا جب وہ آیا تو استفسار کیا "تیری پیدائش کہاں کی ہے؟"
...رض کیا "میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی ہے اور وہ فصیح تھا" پھر دریافت
...یا "عنبسہ بن سعید گاتا تھا؟" عرض کیا "ہاں اکثر" پھر کہا "فلاں شخص" جواب دیا "ہاں" اسی سلسلہ
...یں کہا "پھر میں" حجاج نے کہا اچھا تم گاؤ اور ایسا گاؤ کہ (ایک حرف کو بڑھاؤ اور ایک کو
...گھٹاؤ) اور بجائے اِنَّ کے اَنَّ اور اَنَّ کے بجائے اِنَّ کہو یہ کہہ کر حکم دیا کہ تین دن کی
...تجھے مہلت دی جاتی ہے بعد اُس کے اگر سرزمین عراق میں تجھے پاؤں گا تو قتل کر ڈالونگا۔

...شہر واسطہ | حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں لشکر شام کو اہل کوفہ کے مکانات
...یں ٹھہرایا تھا۔ ۸۳ھ میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا

چنانچہ اہل کوفہ نے شہر کے باہر ایک میدان میں لشکر مرتب کیا ان ہی لشکریوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی وہ لشکر سے ایک روز شب کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا آیا اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازہ کی زنجیر کھڑکھڑانے اور زور زور سے دروازوں کو پیٹنے لگا بہت شور وغل کے بعد دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص نشۂ شراب سے چور کھڑا ہوا ہے اس عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ "روزانہ یوں ہی یہ آکر پریشان کیا کرتا ہے میں نے اس کی شکایت بارہا اس کے سردار سے بھی کی ہے" نوجوان نے کہا "تم مجھے اس کے (یعنی قتل کی) اجازت دے سکتی ہو" عورت بولی" ہاں میں نے اجازت دی" نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور صبح ہونے کے پیشتر یہ کہہ کر لشکر میں چلا آیا کہ صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا کہ تاکہ وہ لوگ اپنے دوست کو لے جا کر دفن کر دیں۔ چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ لوگ اس عورت کو حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا قصہ بیان کیا حجاج نے کہا "تو سچ کہتی ہے" پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا تم اپنے دوست کو دیکھو اس کمبخت کو نہ عقل تھی اور نہ دانائی۔ اور نہ اس کی کچھ دیت (خونبہا) ہے کیونکہ اس مقتول کا مقر (ٹھکانا) دوزخ ہے" بعد اس کے منادی کرا دی کہ کوئی شخص کسی کے یہاں فروکش نہ ہو اور اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنھوں نے مقام واسط کو کیمپ بنانے کے لئے منتخب کیا۔ ان لوگوں نے اس مقام پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ اس مقام کو نجاست سے وہ پاک کر رہا ہے صاف کرنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا "چونکہ ہم اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لئے بنائی جائے گی اس وجہ سے ہم اس کو پاک وصاف کر رہے ہیں" پس حجاج نے اسی مقام پر شہر واسطہ کی بنا ڈالی اور مسجد بھی بنوا دی۔

یزید کی معزولی - بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بطور وفد عبدالملک کے پاس جا رہا تھا

اثناء راہ میں ایک راہب ملا لوگوں نے کہا یہ ہونے والی باتوں کو بتلا دیتا ہے۔ حجاج نے دریافت کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہم کو اور اپنے کو پاتے ہو (یعنی اپنا اور ہمارا حال بتا سکتے ہو) راہب نے کہا "ہاں"۔ حجاج بولا "نام بتلاؤ گے یا اُس کی صفت" راہب نے کہا "صفت"۔ حجاج نے کہا "ہمارے بادشاہ کی صفت بتلاؤ" راہب نے کہا اُس کی صفت یہ ہے" پھر حجاج نے دریافت کیا "اُس کے بعد کون ہوگا" جواب دیا جس کے نام کا آخری جز ولید ہے"۔ حجاج نے کہا "پھر اُس کے بعد" جواب دیا جس کے نام کے آخر میں ثقفی ہے" پھر حجاج نے استفسار کیا "میرے بعد تم کس کو پاتے ہو" جواب دیا "ایک شخص کو جس کا نام یزید ہے" دریافت کیا "اُس کی صفت بتلا سکتے ہو"؟ جواب دیا میں اُس کی اور صفت تو نہیں بتلا سکتا مگر ہاں اس قدر جانتا ہوں کہ وہ بدعہدی کیا کرتا ہے" اس کلام سے حجاج کا ذہن یزید بن مہلب کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور راہب کے باتوں کا اُس نے یقین کر لیا۔ عبدالملک کے پاس گیا اور وہاں سے لوٹ کر خراسان آیا۔ اور عبدالملک کو یزید و آل مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا کہ یہ لوگ ہوا خواہ آلِ زبیر ہیں عبدالملک نے جواباً لکھا کہ اہل مہلب کی وفاداری آلِ زبیر کے ساتھ ہماری حق شناسی اور وفاداری کو ثابت کرتی ہے میں اس میں کوئی نقصان نہیں دیکھتا۔ حجاج نے اُن کی بدعہدیوں سے اس کو ڈرایا۔ اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ بھیجا تب عبدالملک نے مجبور ہو کر لکھا "چونکہ تم نے یزید کی بکثرت شکایتیں لکھی ہیں لہٰذا جس کو چاہو اس کی جگہ پر مامور کرو"۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو نامزد کیا۔ عبدالملک نے سند گورنری لکھ دینے کی اجازت دیدی۔ حجاج نے یزید کو معزولی کا فرمان لکھنا نامناسب خیال کر کے اس کو طلب کر لیا اور یہ لکھا کہ تم اپنے بھائی مُفضل کو اپنی جگہ پر مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اُس نے حصین بن منذر رقاشی سے مشورہ کیا۔ حصین بن منذر نے کہا میرے نزدیک تم یہیں قیام کرو اور بالفعل کوئی حیلہ لکھ بھیجو

ساتھ ہی اُس کے عبدالملک سے اس بابت خط وکتابت کرو وہ تم کو بہت اچھا جانتا ہے یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جن کی اطاعت سے سرفرازی ہوئی ہے اسوجہ سے ہم اختلاف کرنا نہیں پسند کرتے"۔ رقاشی یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ یزید سامان سفر درست کرنے لگا۔ روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل کے نام خراسان کی سند گورنری بھیجدی۔ اور یزید کے جلد روانہ کرنے کو لکھا۔ یزید نے مفضل سے کہا "تم اس پر نازاں نہ ہو کہ حجاج تم کو میرے بعد اس عہدہ پر قائم رکھے گا بلکہ اُس نے بالفعل تم کو اس خوف سے خراسان کا والی بنایا ہے کہ میں اس کو خراسان پر تصرف کرنے سے مانع نہ ہوں" مفضل کو اس کا وثوق نہ ہوا۔ یزید ربیع الثانی ۸۵ھ کو خراسان سے رخصت ہو کر چل کھڑا ہوا۔

بعد اُس کے مفضل اپنی حکومت کے نویں مہینے معزول کر دیا گیا اور بجائے اُس کے قتیبہ بن مسلم مامور کیا گیا۔

بعضوں نے یزید کی معزولی کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ حجاج نے مہم عبدالرحمٰن بن اشعث سے فارغ ہو کر اہل عراق کو پامال کیا مگر آل مہلب کو اسی عزت و توقیر سے رکھا بارہا یزید کو خراسان سے بُلایا اور یہ جنگ کی مصروفیت کا حیلہ کر کے نہ آیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کو لکھا تھا اُس نے کمی فائدہ و کثرت تکلیف کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کیا بعد اس کے جب حجاج نے اُس کو طلب کیا تو اُس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کروں گا۔ حجاج نے منع کیا لیکن اُس نے کچھ خیال نہ کیا اور خوارزم سے لڑا تھوڑے سے قیدی ہاتھ آئے۔ اہل خوارزم نے مصالحت کر لی اور چونکہ اُس نے ایام سرما میں فوجکشی تھی لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف ہوئی قیدیوں کے کپڑے چھین کر پہن لئے قیدی برہنہ ہو گئے اور شدت سردی سے مر گئے۔ (حجاج کو یہ مخالفتیں ناگوار گذریں۔ عبدالملک کو اُس کی معزولی کی بابت لکھ بھیجا عبدالملک نے

وہی جواب لکھا جس کو تم تا آخر قصہ اوپر پڑھ آئے ہو)

مفضل خراسان کا گورنر ہوا تو اُس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ فتحیاب ہوا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو اُس نے لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ بعد اُس کے شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ پایا تقسیم کر دیا۔

قتل موسیٰ بن حازم

جن دنوں عبداللہ بن حازم۔ بنو تمیم کے ساتھ خراسان میں لڑ رہا تھا اُسی زمانہ میں ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اُس نے نیشاپور کا قصد کیا اور پھر اس خیال سے کہ بنو تمیم۔ اہل مرو سے سازش نہ کرلیں اپنے لڑکے موسیٰ کو حکم دیا کہ اسباب و مال لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ تاکہ کسی بادشاہ کے یہاں جاکر ہم پناہ گزیں ہوں یا کسی محفوظ قلعہ میں قیام اختیار کریں۔ پس موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اُس کے ہمراہیوں کی تعداد چار سو ہو گئی علاوہ ان کے کچھ اور لوگ بنو سلیم کے بھی آملے۔ قم پر پہنچا تو لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کے مال و اسباب کو لوٹ کر نہر بلخ عبور کیا اور بخارا میں پہنچکر والی بخارا سے اس کا خواستگار ہوا والی بخارا نے عبدالملک کے خوف سے انکار کر دیا۔ تب وہ ملوک ترک کے پاس گیا انھوں نے بھی ڈر کر انکاری جواب دیا۔ سمرقند پہنچا۔ طرخون والی صغد نے ٹھہرنے کی اجازت دی۔ ایک مدت تک مقیم رہا۔ اُسی زمانہ قیام میں اس کو عبداللہ بن حازم (اُسکے باپ) کے مارے جانے کی خبر لگی مگر اُس نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی۔

شدنی امر کسی شخص نے اُس کے ہمراہیوں میں ایک صغدی کا مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ

---

[1] اہل صغد کا قدیم دستور تھا کہ سال میں ایک روز سوار صغد کے لئے دستر خوان پر شراب اور عمدہ عمدہ کھانے چن کر رکھتے تھے کوئی شخص اس کے قریب نہ جانے پاتا تھا۔ اور جو شخص اُس میں سے کھالیتا تھا اس سے معرکہ آرائی ہوتی تھی جو حریف اپنے مقابل کو مار ڈالتا تھا وہی دستر خوان کا مالک ہوتا تھا موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے اس رسم کی کیفیت دریافت کی لوگوں نے بتلایا (باقی صفحہ ۲۳۶ پر ملاحظہ ہو)

صغدی اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جس کی وجہ سے طرخون والی صغد نے موسیٰ کو معہ اُس کے ہمراہیوں کے اپنے شہر سے نکالدیا۔ وہ کش پہنچا۔ والی کش اُس کی مدافعت نہ کرسکا اور طرخون سے امداد چاہی۔ موسیٰ اُس کے مقابلہ پر نکلا اُس وقت اُس کے ہمراہ سات سو سوار تھے لڑائی ہوئی۔ صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا۔ (موسیٰ کے اکثر آدمی زخمی ہوئے) اُس کے کسی ہمراہی نے طرخون سے ملکر یہ فریب و مکرانجام کار کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نژاد ہے اس کو اگر تم نے مارلیا تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا) کہ جو شخص خراسان میں آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے طلب کریگا طرخون نے کہا یہ سب سہی لیکن میں کش اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا اس شخص نے جواب دیا "اگر موسیٰ کش سے چلا جائے؟" طرخون نے کہا "ہاں یہ ہوسکتا ہے" طرخون نے لڑائی موقوف کردی اور موسیٰ کش سے روانہ ہوکر ترمذ آ پہنچا اور قلعہ کے باہر قیام کیا۔ قلعہ نہر کے کنارہ پر بنا ہوا تھا والی ترمذ نے اس کو قلعہ میں داخل نہ ہونے دیا موسیٰ نے تحائف وہدایا بھیجکر اس سے راہ و رسم بڑھائی اکثر سیر و شکار میں اُس کے ہمراہ رہنے لگا۔ ایک روز والی ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ معہ اپنے ایک سو ہمراہیوں کے شریک دعوت ہوا کھانا کھانے کے بعد والی قلعہ نے موسیٰ سے واپس جانے کو کہا اُس نے نکلنے سے انکار کرکے کہا "اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری قبر بنے گی" والی قلعہ نے سختی کی۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اہل قلعہ کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا اور بادشاہ ترمذ کو نکال کر قلعہ پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۵) اس نے دستر خوان پر بیٹھ کر جو کچھ تھا کھالیا۔ دستر خوان بچھانے والے کو معلوم ہوا تو وہ غصہ میں بھرا ہوا آیا اور اُس عربی نژاد کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ مقابلہ ہوا صغدی مارا گیا۔ والی صغد نے موسیٰ سے کہا "میں نے تم کو ٹھہرایا پناہ دی اس کے معاوضہ میں تم نے میرے سوار کو مار ڈالا اگر میں نے پناہ نہ دی ہوتی تو میں تم کو مار ڈالتا پس اسی میں خیر ہے کہ شہر چھوڑ کر نکل جاؤ" چنانچہ موسیٰ معہ اپنے ہمراہیوں کے صغد سے نکل کھڑا ہوا

کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۰۳

قبضہ کر لیا بعد اُس کے بادشاہ ترک کے پاس گیا۔ امداد چاہی۔ اُس نے انکار کیا رفتہ رفتہ اس کے باپ (عبداللہ بن حازم) کے ہمراہی اس سے آ ملے جس سے اُس کی قوت بڑھ گئی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر گرد و نواح پر متصرف ہو جاتا تھا۔

جب اُمیہ گورنر ہو کر خراسان گیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر فوج کشی کے قصد سے روانہ ہوا اور بکیر نے مخالفت پر کمر باندھی تو وہ بکیر کی بغاوت فرو کرنیکو لوٹ آیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو پھر بکیر سے مصالحت کرنے کے بعد ایک خزاعی سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی گوشمالی کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ جنھوں نے موسیٰ کا ترمذ میں محاصرہ کیا۔ والی ترمذ دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس استعانت واستمداد کو گیا۔ وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر لیکر واپس ہوا اور قلعہ کے ایک طرف مورچہ قائم کیا۔ موسیٰ اوّل وقت تو عرب سے لڑتا تھا اور دوسرے وقت ترکوں سے۔ تین مہینے تک اسی عنوان سے لڑائی جاری رہی۔ ایک روز شب کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈالا لشکر گاہ میں مال واسباب وآلات حرب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے صرف سولہ آدمی کام آئے۔ صبح ہوئی تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو ہزیمت خوردہ و پامال دیکھ کر تاسف کیا اور خود بھی موسیٰ کے ان چالوں سے ڈرے۔ اگلے دن عمر بن خالد بن حصین کلابی نے جو موسیٰ کے دوستوں میں تھا حاضر ہو کر کہا "چونکہ ہم لوگ مکر ہی کے ذریعہ سے فتحیاب ہوتے ہیں اس وجہ سے مناسب ہے کہ تم ہم کو کوڑے مار کر چھوڑ دو" موسیٰ نے اس کو پچاس کوڑے پٹوائے۔ عمر بن خالد لشکر خزاعی کے پاس آیا اور یہ ظاہر کیا "مجھے ابن حازم نے تمہاری دوستی وحمیت وجاسوسی سے متہم کیا ہے اور کوڑے پٹوائے ہیں" خزاعی نے عمر بن خالد کو امان دی چند دنوں یہ اُس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ایک روز عمر بن خالد خزاعی کے پاس گیا اتفاق سے اُس وقت وہ تنہا بیٹھا ہوا تھا نصیحتانہ کہنے لگا "تم کو ایسے نازک وقت

تم بغیر ہتھیار کے خالی ہاتھ نہ رہنا چاہیے" خزاعی نے فرش کا کنارہ اُٹھایا تو اُس کے نیچے برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی عمر نے اُٹھا کر وار کر دیا خزاعی نے دم تک نہ لیا فوراً ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ عمر بن خالد بھاگ کر موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا اکثر سپاہی امن حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر میں مل گئے۔ (اس کے بعد امیہ نے پھر کوئی لشکر موسیٰ کے زیر کرنے کو نہ بھیجا تا آنکہ معزول کر دیا گیا) اور مہلب امیر خراسان ہو کر آیا (اور اُس نے موسیٰ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا) بلکہ اپنے لڑکوں سے نصیحتانہ کہا تھا تم لوگ موسیٰ سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ اگر یہ مر گیا تو خراسان کی امارت پر کوئی شخص بنو قیس کا آئے گا۔ اس کے زمانہ امارت میں حریث و ثابت پسران قطنہ خزاعی جو اُس کے ہمراہ تھے موسیٰ کے پاس چلے آئے۔ مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب خراسان ہوا اُس نے حریث و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا ان کی لونڈیوں کو گھر میں ڈال لیا اور اُن کے برادر اخیافی حریث بن منقذ کو قتل کر ڈالا۔ ثابت فریادی صورت بنائے ہوئے طرخون کے پاس گیا اور یزید بن مہلب کے ظلم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طرخون کو یزید بن مہلب کے زیادتیوں پر غصہ آیا نیزک اہل صغد اہل بخارا اور صاغان کو ثابت کی امداد پر جمع کر دیا۔ ثابت ان سبھوں کو لئے ہوئے موسیٰ کے پاس آیا۔ جب کہ عبدالرحمٰن بن عباس کا گروہ ہرات سے اور ابن اشعث کی جماعت عراق سے اور کابل سے آکر اس کے پاس مجتمع ہو گئی تھی۔ ان سب لوگوں کے مجتمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی۔ ثابت و حریث نے موسیٰ سے کہا "آؤ ہم اور تم اس لشکر کو مرتب کر کے اُٹھ کھڑے ہوں اور یزید کو خراسان سے نکال کر تم کو اس کا امیر بنائیں" موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خود خراسان پر متصرف ہو کر مجھ کو مغلوب کر دیں گے۔ اور نیز بعض دوستوں کے سمجھانے سے ثابت و حریث سے کہا بفرض محال اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال باہر کیا تو عبدالملک کا دوسرا گورنر آ پہنچے گا لہٰذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے عمال کو ماوراء النہر سے نکال کر

اس پر قبضہ حاصل کر لو چنانچہ ان لوگوں نے ان کو نکال دیا۔ طرخون اور ترک اپنے اپنے ملک کو لوٹ آئے اور اہل عرب کی حکومت کو ترمذ میں گونہ استقلال ہو گیا۔ کچھ مال و اسباب بھی جمع ہو گیا۔ حریث و ثابت ملکی و مالی انتظام کرتے تھے اور موسیٰ برائے نام ان کا امیر تھا۔ اس وجہ سے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سنکر حریث و ثابت کے قتل پر اس کو آمادہ کیا اس اثناء میں عجمیوں کا ایک گروہ جس میں ہیاطلہ و اہل تبت و ترک تھے حملہ آور ہوا موسیٰ اپنے ہمراہیوں کو لے کر ان کے مقابلہ پر آیا بادشاہ ترک دس ہزار فوج لئے ہوئے ایک ٹیلہ پر صف آرا تھا۔ حریث بن قطنہ نے اس پر حملہ کیا اور بادشاہ ترک کو اپنے پرزور حملہ سے پسپا کر دیا اسی دار و گیر میں ایک تیر حریث کے چہرہ پر آ لگا زخم کاری پڑا تھا دو دن کے بعد حریث مر گیا۔ شام ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہو گئی رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شبخون مارا ایک گروہ کثیر ترکوں کا کام آ گیا موسیٰ کے سپاہی بہت کم مقتول ہوئے اور وہ مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے میدان جنگ سے شہر کو واپس ہوا۔ اس کے مشیروں نے کہا "حریث کا کام تو تمام ہو گیا اب تم ثابت کا بھی وارا نیارا کر دو"۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچ گئی اس نے محمد بن عبداللہ خزاعی کو مخبری کی غرض سے موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اور یہ سمجھایا کہ "عربی میں گفتگو نہ کرنا کوئی دریافت کرے تو یہ کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں اور روزانہ جو خبریں ہوا کریں مجھ سے آ کر کہہ جایا کرنا"۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ عرصہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا ایک روز شب کے وقت بوقت تذکرہ موسیٰ کہنے لگا "تم لوگ بیحد اصرار کر رہے ہو اچھا یہ تو بتاؤ کہ اس کو (یعنی ثابت کو) کس وجہ سے اور کیوں قتل کیا چاہتے ہو حالانکہ اس سے کوئی بد عہدی اس وقت تک نہیں ہوئی"۔ کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس کا بھائی نوح بولا "جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پیشتر کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے کسی نشست گاہ میں چلے جائیں گے اور وہیں قتل کر ڈالیں گے"۔ موسیٰ نے جواب دیا "واللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے"۔

محمد بن عبداللہ یہ سب باتیں سن رہا تھا مجلس برخاست ہوتے ہی ثابت سے جا کر ہو بہو کہدیا غریب ثابت اسی شب کو بیس سواروں کو لے کر نکل کھڑا ہوا صبح ہوئی تو ان لوگوں نے نہ ثابت کو پایا اور نہ اس لڑکے (یعنی محمد بن عبداللہ خزاعی) کو اس سے اُن پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ (محمد بن عبداللہ) ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت ترمذ سے نکل کر حشوا میں جا ٹھہرا اور عرب و عجم کا ایک گروہ کثیر اُس کے پاس مجتمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر پاکر ثابت سے جنگ کرنے چلا۔ ثابت نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی چھڑ گئی۔ اس اثناء میں طرخون اس کی کمک پر آ گیا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اُٹھا کر ترمذ لوٹ گیا بعد اس کے ثابت، طرخون، اہل بخارا، نسف اور کش نے متفق ہو کر اسی ہزار کی جمعیت سے ترمذ میں موسیٰ کا محاصرہ کیا۔ موسیٰ اور اُس کے ہمراہی دل توڑ توڑ کر لڑے (لیکن اُس سے کچھ فائدہ نہ تھا) یزید بن ہذیل نے قسم کھائی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈالوں گا یا خود ہی مر جاؤں گا۔ چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ثابت کے پاس آیا اور اُس سے امن کا خواستگار ہوا۔ ثابت کے بعض دوستوں نے یزید بن ہذیل کی بدعہدی و بیوفائی سے ڈرایا جس سے اُس نے یزید کے دونوں لڑکوں قدامہ و ضحاک کو بطور رہن کے رکھ لیا مگر بایں ہمہ یزید بن ہذیل ثابت کی فکر میں لگا رہا۔ اتفاق یہ کہ زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا۔ ثابت معمولی کپڑے پہنے ہوئے بلا ہتھیار اس کی ماتم پرسی کو جا رہا تھا یزید بن ہذیل نے پہونچکر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پڑا ثابت تو زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ و ضحاک پسران یزید کو قتل کر ڈالا اور ثابت نے زخم کھانے کے ساتویں روز وفات کی۔ بجائے اُس کے ظہیر امارت کرنے لگا۔

ثابت کے مرنے کے بعد اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے چستی و چالاکی باقی نہ رہ گئی آپس میں کچھ نااتفاقی بھی ہو گئی موسیٰ نے تین سو آدمیوں کے ساتھ

اُن پر شبخون مارا۔ طرخون نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو قتل و غارت سے روک لو ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے چنانچہ موسیٰ اُس وقت لوٹ آیا اور طرخون اور کل عجمی کوچ کر گئے۔
پس جس وقت مفضل امیر خراسان ہوا تو اُس نے عثمان بن مسعود کو بسر افسری ایک لشکر موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ اور مدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کو لکھ بھیجا پس اُس نے پندرہ ہزار کی جمعیت سے نہر عبور کیا۔ دوسری طرف سے رتبیل و طرخون بھی مفضل کے لکھنے کے مطابق عثمان کی کمک پر آ پہنچے۔ سبھوں نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کا محاصرہ کر لیا دو مہینہ تک نہایت سختی سے حصار کیے رہے۔ عثمان نے شبخوں مارنے کے خوف سے اپنے لشکرگاہ کے اردگرد خندق کھدوائی تھی۔ موسیٰ نے محاصرہ سے تنگ ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا "ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ خروج کرو اور دفعتہً ترکوں پر جا پڑو" کل ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اُس کے ساتھ حملہ کی غرض سے نکلے۔ خروج کے وقت نضر بن سلیمان (اپنے برادر زادہ) کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو دیکھنا شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک بن مہلب کے حوالہ کرنا۔

موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ثلث آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑیں تم پیش دستی نہ کرنا اور بقیہ آدمیوں کو لیکر طرخون اور اُس کے رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اُس کے ہمراہیوں نے ایسا پر زور اور قوی حملہ کیا کہ طرخون سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ تُرک و صغد یورش کر کے قلعہ اور موسیٰ کے مابین آکر حائل ہو گئے شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اُس کے مولیٰ (آزاد غلام) نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا اور لوگ اُس پر حملہ کر رہے تھے اُسی وقت عثمان نے اس کو پہچان لیا تھا اور اس پر حملہ کا قصد کیا تھا لیکن اُس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا ایک

گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آیا۔ جس نے موسیٰ کی مردانہ زندگی کا خاتمہ کیا وہ واصل عنبری تھا۔ عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے رُکنے اور لوگوں کے قید کر لینے کی منادی کی نضر بن سلیمان نے ترمذ کو مدرک بن مہلب کے سپرد کر دیا اور مدرک نے عثمان کے حوالہ کر دیا۔ مفضل نے فتح و قتلِ موسیٰ کی بشارت حجاج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اُس سے خوش نہ ہوا کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے جب کہ پندرہ برس ترمذ پر موسیٰ کو تصرف کرتے ہوئے گذر چکے تھے۔

ولید کی ولیعہدی

عبدالملک بن مروان ایک مدت سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنی ولیعہدی سے معزول کر کے ولید بن عبدالملک (اپنے لڑکے) کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا۔ قبیصہ بن ذویب اس رائے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہہ اُٹھتا تھا "لعل الموت یاتیہ وتدفع العار عن نفسک" اتفاق سے ایک روز شب کے وقت عبدالملک کے پاس روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اُس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اس وقت اُسی اودھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا۔ روح بن زنباع نے عرض کیا "اگر آپ ولید کو اپنا ولیعہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہ کرے گا" عبدالملک بولا "انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے"۔ باتوں باتوں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اس روز وہیں سو رہا۔ تقریباً رات کا نصف حصہ گذر گیا ہو گا کہ قبیصہ بن ذویب آ پہنچا۔ اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے۔ چونکہ اس کے پاس عبدالملک کی مُہر اور انگوٹھی رہتی تھی اس وجہ سے بے اطلاع چلے آنے کی اس کو اجازت تھی۔ قبیصہ نے ان دونوں کو جگا کر عبدالعزیز[1] برادر عبدالملک کے مرنے کی خبر سُنائی۔ روح بن زنباع فرطِ مسرت سے بول اُٹھا "کفانا اللہ ما نرید" عبدالملک نے اُسی وقت مصر کو اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

---

[1] عبدالعزیز۔ مصر کا والی تھا اور وہیں اُس نے ماہ جمادی الاول ۸۵ھ میں انتقال کیا کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۰۹۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً حجاج نے عبدالملک کو ولیعہدی ولید کی بیعت لینے کی بابت لکھا تھا اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آئندہ حکومت تمہارے برادر زادے کے سپرد کی جائے۔ عبدالعزیز نے جواباً تحریر کیا۔ "میں بھی ابوبکر[1] کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو" (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولیعہد بنانا چاہتا ہوں) عبدالملک نے جھلا کر مصر کا خراج طلب کیا۔ عبدالعزیز نے لکھا "اے امیرالمومنین ہم اور تم ایسے سن رسیدہ ہو گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی شخص اس سن کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آئے لہذا مناسب یہ ہے کہ میری بقیہ عمر میں بگاڑ نہ پیدا کرو" عبدالملک کا دل اس مضمون کے پڑھنے سے بھر آیا اور اُس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

عبدالملک بن مروان کو جب عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے لڑکوں ولید و سلیمان کی ولیعہدی کی بیعت[2] کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ان دونوں کی بیعت لینے کا گشتی فرمان بھیج دیا۔ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھا اُس نے اہل مدینہ سے ولید و سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا۔ سبھوں نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا۔ ہشام نے اس کو گرفتار کرا کے دُرّوں سے پٹوایا۔ اور تشہیر کرا کے قید کر دیا۔ عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اُس نے ہشام کو ملامتانہ خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا "سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق ہے اور نہ مخالفت ہے۔ اس سے پیشتر ابن مسیب (یعنی سعید) نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے عامل مدینہ تھا ساٹھ دُرّے پٹوائے تھے ابن زبیر نے جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ولید و سلیمان (پسران عبدالملک) کی بیعت ولیعہدی ۸۴ھ میں

---

[1] ابوبکر عبدالعزیز کا لڑکا تھا۔ [2] یہ واقعہ اوائل شوال ۸۵ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۱۔

لی گئی تھی لیکن اوّل روایت صحیح تر ہے۔ اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبدالملک کے پاس مصر سے آیا تھا روانگی کے وقت عبدالملک نے نصیحتانہ کہا "کشادہ پیشانی سے رہو، خلیق و نرم دل رہو، چلتا ہوا کام کرو یہ تم کو فائز المرام کرے گا اور حاجب کو دیکھ بھال کر مقرر کرنا مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بہترین خاندان سے ہو کیونکہ وہ تمہارا منہ اور تمہاری زبان ہے کوئی شخص تمہارے دروازہ پر نہ آئے گا مگر یہ کہ وہ تم کو اس کا پتہ بتلائیگا تاکہ تم اس کو اجازت دو یا لوٹا دو۔ اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہمنشینوں سے ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمہاری محبت ان کے دلوں میں جانشین ہو اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو مشورہ سے آسان کرو کیونکہ اس سے مغلق اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ نصف عقل تم کو دی گئی ہے اور نصف تمہارے بھائی کو اور کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اس کی سزادہی میں تاخیر کرنا کیونکہ سزادہی پر بعد توقف کے بھی قدرت حاصل ہوگی لیکن تم سزادہی کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہو سکو گے"

تخت نشینی

بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبدالملک[۱] بن مروان نصف شوال ۸۶ھ میں مر گیا وقت وفات اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے اور نہایت مضبوط مقام پناہ کا ہے چاہیئے کہ تمہارے بڑے چھوٹوں پر رحم و الطاف سے پیش آئیں (اور تمہارے چھوٹے

---

[۱] عبدالملک کی عمر وقت وفات ساٹھ برس کی تھی۔ بعد شہادت عبداللہ بن زبیر سے تیرہ برس تین مہینہ تیئیس دن تک حکومت کی رمضان ۸۶ھ میں کہتا تھا کہ مجھے اس مہینہ میں موت کا اندیشہ ہے (ماہ رمضان ہی میں پیدا ہوا رمضان ہی میں میرا دودھ چھوڑایا گیا رمضان ہی میں لوگوں نے میرے ہاتھ بیعت کی رمضان ہی میں میں نے قرآن جمع کیا) رمضان گذر گیا تو اس کو ایک گونہ موت سے اطمینان ہو گیا اتفاق یہ کہ نصف شوال میں اسکی موت آگئی۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۱۱۔

بڑوں کی حق شناسی کریں) مسلمانوں کی رائے سے ہمیشہ موافقت کرنا کیونکہ یہ وہی دانت ہیں جس سے تم توڑتے ہو اور یہ وہی جبڑے ہیں جس سے تم چباتے ہو۔ حجاج کی عزت کرنا کیونکہ اسی نے تمہارے لئے منابر بنا کر کو روندا اور شہروں کو پامال کیا ہے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا ہے، تم لوگ بنی ام بررہ ہو جاؤ تاکہ تم کو بچھو ڈنگ نہ مار سکے اور لڑائی میں احتراز ہوتا کیونکہ لڑائی موت کو قریب نہیں کرتی۔ اور نیکی سے پہاڑ ہو جانا کیونکہ نیکی کا اجر نیکی کا خزانہ نیکی کا ذکر باقی رہ جاتا ہے اور اپنے احسانات کو عقلمندوں پر پھیلانا کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ اور اس کے شکر گذار ہوتے ہیں جو ان کی طرف محسن سے پہنچتا ہے اور مجرموں سے جرم نہ کرنے کا عہد و پیمان لینا پس اگر وہ اس پر استقامت کریں تو کچھ تعرض نہ کرنا اور اگر پھر جرم کریں تو انتقام لینا"

عبدالملک کے دفن کئے جانے کے بعد ولید نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ المستعان علی مصیبتنا بموت امیر المومنین والحمد للہ علی ما انعم علینا من الخلافۃ سب کے پہلے جس نے اپنی آپ تعزیت وتہنیت کی وہ ولید بن عبدالملک ہے بعد اس کے عبداللہ بن ہمام سامولی نے کھڑے ہو کر کہا۔

اللہ اعطاک التی ما فوقھا	اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مرتبہ دیا ہے جس سے کوئی چیز بڑھ کر نہیں ہے۔
وقد اراد الملحدون عوقھا	حالانکہ بیدینن اس کے سدراہ ہوئے
عنک ویابی اللہ الا سوقھا	اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تم تک پہنچا ہی دیا۔
الیک حتی قلدوک طوقھا	یہاں تک کہ ان ہی لوگوں نے اس کو تمہارے گلے منڈھ دیا۔

اور بیعت کی۔ بعد ازاں اور لوگوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ولید نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و ثنا کے یہ خطبہ دیا تھا۔

ایھا الناس لا مقدم لما اخرہ اللہ و — اے لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے موخر کر دیا اسکا

لا موخر لما قدمه الله وقد كان من قضاء
الله وسابق علمه وما كتب على انبيائه
وحملة عرشه الموت۔ وقد صار الى
منازل الابرار وولى هذه الامة
بالذى يحق لله عليه فى الشدة على
المذنب واللين لاهل الحق والفضل
واقامة ما اقام الله من منازل
الاسلام واعلامه من حج البيت
وغزو الثغور وشن الغارات على
اعداء الله فلم يكن عاجزا ولا
مفرطا۔
ايها الناس عليكم بالطاعة ولزوم
الجماعة فان الشيطان مع المنفرد
ايها الناس من ابدى لنا ذات
نفسه ضربنا الذى فيه عيناه
ومن سكت مات بدائه۔

کوئی مقدم نہیں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کر دیا اُس کا کوئی موخر نہیں ہے۔ اور بیشک موت اللہ کے حکم اور اُس کے سابق علم میں تھی اور اُس کو اُس نے اپنے انبیا اور حاملین عرش کے لئے لکھ دیا ہے۔

(عبدالملک ابرار کے مرتبہ پر پہنچ گیا اور اس نے اس امت کا ولی ایسے شخص کو کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق یہ ہے کہ وہ مجرموں پر سختی اور اہل حق و فضل پر نرمی کرے اور جو منازل اسلام اللہ تعالیٰ نے قایم کر دیئے ہیں اس کو قایم رکھے اور حج خانہ کعبہ اور سرحدوں پر جہاد اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر حملے کرتے رہنے سے ان کو ظاہر کرے پس وہ اس میں نہ عاجز ہے اور نہ مفرط ہے
اے لوگو تم پر خلیفہ وقت کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے کیونکہ منفرد کے ساتھ شیطان ہے۔ اے لوگو! جو ہم سے سرکشی و خود رائی کریگا اُس کا ہم سر توڑ دینگے اور جو سکوت اختیار کریگا وہ اپنے مرض میں آپ مرجائے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی فتوحات ۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ[1] بن مسلم امیر ہو کر وارد خراسان ہوا لشکر

[1] اس کو شیخ عطار نے امراء دولت امویہ کا شیر نر لکھا ہے جیسا کہ حجاج کو فرعون دولت امویہ تحریر کیا ہے حاشیہ ابن خلدون جلد سویم صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔

جائزہ لیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے بقصد جہاد نکل کھڑا ہوا۔ مرو میں صیغۂ جنگ پر ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو، محکمہ مال پر عثمان بن سعدی کو مامور کر گیا۔ طالقان میں پہنچا تو دہقانان بلخ ملنے کو آئے اور اُس کے ساتھ ہو لئے۔ نہر عبور کیا تو بادشاہ صغانیاں تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا چونکہ ملوک آخرون وسومان جو کہ اُس کے قرب و جوار میں رہتے اور بادشاہ صغانیاں کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اس وجہ سے اس نے بکمال رضا و رغبت اپنے ملک کو قتیبہ کے سپرد کر دیا۔ بعد اُس کے قتیبہ نے آخرون وسومان (بلاد طخارستان) کا قصد کیا۔ ملوک آخرون وسومان نے جزیہ دیکر مصالحت کر کی چنانچہ قتیبہ عساکر اسلامیہ پر اپنے بھائی صالح کو نائب اپنا بنا کے مرو کی طرف واپس آیا۔ اور صالح بن مسلم نے بعد واپسی قتیبہ کاشان اور رشت۔ (مضافات فرغانہ) اور اخیسکت (فرغانہ کا قدیم شہر) بزور تیغ فتح کر لیا ان معرکوں میں اس کے ساتھ نصر بن لیسا بھی شریک تھا اور نہایت بے جگری سے لڑتا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ قتیبہ ۸۵ھ میں امیر خراسان ہو کر آیا تھا اور جہاد کے جوش میں بلخ تک فتح کرتا ہوا بڑھ گیا تھا لڑائی میں منجملہ ان عورتوں کے جو قید ہو کر آئی تھیں برمک[1] کی عورت تھی جو آتشکدہ نوبہار کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم برادر قتیبہ کے حصہ میں آئی۔ اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم سے حمل رہ گیا چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی۔ قتیبہ نے

---

[1] برمک لفظ فارسی ہے جو اصل میں برمغ تھا مغ کے معنی "آتش پرست" کے ہیں اور بر کے معنی ثمر و پھل کے ہیں لغتہً اور اصطلاحاً بمعنی اولاد کے ہے اور اہل فارس آتشکدہ کے متولی کو مغ کہا کرتے تھے۔ اور مغ کے سرداروں کو مُوبذ۔ پس جب بر کو مغ کی طرف مضاف کیا تو اس کے معنی ہوئے مغبچے یا مغ کے چیلے یا مغ لڑکے۔ لیکن چونکہ مغ وہ شخص بنایا جاتا تھا جو تارک الدنیا ہوتا تھا تو اُس سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغبچے یا مغ زادہ کا مفہوم ہی نہ تھا تو اُس کے لئے لفظ برمغ کیسے موضوع ہوا جواب یہ ہے کہ مغ قبل مغ ہونے کے شادی کرتے تھے آل و اولاد ہوتی تھی لیکن جب وہ مغ بنائے (بقیہ صفحہ ۲۴۸ میں)

لونڈیوں کے واپس کر دینے کا حکم دیا (عبداللہ بھی بموجب اس حکم کے ان کے واپس کرنے پر آمادہ ہوئے) اس وقت عورت نے کہا مجھے تیرا حمل رہ گیا ہے۔ لیکن مطابق صلحنامہ کے یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی (مگر یہ شرط قرار پائی کہ بعد وضع حمل جو پیدا ہو عبداللہ بن مسلم کو دیدیا جائے چنانچہ بعد انقضائے مدت حمل لڑکا پیدا ہوا اور خالد نام رکھا گیا) بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے لڑکوں نے جس زمانہ میں مہدی رے میں آیا تھا خالد کو بلوایا اور مہدی کے دربار میں پیش کیا تھا اُس پر ان کے بعض اعزہ واقارب نے کہا کہ اگر اس کو اپنے باپ کی نسل سے تسلیم کرتے ہو اور نسباً اس کو اپنے میں ملاتے ہو تو اُس کا عقد بھی کر دو۔ عبداللہ بن مسلم کے لڑکے یہ سُنکر اپنے دعاوی سے دستکش ہو گئے۔

بادشاہ شومان سے مصالحت کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک طرخان والی باذغیس کو مسلمان قیدیوں کے رہا کر دینے کو لکھ بھیجا اور اس کے خلاف کرنے پر سخت دھمکی دی۔ والی باذغیس نے ڈر کر مسلمان قیدیوں کو قتیبہ کے پاس بھیجدیا پھر قتیبہ نے والی باذغیس کو دعوت دی۔ والی باذغیس نے آنے سے انکار کیا [اُس پر قتیبہؒ نے جھلا کر کہا "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میرے پاس نہ آؤ گے تو میں تم پر جہاد کروں گا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۷) جاتے تھے تو تعلقات دنیا ترک کر دیتے تھے پس ان کی اولاد جو مغ ہونے کے پیشتر ہوتی تھی اسی کو برمغ کہا کرتے تھے جس کو عرب نے اپنی زبان کے سانچے ڈھال کر برمک کر دیا۔ ان کی عزت وتوقیر کی جاتی تھی اُن کی بڑی بڑی جاگیریں تھیں آتشکدوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے وہ سب ان کو ملتے تھے۔ ۲ـــہ علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب ومعادن الجواہر (صفحہ ۶ جلد ۵ حاشیہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر) میں تحریر کرتا ہے والبیت الرابع هو النوبهار الذی بناه منوشهر بمدینة بلخ من خراسان علی اسم القمر (چوتھا مشہور آتشکدہ نوبہار ہے جسکو منوچہر بادشاہ فارس نے شہر بلخ کے صوبہ خراسان میں ماہتاب کے نام پر تعمیر کیا تھا) علاوہ اُس کے اور مورخین نے بھی بلحاظ عظمت و شہرت کے نوبہار کا یہ تھا فیر قرار دیا ہے اسکی عمارت نہایت مستحکم اور عالیشان بنی ہوئی تھی۔ ملوک و امراء فارس بڑے بڑے چڑھاوے اس پر چڑھاتے تھے برمک اسی آتشکدہ کا متولی تھا۔ ۳ـــہ کامل ابن اثیر جلد چہارم

اور جہاں پر پاؤں گا تم کو گرفتار کرلوں گا اس میں خواہ فتحیاب ہوں یا اسی جستجو میں مر جاؤں"۔ والی باذغیس یہ خط پڑھ کر کانپ اوٹھا سلیم سے جو یہ خط لیکر گیا تھا قتیبہ سے ملنے کی بابت مشورہ کیا سلیم نے جواب دیا "قتیبہ بہت بڑا باسطوت شخص ہے اس کے ساتھ نرمی کی جائے گی تو وہ نرم ہو جائے گا اور اگر سختی کی جائے گی تو وہ سخت مزاج ہو جائے گا تم اس خط عتاب آمود سے خائف نہ ہو تمہارے ساتھ وہ سختی کا برتاؤ نہ کرے گا" بعد اسکے والی باذغیس نے حاضر ہو کر اس شرط پر کہ "قتیبہ باذغیس میں نہ داخل ہو" مصالحت کرلی۔

والی باذغیس سے مصالحت کرکے قتیبہ نے بیکنداد (بیکند) بلاد بخارا پر براہ نہر ۸۷ھ میں حملہ کیا۔ اہل بیکنداد نے اہل صغد اور ان کے گرد و نواح کے ترکوں سے امداد طلب کی۔ اہل صغد ایک جم غفیر لے کر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے راستہ گھیر لیا دو مہینہ تک قتیبہ اور مسلمانوں سے خط و کتابت بند رہی بالآخر قتیبہ نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اور قتل و غارت و قید کرتا ہوا منہدم کرنے کی غرض سے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ محصورین نے ڈر کر صلح کی درخواست پیش کی قتیبہ نے منظور کرلی۔ اور عامل مقرر کرکے واپس ہوا تھوڑا ہی راستہ (تقریباً پانچ فرسخ) طے کیا ہوگا اہل شہر نے بدعہدی سے قتیبہ کے عامل کو معہ اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ قتیبہ یہ خبر پاکر آگ بگولا ہوتے لوٹا۔ شہر پناہ کو منہدم کرکے زمین دوش کر دیا۔ جنگ آوروں کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ آلات حرب، ظروف طلائی و نقرئی بیحد و بیشمار ہاتھ آئے اس سے پیشتر اس قدر کبھی مال غنیمت نہ ملا تھا۔ پھر ۸۸ھ میں نوکشت (نومشکت) و رامسہ (رامثنہ) پر فوجکشی کی اہل نوکشت و رامسہ نے جزیہ دیکر مصالحت کرلی۔ واپسی کے وقت ترک، صغد اور اہل فرغانہ نے دو لاکھ کی جمعیت سے بسر افسری کور بغا نور ہمشیرہ زادہ بادشاہ چین قتیبہ کے مقدمۃ الجیش پر جو عبدالرحمٰن بن مسلم کے کمان میں تھا دفعۃً حملہ کیا عبدالرحمٰن بن مسلم نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح سے اُن کے سروں پر آپہنچا فوراً لڑائی کا عنوان بدل گیا گو ابتداءً عساکر اسلامی سخت

خطرناک حالت میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن قتیبہ کے آتے ہی سبھوں نے اللہ اکبر کہکر ایک پرجوش حملہ کیا جس سے ترک کے قدم استقامت اُکھڑ گئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ قتیبہ بھی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (نہر ترمذ کے قریب عبور کر کے) مرو آپہنچا

حجاج نے ۸۹ھ میں وردان خذاہ بادشاہ بخارا پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نے نہر کو مقام زم پر عبور کیا۔ صغد اہل کش اور نسف سے مفادرہ پر مڈبھیڑ ہو گئی ایک خونریز لڑائی کے بعد قتیبہ نے اُن کو شکست دے کر بخارا کا رُخ کیا اور (خرقانہ سفلی) دائیں بائیں جانب مورچہ قائم کیا متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو مرو کو واپس آیا۔

تعمیر مسجد نبوی

ولید ابن عبد الملک نے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو امارت مدینہ منورہ سے (آٹھویں ربیع الاول) ۸۷ھ میں اُس کی امارت کے چوتھے برس معزول کیا تھا اور بجائے اُس کے عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا تھا۔ پس اُس نے مدینہ منورہ میں وارد ہو کر مروان کے مکان میں قیام کیا، فقہاء مدینہ منورہ سے دس[1] فقیہوں کو بلا کر جس میں فقہا سبعہ مشورہ (سات فقیہہ) بھی تھے ارباب شوریٰ مقرر کیا۔ بغیر اُن کے مشورہ کے کوئی اپنی رائے سے نہ کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ اہل غرض کی حاجتیں، مظلوموں کی فریادیں اور عمال کے ظلم و جور کی شکایتیں عمر بن عبد العزیز کے گوش حق نیوش تک پہنچایا کرتے تھے اہل مدینہ منورہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور ہر کس و ناکس اس کے حق میں دعائیں دینے لگا۔

پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبد العزیز نے لکھا کہ "امہات المومنین کے حجروں کو اور نیز اُن مکانات کو جو قرب میں ہیں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دو تاکہ دو سو ذراع کا مربع ہو جائے

[1] جن دس فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کو عمر بن عبد العزیز نے ارباب شوریٰ (یا ممبر پارلیمنٹ) مقرر کیا تھا اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں عروہ بن زبیر، ابو بکر بن سلیمان بن خیثمہ، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، خارجہ بن زید، کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۱۔

اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو از روئے انصاف جو اس کی قیمت تجویز کیجائے دے کر منہدم کرا دو تم کو اس معاملہ میں عمر و عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرنی چاہیئے۔"

عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ منورہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر بلا جبر واکراہ مناسب قیمتیں لے کے اپنے اپنے مکانات دیدیئے۔ ولید نے اسی زمانہ میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی کے تعمیر کرنے کا ہے پس اس نے ایک لاکھ مثقال سونا اور ایک سو نامی نامی کاریگر اور چالیس اونٹ فسیفسا[1] روانہ کیا۔ ولید بن عبدالملک نے یہ سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجدیا۔ مکانات وامہات المومنین کے حجرے منہدم کرا کے تعمیر شروع کر دی۔ علاوہ ان کاریگروں کے شام کے بھی مشہور مشہور صناع شریک تعمیر تھے ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ پر خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کیا۔

فتح سندھ حجاج نے سرحد سندھ پر اپنے چچازاد بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو بسر افسری چھ ہزار جنگ آوروں کے مامور کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے روز قیام کر کے فیروز کا رخ کیا۔ اہل فیروز بر سر مقابلہ آئے۔ لڑائی ہوئی محمد بن قاسم نے بزور تیغ فتح کر کے ارمایل کے دروازہ پر پہنچکر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی ارمایل نے ہر چند کوشش کی لیکن ایک بھی پیش نہ گئی۔ محمد بن قاسم نے قبضہ حاصل کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی (اور جمعہ کے دن پہنچکر محاصرہ کر لیا)

شہر دیبل کے وسط میں ایک بہت بڑا رفیع الشان بتخانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل منارہ تھا اور منارہ پر ایک نیزہ گڑا

---

[1] فُسَیفِسَاءُ فَسَفسَۃ اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ چھوٹے چھوٹے رنگین ٹکڑے پتھر وغیرہ کے جو ایک دوسرے سے وصل کر دیئے جاتے ہیں جس سے مکانات کے دیواروں کے اندرونی حصہ بنائے جاتے ہیں اور شیخ عطار کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے رنگین پتھر ہوتے ہیں۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۶۰۔

ہوا تھا جس میں سُرخ حریر کا پھریرہ اُڑ رہا تھا جو تمام شہر پر اپنا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر سنگباری شروع کر دی اتفاق سے پہلے ہی نیزہ ٹوٹ کر گرا جس سے اہل دیبل کو اپنی شومی کا یقین ہو گیا۔ شہر سے نکل کر صف آرا ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے ان کو ہزیمت دی۔ اہل دیبل بھاگ کر شہر میں آرہے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ بالآخر بزور تیغ کھولا گیا۔ محمد بن قاسم نے باتوں بات چار ہزار لشکر شہر میں اُتار دیا[۵] (تین روز تک لڑائی ہوتی رہی والی دیبل شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا)۔

کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے نیروز کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ اہل نیروز نے پہلے سے بذریعہ خط و کتابت حجاج سے مصالحت کر لی تھی اس وجہ سے وہ رسد و غلہ لئے ہوئے محمد بن قاسم سے ملنے کو آرہے تھے اثنار راہ میں ملاقات ہوئی۔ نہایت احترام و عزت سے اپنے شہر میں لے گئے۔ دعوت کی۔ بعد ازاں محمد بن قاسم نے ملک سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا جو آسانی سے فتح ہوتے گئے تا آنکہ نہر مہران پر پہنچے بادشاہ سندھ (داہر بن صصہ) لوگوں کو جمع کر کے پھر برسر مقابلہ آیا۔ عساکر اسلامیہ نے نہر پر پل باندھا اور نہایت اطمینان و استقلال سے عبور کر کے داہر کی فوج پر جا پڑے داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اُس کے اِردگرد سیکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ جن کو تھوڑی دیر کے بعد ایک خفیف سی جنبش ہو جاتی تھی اور جس طرف وہ رُخ کرتے تھے صف کی صف درہم و برہم ہو جاتی تھی۔ اسلامی قدر اندازوں نے تیر باری شروع کر دی سواران فیل تیر اجل کے نشانہ ہو ہو کر گرنے لگے اور ہاتھیوں کا جھنڈ بھاگ کھڑا ہوا۔ داہر مجبوراً پیادہ پا لڑتا ہوا عساکر اسلامیہ کی طرف بڑھا۔ ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بقیہ کفار میدان جنگ سے

---

[۵] تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۲۲۵۔

لڑتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے اُن کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اور بڑے بڑے سُورما پہلوانوں۔ جنگ آوروں کو پامال کر ڈالا۔ داہر کی بیوی بھاگ کر شہر رار میں جا چھپی اور پھر جب مسلمانوں نے رار کا قصد کیا تو اُس نے بخوف گرفتاری اپنے آپ کو مع اپنی خواصوں کے جلا کر خاک کر ڈالا۔ عساکر اسلامیہ نے پہنچکر رار پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکر کفار کے ہزیمت یافتہ گروہ نے شہر برہمنا باد قدیم میں جاکر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ منصورہ میں اُن دنوں ایک گنجان باغ کیلہ کا تھا عساکر اسلامیہ نے اُس کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا جس کو پایا قتل کر ڈالا شہر کو ویران کر دیا بعد اُس کے یکے بعد دیگرے سندھ کے بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساسل کو جس سے اہل ملقاو (ملتان) سیراب ہوتے تھے کاٹ کر دوسری طرف بہادیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی اور عساکر اسلامیہ نے نہایت مردانگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاوروں و محافظین بت کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی قتل کر ڈالا۔ بت خانہ میں ایک کمرہ جو طولاً دس ذراع اور عرضاً آٹھ ذراع تھا سونے سے بھرا ہوا پایا۔

ملتان کا بُت خانہ بھی بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے۔ سال میں ایک مرتبہ لوگ اُس کے حج کو آتے سر اور داڑھی مُنڈواتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ ایوب نبی (علیہ السلام) ہیں۔

مُلتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا کل ملک محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آگیا۔ مال غنیمت سے جو خمس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا تھا وہ ایک کرور بیس لاکھ تھا اور فوجکشی میں جو صرف ہوا تھا اُس کا نصف تھا۔

بخارا اور طالقان وغیرہ اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوجکشی کی تھی اور بے نیل مرام واپس آیا تھا ۹۰ھ میں حجاج نے ناکامیابی کے ساتھ لوٹ آنے پر زجر و توبیخ کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ معہ نیزک طرخان والی

باذغیس کے بخارا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ بخارا (وردان اخذاہ) اپنے گرد و نواح کے سلاطین صغد و ترک سے امداد کا خواستگار ہوا جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کے بچانے کو آ گئے، تو یہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی چھڑی عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر ازد تھا اتفاق سے اس کو ہزیمت ہوئی اور ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکرگاہ سے بھی آگے بڑھ گیا لیکن پھر بھی سنبھلکر حملہ کی غرض سے لوٹے اس حملہ میں اسلامی میمنہ و میسرہ نے اُن کا ساتھ دیا ترک مجبور ہو کر اپنے مورچہ کی طرف لوٹے بعدازاں بنو تمیم نے ایسی بے جگری سے حملہ کیا کہ اُن میں اور ترکوں میں امتیاز باقی نہ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ بنو تمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے عساکر اسلامی اور ترکوں کے مابین ایک نہر حائل تھی جس کے عبور کرنے پر سوائے بنو تمیم کے اور کسی نے جرأت نہ کی پس جب بنو تمیم نے ترکوں کو ان کے مورچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو اُن کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی نہر عبور کر کے ترکوں پر نہایت تیزی سے خونریزی کا بازار گرم کر دیا خاقان اور اُس کا لڑکا زخمی ہوا ہزاروں ترک تیغ اجل کے نذر ہو گئے اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کیا اور قتیبہ نے بشارت فتح حجاج کو لکھ بھیجی۔

ہزیمت کے بعد طرخون والی صغد معدو سواروں کے اسلامی کیمپ کے قریب آیا اور درخواست صلح اس شرط پر پیش کی کہ زرجزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ بعدازاں معہ نیزک کے واپس ہوا نیزک کو چونکہ اُس کے کثرت فتوحات سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اثناء راہ سے جس وقت کہ وہ آمد میں پہنچ چکا تھا اجازت حاصل کر کے طخارستان کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کرنے لگا۔ اُس کے بعد ہی مغیرہ بن عبداللہ حسب حکم قتیبہ اس کو گرفتار اور قید کرانے کو روانہ ہوا ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ نیزک طخارستان پہنچکر باغی ہو گیا۔ اصبہند بادشاہ بلخ و باذان بادشاہ مرورو ذہ بادشاہ طالقان فاریاب و جورجان کو قتیبہ سے لڑنے کو طلب کیا چنانچہ ان لوگوں نے

قتیبہ سے جنگ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا اور بادشاہ کابل کو بھی خط و کتابت اور مال و اسباب بھیجکر اپنا ہمدرد بنالیا اور بوقت ضرورت و اضطرار مدد دینے کا اقرار لیلیا۔

نیزک جیفویہ والی طخارستان کے پاس مقیم ہوا اور بحکمت عملی اس کو گرفتار کرکے قتیبہ کے گورنر کو شہر سے نکالدیا قتیبہ کو یہ خبر موسم سرما کے پہلے پہونچی جب کہ اسلامی فوجیں متفرق ہوکر اپنے اپنے بلاد کو چلی گئی تھیں مگر پھر بھی اُس کے پرجوش دل کو اس خبر کے سننے کے بعد چین نہ آیا اُس نے اُسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا اور کسی سے اپنے خیال کو ظاہر کئے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ جب موسم سرما تمام ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کردینا میں بھی تمہارے قریب رہوں گا۔ چنانچہ بعد انقضاء موسم سرما قتیبہ نے اسلامی فوجیں نیشاپور وغیرہ روانہ کیں جنھوں نے طالقان پر پہنچکر بہت بڑی خونریزی کے بعد بزور تیغ فتح کرلیا اور بعد تسلط کے بلوائیوں اور رہزنوں کو گرفتار کرکے چار فرسنگ تک ایک سلسلہ میں سولی دیدی اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو والی مقرر کرکے فاریاب کا رُخ کیا۔ بادشاہ فاریاب یہ خبر پاکر مطیع ہوکر حاضر خدمت ہوا قتیبہ نے بعزت و احترام اُس سے ملاقات کی اور اُس کو بحال رکھ کے جوزجان کی طرف بڑھا۔ اہل جوزجان نے اطاعت قبول کرلی اور وہاں کا بادشاہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ قتیبہ نے عامر بن مالک حمانی کو اپنا نائب بناکے بلخ پر حملہ کیا اہل بلخ نے بھی مطیع و فرمانبردار ہوکر ملاقات کی۔

قتیبہ کا بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم۔ نیزک کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا نیزک پہاڑیوں سے اُترکر بغلان آگیا۔ اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی ایک تنگ و تاریک گھاٹی میں چھپادیا جس کا راستہ اسلامی لشکر میں کسی کو معلوم نہ تھا اور باقی اپنا مال و اسباب گھاٹی کی دوسری طرف جو قلعہ تھا اُس میں رکھدیا ایک مدت تک قتیبہ اس گھاٹی پر ٹھہرا ہوا لڑتا رہا کوئی رہبر نہ ملتا تھا جو اس راستہ کا خضر ہو جاتا تاآنکہ ایک عجمی مرد نے قلعہ کا راستہ بتلادیا

جہاں سے اسلامی لشکر سرنگ کھود کر قلعہ میں گھس گیا اکثر قلعہ والے مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے بعد اُس کے عساکر اسلامیہ نے سمنجان پر چڑھائی کی بعد ازاں نیزک کی طرف بڑھے اس عرصہ میں عبدالرحمٰن بن مسلم بھی آ پہنچا نیزک وادی فرغانہ کی طرف بھاگ گیا اور اپنا مال واسباب بادشاہ کابل کے پاس بھیجدیا۔ قتیبہ نے یہہ خبر پاکر نیزک کا تعاقب کیا نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے کرز میں قلعہ بندی کرلی کرز کا راستہ ایک ہی تھا اور وہ بھی بیحد دشوار گذار۔ جس کو گھوڑے و خچر بھی بدقت تمام طے کر سکتے تھے۔ قتیبہ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا تاآنکہ نیزک کے پاس جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اُس کے لشکری چیچک میں مبتلا ہو گئے موسم سرما بھی قریب آ گیا قتیبہ نے اپنے ایک خاص مصاحب کو جس پر نیزک کو بھی اعتماد تھا بلاکر کہا "تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو بلا امان جس حیلہ سے ممکن ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور اگر اس میں تم کو کامیابی نہ ہو تو امن دیدینا غرض جس صورت سے ہو اُس کو اپنے ہمراہ لاؤ ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا"۔ یہہ شخص قتیبہ سے رخصت ہو کر نیزک کے پاس گیا۔ نیزک کو قتیبہ سے ملنے کی رائے دی اور یہہ ظاہر کیا کہ اُس کا قصد کلیہ حملہ کرنے کا ہے اور اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا ہے کہ جس طرح ممکن ہو کرز پر قبضہ کرلو۔ نیزک نے گھبرا کر کہا "مجھے قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے"۔ اُس شخص نے جواب دیا "تم کو اُس کے پاس چلنا ہی چاہئے اور اُس سے بغیر ملے ہوئے تمہاری گلو خلاصی نہ ہو گی"۔ نیزک نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی اور وہ شخص برابر اُس کو سمجھاتا جاتا تھا اور نیزک قتیبہ اور اُس کے ہمراہیوں سے ملنے میں گریز کرتا جاتا تھا تاآنکہ اُس شخص نے مجبور ہو کر کہہ دیا "میں تم کو امان دیتا ہوں"۔ نیزک کے مشیروں نے چونکہ اُس شخص کو وہ سچا باور کرتے تھے اُس کے کہنے پر عمل کرنے کی رائے دیدی چنانچہ نیزک معہ جیغونہ بادشاہ طخارستان کے جس کو اُس نے قید کر لیا تھا اُس شخص کے ساتھ ہو لیا یہہ لوگ جسوقت گھاٹی سے نکلکر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی سواروں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا جن کو قتیبہ نے پہلے سے چھپا رکھا تھا۔

قتیبہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی چالیس روز کے بعد نیزک کے قتل کا حکم پہنچا۔ قتیبہ نے اُس کو اور اُس کے ساتھ صول طرخان نائب جیفو یہ و برادر زادہ نیزک کے قتل کا بھی حکم دیدیا علاوہ اُن کے اُسی روز سات سو آدمیوں کو اسکے ہمراہیوں میں سے صلیب دیدی۔ نیزک کا سر اُتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجدیا اور جیفویہ کو رہا کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد قتیبہ مرو میں واپس آیا۔ بادشاہ جورجان نے امن کی درخواست کی قتیبہ نے بشرطِ حاضری منظور کر لی۔ جانبین سے چند لوگ بطور ضمانت ایک دوسرے کے سپرد کر دیئے گئے اور بادشاہ جورجان بخوف و خطر حاضر ہوا پھر رخصت ہو کر اپنے مُلک کو واپس ہوا اثنا راہ میں مُقام طالقان پر پہنچکر ۹۱ھ میں مرگیا۔

فتح شومان چونکہ والی شومان نے قتیبہ کے عامل کو اپنے ملک سے نکالدیا تھا اور اُسکے قاصد کو جو مقررہ خراج وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر ڈالا تھا اس وجہ سے قتیبہ نے بادشاہ جورجان سے مصالحت کرنے کے بعد شومان پر فوجکشی کی اور قریب شومان پہونچکر اپنے بھائی صالح کو والی شومان کے پاس بھیجا صالح اور والی شومان میں بہت بڑی دوستی تھی۔ صالح نے اُس کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ انکار کرکے سوا لفظ اقرار اپنے زبان پر نہ لایا۔ قتیبہ نے صلح سے نااُمید ہو کر شومان کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کرا کے سنگباری کا حکم دے دیا۔ والی شومان نے یہ سمجھ کے کہ میں اس قلعہ کو حریف کے حملہ سے نہ بچا سکونگا قلعہ میں جو مال و اسباب و جواہرات تھے سب کو جمع کرکے ایک کنوئیں میں ڈالدیا جس کا عمق لامعلوم تھا بعد ازاں قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیبہ کی طرف چلا عساکر اسلامی نے چاروں طرف سے گھیر کر بات کی بات میں اُس کو قتل کر ڈالا اور قتیبہ نے قلعہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا جس قدر جنگ آور ہاتھ آئے مار ڈالے گئے۔ عورتوں اور بچّوں کو قید کر لیا۔ پھر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو طرخون بادشاہ صغد کے پاس خراج

لینے کو روانہ کیا اُس نے وہ مقررہ خراج جس پر اُس سے مصالحت ہوئی تھی ادا کر دیا۔ بعد اُس کے قتیبہ کش ونسف کی طرف بڑھا اہل کش ونسف نے صلح کر لی۔ بوقت مراجعت قتیبہ اور اُس کے بھائی سے بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس آئے۔

اہل صغد نے بعد مراجعت عبدالرحمٰن اپنے بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا۔ اور بجائے اُس کے غوزک کو تخت نشین کیا اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

صلح خوارزم بادشاہ پھر قتیبہ ۹۲ھ میں سجستان کی طرف بقصد رتبیل روانہ ہوا رتبیل نے فوراً مصالحت کر لی قتیبہ لوٹ کھڑا ہوا بادشاہ خوارزم پر اُس کا بھائی خرزاد جو اس سے چھوٹا تھا اس قدر مستولی ہو گیا تھا کہ بادشاہ خوارزم شاہ شطرنج کی طرح نام کا بادشاہ رہ گیا تھا خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا رعیت کے مال و عزت پر دست درازی کرتا اور اُن کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا بادشاہ خوارزم چونکہ اُس کی مدافعت نہ کر سکتا تھا قتیبہ کو اپنے ملک کے حالات لکھ بھیجے اور یہ لکھا "اگر تم میں قوت ہو تو میرے ملک پر آکر میرے بھائی اور مخالفین سے لڑ کر قبضہ لے لو" قتیبہ نے اُس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس راز سے اپنے ملک کے کسی فرد کو مطلع نہ کیا۔

۹۳ھ میں قتیبہ نے فوجیں مرتب کیں اور باظہار جنگ صغد (مرو سے) خروج کیا اہل خوارزم نے نہ تو جنگ کی تیاری کی اور نہ مورچے قائم کئے اور نہ دھس ودمدمے باندھے قتیبہ نے خوارزم کے قریب پہنچکر ہزار سب میں پڑاؤ کیا اُس وقت بادشاہ خوارزم کے مشیروں اور ارکان سلطنت کی آنکھیں کھلیں اور اُنھوں نے بادشاہ خوارزم کو قتیبہ سے جنگ کرنے کو کہا بادشاہ خوارزم نے جواب دیا "ہم میں اُس سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ دے کر ہم مصالحت کر لیں جیسا کہ اور والیان ملک نے کیا ہے" ارکین دولت نے اُس سے اتفاق کیا۔ بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں

آیا جو ایک نہر کے کنارہ آباد اور اُس کے مضبوط بلاد سے تھا اور نہر کے دوسرے کنارہ پر قتیبہ اپنا لشکر لئے ہوئے پڑا تھا۔ باہم بذریعہ خط وکتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دس ہزار غلام اور اُسی قدر قیمتی قیمتی کپڑے واسباب پر مصالحت ہوگئی اور اس صلحنامہ میں ایک شرط یہ اور بھی تھی کہ ہم خام جرد میں بادشاہ خوارزم عساکر اسلامیہ کو کمک دے گا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ایک کروڑ غلاموں پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کی جانب روانہ کیا جو بادشاہ خوارزم کا دلی دشمن تھا خام جرد نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں خام جرد۔ عبدالرحمٰن کے ہاتھ مارا گیا۔ عبدالرحمٰن اُس کے ملک پر قابض ہو گیا اور اُس کے چار ہزار سپاہیوں کو قید کر کے قتل کر ڈالا قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اُس کے بھائی اور اُس کے مخالفین کو گرفتار کر کے دیدیا بادشاہ خوارزم نے ان سبھوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُن کے مال واسباب کو جمع کر کے قتیبہ کے حوالہ کر دیا۔

بعد اُس کے مجشر بن مخازم سلمی نے صغد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ کہا "اگر صغد پر تمہارا قصد حملہ کرنے کا ہے تو یہ موقع بہت مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے اور اُن کے درمیان میں بہت بڑی مسافت ہے" قتیبہ نے یہ رائے پسند کی اور اخفائے راز کرنے کو کہا۔ دوسرے دن اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بسر افسری نامور نامور سواروں اور تیر اندازوں کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مال واسباب کو مرو کی جانب بھیجدیا۔ عبدالرحمٰن کی روانگی کے بعد قتیبہ نے اپنے لشکریوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا اور صغد کی زرخیزیاں اور سرسبزی کا ذکر کر کے اللہ کے دشمنوں سے اُس کے چھین لینے کی ترغیب دی۔ سب کے سب لبیک لبیک پکار اُٹھے قتیبہ نے سامان سفر درست کر کے کوچ کر دیا اور عبدالرحمٰن کے پہنچنے کے تیسرے روز پہونچکر سمرقند پر محاصرہ ڈالدیا اہل شہر نے حصار سے گھبرا کر بادشاہ شاش، خاقان۔ اور اخشاد فرغانہ سے امداد طلب کی۔ اُن لوگوں نے نامی نامی

شہزادوں مرزبانوں اور شہسواروں کو منتخب کر کے بسرافسری پسر خاقان۔ عساکر اسلامیہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا قتیبہ کو اُس کی اطلاع ہو گئی اُس نے بھی اپنے لشکر سے چھ سو سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صالح کو امیر مقرر کر کے اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام پر مامور کیا شب کے وقت مڈبھیڑ ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ چار گھنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی بالآخر سخت خونریزی کے بعد خاقان کا لڑکا مارا گیا اس کے ہمراہیوں میں سے جو اس واقعہ سے جانبر ہوئے وہ نہایت قلیل تھے مال واسباب جو کچھ تھا مسلمانوں نے لوٹ لیا (طلوع آفتاب کے قریب اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے) قتیبہ کی قلعہ شکن منجنیقیں جو قلعہ کے محاذات میں نصب کی گئی تھیں سنگباری کرنے لگیں میدان کارزار اسلامی جنگ آوروں سے بھرا ہوا تھا قلعہ کی دیواروں پر دھڑا دھڑ پتھر پڑ رہے تھے اور اہل قلعہ عساکر اسلامیہ پر تیر کا مینھ برسا رہے تھے مگر ان کو اُس کی کچھ بھی پروا نہ تھی سینہ سپر قلعہ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سنگباری کے صدمہ سے قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا روزن ہو گیا جس پر بکمال تیزی سے مسلمانوں نے پہونچکر قبضہ کر لیا اس وقت اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی۔ بائیس لاکھ مثقال سالانہ پر مصالحت ہو گئی سال رواں میں علاوہ اُس کے تیس ہزار غلام دینے کی شرط اور اضافہ کی گئی اور یہ بھی اقرار لے لیا گیا کہ شہر لشکریوں سے قتیبہ کے لئے خالی کر دیا جائے تا کہ یکسوئی کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔ پس جب حسب شرائط شہر خالی کر دیا گیا تو قتیبہ مع اپنے لشکریوں کے شہر میں وارد ہوا مسجد بنائی نماز ادا کی بعضوں کا بیان ہے کہ اہل قلعہ سے یہ بھی اقرار لے لیا گیا تھا کہ بُت اور آتشکدوں کے اسباب بھی مسلمانوں کو دیدیئے جائیں گے چنانچہ مسلمانوں نے پچاسی ہزار مثقال زیورات طلائی اور اسباب کو لے لیا اور بتوں کو جلا ڈالا بشارت فتح کے ساتھ ایک عورت بھی جو یزد جرد کی نسل سے تھی حجاج کے پاس بھیجدیا اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا جس سے یزید پیدا ہوا۔

ان واقعات کے بعد فورک کنے سے قتیبہ نے سمرقند سے مرو کی جانب مراجعت کی۔ ایاس بن عبداللہ کو جنگ پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ (مسلم کے غلام آزاد) کو صیغہ مال پر مامور کر گیا۔ اہل خوارزم نے ایاس سے سرکشی شروع کی۔ اور اُس کی مخالفت پر جمع کرنے لگے قتیبہ کو اُس کی خبر لگی تو اُس نے عبداللہ بن مسلم کو سند گورنری دے کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایاس وحیان نبطی کو سو سو درے پٹوانا اور اُن کے سروں کو منڈا دینا۔ پس جب عبداللہ مع مغیرہ بن عبداللہ کے خوارزم کے قریب پہنچا اور اُن کو اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُن کا بادشاہ بخوف جان بلاد ترک کی طرف بھاگ گیا مغیرہ ایک خفیف جنگ کے بعد شہر میں داخل ہوا جو لوگ لڑے اُن کو قید کر لیا اور باقی جو رہے انھوں نے جزیہ دے کے مصالحت کر لی۔ بعد واپسی قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا والی مقرر کیا۔

پھر ۹۵ھ میں قتیبہ نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا وکش ونسف وخوارزم سے امدادی فوجیں طلب کیں بیس ہزار لشکر فوراً آ کے جمع ہو گیا قتیبہ نے ان سبھوں کو شاش پر بھیج دیا اور خود خجندہ پر جا اترا لشکر کفار نکر پر سکّہ بند کر کے آئے اور متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن کھیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ وہ لشکر جو شاش کی طرف گیا ہوا تھا اُس نے بھی شاش کو بزور تیغ فتح کر لیا اور قتیبہ کے پاس لوٹ آیا اُس وقت قتیبہ کشان شہر فرغانہ میں اترا ہوا تھا اُس کے بعد مرو واپس آیا بعضے کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق سے قتیبہ کے پاس بھیجا تھا اور شاش پر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ اُس حکم کے مطابق قتیبہ شاش کی طرف گیا اور جب اُس کو حجاج کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آیا۔

یزید بن مہلب

۹۰ھ میں حجاج نے یزید اور اُس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزول کر دیا تھا۔ یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے۔ بعد اُس کے حجاج تک یہ خبر پہنچی کہ اکراد نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ حجاج اُن کی گوشمالی کی غرض سے بصرہ کے قریب لشکر مرتب کرنے لگا اور بنو مہلب کو قید خانہ سے نکال کے لشکر گاہ کے قریب ایک خیمہ میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا۔ پھر ان لوگوں سے ساٹھ لاکھ زر جرمانہ

طلب کیا اور بہ صورت نہ ادا کرنے کے ایذائیں اور تکالیف دینے کا حکم دیا یزید کی بہن ہند بنت مہلب زوجہ حجاج اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رنہ پڑی حجاج نے طلاق دیدیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کی تکلیف دہی سے رُک گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور زر جرمانہ کا تقاضہ کرتا رہا۔ موقع پاکر بنو مہلب نے اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصرہ میں تھا خفیہ طور سے کہلا بھیجا کہ ہمارے لئے فلاں وقت فلاں روز گھوڑے تیار رکھنا چنانچہ ایک روز شب کے وقت یزید بن مہلب نے محافظین قید خانہ کے لئے اچھے اچھے کھانے پکوائے اور عمدہ و نفیس شراب منگوائی جب محافظین جیل کھانے پینے میں مصروف ہوئے اور شراب پی پی کے بدمست ہوگئے تو یزید و مفضل و عبدالملک قید خانہ سے بہ تبدیل لباس نکل کھڑے ہوئے۔ حبیب بن مہلب بصرہ کے جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کاٹتا رہا۔ صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ مبادا بنو مہلب خراسان پر قبضہ نہ کر لیں ایک سریع السیر قاصد کو قتیبہ کے پاس بھیجدیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنو مہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا، وہ لوگ بڑے فتنہ پرداز اور فسادی ہیں۔

یزید مع اپنے بھائیوں کے قید خانہ سے نکل کر کشتی پر سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لئے مہیا کی گئی تھی جس وقت بطائح کے قریب پہنچا مروان کے بھیجے ہوئے گھوڑے ملے سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمراہی ایک رہبر جو بنو کلب سے تھا براہ سماوہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کے پاس دوڑا دیا۔

بنو مہلب بعد طے مسافت فلسطین پہونچے۔ وہیب بن عبدالرحمٰن ازدی کے مکان پر اترے سلیمان بن عبدالملک کی نظروں میں وہیب کی بہت بڑی عزت تھی اس نے سلیمان کے پاس جاکر بنو مہلب کی مظلومیت اور حجاج کے ظلم اور جور کو بیان کیا اور یہ کہا وہ لوگ حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر تمہارے ظل عاطفت میں پناہ گزیں ہونے کو آئے ہیں:

سلیمان بن عبدالملک نے نہایت تشفی آمیز الفاظ میں جواب دیا "تم اُن لوگوں کو میرے پاس لاؤ میں نے اُن کو پناہ دی" حجاج کو اُس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے ولید کو لکھ بھیجا کہ بنو مہلب نے اللہ تعالیٰ کے مال میں خیانت کی ہے اور میری حراست سے بھاگ کر سلیمان سے جا ملے ہیں۔ ولید کے دل میں جو کچھ رنج و غبار بنو مہلب کی طرف سے تھا وہ جاتا رہا کیونکہ وہ بھی حجاج کی طرح بنو مہلب سے خراسان کے معاملہ میں ڈر رہا تھا اب غصہ اس کو صرف مال کی خیانت کرنے کا رہ گیا۔ بعد اس کے سلیمان نے اپنے بھائی ولید بن عبدالملک کو اس مضمون کا خط لکھا "یزید میرے پاس موجود ہے اور میں نے اُس کو امن دی ہے۔ چونکہ حجاج نے اُس پر ساٹھ لاکھ جرمانہ کیا ہے لہذا نصف میں دوں گا اور نصف تم ادا کر دو" ولید نے جواباً تحریر کیا "جب تک اُس کو تم میرے پاس نہ بھیجدو گے میں اُس کو امن نہ دوں گا"۔ سلیمان نے لکھا "میں خود اُس کو لے کر حاضر ہوں گا" ولید نے جواب میں لکھا "اب میں اُسکو امن نہ دوں گا" اس پر یزید نے سلیمان سے کہا "آپ تم مجھے ولید کے پاس بھیجدو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم دونوں بھائیوں میں نا اتفاقی پیدا ہو البتہ تم ایک خط اس مضمون کا لکھ کر میرے ساتھ کر دو کہ جہاں تک ممکن ہو امیر المومنین اُس کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کریں" سلیمان نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے لڑکے ایوب کو یزید کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ ولید نے لکھا تھا کہ یزید کو مقید روانہ کرنا اس وجہ سے سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کو فہمائش کر دی تھی کہ تم بھی یزید کے ساتھ قیدیوں کی طرح پا بزنجیر ولید کے روبرو جانا ولید اپنے بھتیجے کو یزید کے ساتھ پا بزنجیر دیکھ کر بولا "ہمارے کان تک سلیمان کی یہ باتیں پہنچی ہیں" ایوب نے اپنے باپ کا خط نکال کر ولید کو دیا جس میں یزید کی سفارش اور مال کی ضمانت تھی ولید اس کو غور سے پڑھنے لگا اور ایوب اپنے باپ کی طرف سے یزید کی سفارش کر رہا تھا۔ اور یزید بھی معذرت کرتا جاتا تھا۔ بالآخر ولید نے یزید کا قصور معاف کر کے امن دی اور حجاج کو بنو مہلب سے تعرض کرنیکو

لکھ بھیجا۔ چنانچہ حبیب والی علسہ جو اُس کی نگرانی میں تھا رہا کر دیا گیا اور یزید سلیمان کے پاس واپس آیا۔ اکثر تحائف و ہدایا اُس کے پاس بھیجتا تھا اور دعوتیں بھی کرتا تھا۔

شہادت سعید بن جبیر

۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کے ظلم و جور و بدکرداری کی شکایت ولید کو لکھی حجاج کو اُس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے بھی ایک عرضداشت بھیجدی جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اکثر فتنہ پرداز شوریدہ پشت، منافق عراق سے جلاوطن ہو مدینہ منورہ مکہ معظمہ میں جاکر مقیم ہوئے ہیں عمر بن عبدالعزیز اُن کے گرفتار کرنے سے مانع ہے اس امر سے حکومت و سلطنت میں ایک قسم کا ضعف پیدا ہوگا مناسب ہے کہ حجاز معزول کر دیئے جائیں" چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ افسری کو مکہ معظمہ اور عثمان بن حبان کو مدینہ منورہ پر مامور کیا۔

خالد نے مکہ معظمہ میں پہونچکر کل اہل عراق کو بجبر نکال باہر کیا اور اُن لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے یا اُن کو کرایہ پر مکان دیتے تھے تحکمانہ ڈرایا دھمکایا۔

زمانہ حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اکثر اہل عراق۔ حجاج کے ظلم و جور سے تنگ آکر مکہ معظمہ میں چلے آتے تھے اور وہ یہاں پہونچکر اُس کے شر سے بچ جاتے تھے از انجملہ سعید بن جبیر بھی تھے جو حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے ان کو حجاج نے اُس فوج کے وظائف و رسد دینے پر مامور کیا تھا جس کو بسرافسری عبدالرحمن بن اشعث جنگ رتبیل پر بھیجا تھا۔ پس جب عبدالرحمن نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھی تو سعید بھی اس کے ہم آہنگ ہوگئے۔ عبدالرحمن ہزیمت اُٹھا کے رتبیل کے ملک میں بھاگ گیا اور سعید اصفہان چلے آئے حجاج نے گورنر اصفہان کو اُن کے گرفتار کرنے کو لکھا گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو در پردہ حجاج کے حکم سے آگاہ کر دیا۔ سعید اصفہان سے آذربیجان چلے آئے ایک مدت تک ٹھہرے رہے پھر یہاں سے گھبرا کر مکہ آگئے مکہ معظمہ میں آ

جیسے بہت سے آدمی حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے جن کا نام و نشان حجاج کے آدمیوں کو کوئی نہ بتلاتا تھا۔ خالد وارد مکہ معظمہ ہوا تو ولید کا یہ حکم صادر ہوا کہ اہل عراق کے فراریوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدو۔ اُس نے سعید بن جبیرؓ مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کیا طلق تو اثناء راہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر چلدیئے باقی رہے سعید و مجاہد، وہ کوفہ پہونچے حجاج کے رو برو پیش کئے گئے حجاج نے سعید کو گالیاں دیں سخت و سست کہہ کے بولا "میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں مکان میں ہے" کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا پھر بولا "اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر اُبھارا؟ جواب دیا "میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے" حجاج یہ سنکر خوش ہو گیا تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا اتفاقاً سعید کی زبان سے اثناء کلام میں یہ نکل آیا کہ میری گردن میں اُس کی (عبدالرحمن) بیعت تھی۔ حجاج کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا غضبناک ہو کے بولا۔ "کیا میں نے تجھ سے مکہ میں بعد قتل ابن زبیر عبدالملک کی بیعت نہیں لی تھی؟ اور پھر اُس کی تجدید میں نے کوفہ میں نہیں کی تھی؟ غرض میں نے تجھ سے دو بار بیعت لی" سعید نے اقراری جواب دیا۔ حجاج نے کہا تو نے امیرالمومنین کی دو بیعتیں توڑیں اور رزیل ابن رزیل (عبدالرحمن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا واللہ میں تجھے مار ڈالوں گا" سعید بولے بے شک اب میں سعید ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم بامسمیٰ ہوں) حجاج نے لپک کے گردن اُڑا دی اور جوش مسرت سے تین بار تہلیل کی پہلی مرتبہ نہایت فصاحت سے اور دو بار جلد جلد۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل مخبوط ہو گیا تھا بار بار قیوونا قیوونا کہتا تھا لوگوں نے یہ سمجھ کے کہ اُس کا مقصود سعید بن جبیر کی قیود ہے سعید بن جبیر کا پاؤں پکڑ کے از نصف ساق سے کاٹ ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تھا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا تھا کہ اُس کا وہ دامن پکڑ کے کہتا ہے یاعدو اللہ فیما قتلتنی (اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس

جُرم میں قتل کیا ہے) پس حجاج خوف زدہ ہو کر جاگ اُٹھتا تھا اور کہتا تھا۔ مالی ولسعید بن جبیر

حجاج کی وفات

ماہ شوال ۹۵ھ میں گورنری عراق کے بیسویں برس حجاج کا پیام اجل آپہونچا پس بوقت وفات اپنے لڑکے عبداللہ بن حجاج کو بجائے اپنے اور یزید بن ابی کبشہ کو افواج کوفہ وبصرہ پر۔ اور یزید بن ابی مسلم کو صیغہ مال پر مامور کیا۔ اُس کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے اس تقرری کو اور نیز کل عمال حجاج کو بحال وبرقرار رکھا اور قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا۔

قد عرف امیر المومنین بلاءک وجہدک وجہادک اعداء المسلمین وامیر المومنین رافعک وصانع بک الذی تحب۔ فاتمم مغازیک وانتظر ثواب ربک ولا تغیب عن امیر المومنین کتبک حتی کانی انظر الی بلادک والثغر الذی انت فیہ۔

بیشک امیر المومنین اعداء المسلمین کے خلاف تمہاری جدو جہد سے واقف ہیں۔ امیر المومنین تمہارے اعزاز اور مرتبہ کو بلند کرنے والے ہیں جس کی تمہیں تمنا ہے اپنے مغازی کو تمام کرو اور اجر باری کے منظور ہو۔ تم اپنی تحریرات اور مکاتب کو امیر المومنین سے مت چھپاؤ حتیٰ کہ میں تمہارے مستقر اور شہر کو دیکھ لوں۔

محمد بن قاسم اور سندھ

جن دنوں محمد بن قاسم ملتان میں آیا اُسی زمانہ میں وہیں حجاج کے مرنے کی خبر پہنچی۔ روور وبغرور کی طرف جس کو یہ فتح کر چکا تھا لوٹا پھر یہاں سے لشکر مرتب کر کے بسرافسری حبیب سلماس[۱] پر چڑھائی کی۔ اہل سلماس نے اور اُس کے ساتھ ہی اہل سرشت نے بھی اطاعت قبول کر لی بعد اُس کے محمد نے کیرج[۲] پر فوجکشی کی۔ دوہر بر سر مقابل آیا۔ لڑائی ہوئی محمد نے اُس کو ہزیمت دے کے قتل کر ڈالا۔ اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا اور کچھ لوگوں کو قید کر لیا۔ اس زمانہ سے محمد بن قاسم ہی سندھ کا گورنر رہا

---

[۱] کامل ابن اثیر میں بجائے سلماس بیلمان لکھا ہوا ہے۔ جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔ [۲] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے لیکن تاہم میں نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔

تا آنکہ سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اُس نے محمد بن قاسم کو معزول کرکے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مامور کیا۔ یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کرکے عراق بھیج دیا۔ صالح بن عبدالرحمن نے واسطہ کے قید خانہ میں ڈال دیا اور حجاج کے اعزہ واقارب کے ساتھ اُس کو بھی تکلیفیں دینے لگا۔ اس وجہ سے کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارزم کی تحریر سے قتل کر ڈالا تھا۔ اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ میں آنے کے اٹھارھویں روز مر گیا تو سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ گورنری سندھ مرحمت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سندھ اپنے اپنے ممالک پر پھر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور جیشہ بن داہر برہمنا باد[لہ] واپس آیا تھا حبیب نے کنارہ مہران پر قیام کیا۔ اہل رور نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور جو لوگ لڑے اُن کو حبیب نے پامال کیا (اس اثناء میں سلیمان بن عبدالملک مر گیا اور عمر بن عبدالعزیز سریر خلافت پر رونق افروز ہوئے) عمر بن عبدالعزیز نے ملوک سندھ کو خط لکھا اسلام کی دعوت دی۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر اُن کا ملک اور اُن کی جائداد دینے اور عفو تقصیر اور مسلمانوں کا جیسا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اس تحریر کے مطابق جیشہ بن داہر اور کل ملوک سندھ مسلمان ہو گئے کفری نام تبدیل کرکے اسلامی عربی نام رکھائے۔

اس سرحد پر عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے عمر بن مسلم باہلی مامور تھا اُس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں جنید بن عبدالرحمن سندھ کا گورنر ہوا۔ دریائے مہران پر پہنچا تو جیشہ بن داہر نے عبور کرنے سے روکا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے ایک مرد صالح نے اس بلاد پر حکمران بنایا ہے میں تم سے مطمئن نہیں ہوں لہذا تم مجھے ضمانت دو۔"

لہ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۸۳ جلد چہارم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے اصل کتاب میں خالی جگہ ہے مترجم۔ لہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۸۳۔

جنید نے ضمانت نہ دی جیشہ باغی ہو گیا۔ لڑائی چھڑ گئی جیشہ نے ہر چند روک تھام کی لیکن جنید نے لڑ بھڑ کر اپنی فوج خشکی پر اُتار دی اور اُسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ صصہ بن داہر نے جنید کی بد عہدی کی شکایت کرنے کو دارالخلافتہ کا قصد کیا جنید نے اُس کو نرمی و ملاطفت سے بلایا جب وہ آ گیا تو اُس کو بھی قتل کر ڈالا۔ ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کے آخری حصہ) پر عہد شکنی کی وجہ سے فوجکشی کی اور کباش[1] کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا جس قدر سپاہی ملے سبھوں کو قتل کر ڈالا عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا قبضہ حاصل کرنے کے بعد عمال کو مرمد، مندل، دہنج اور بیروج کی طرف روانہ کیا اور ایک لشکر ارین پر شبخون مارنے کو بھیجا جس نے ارین کے شہروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ ان لڑائیوں میں جو مال غنیمت جنید کو حاصل ہوا اُس کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے۔

چونکہ جنید روزانہ لڑائیوں سے تنگ کیا تھا آرام کرنے کی غرض سے اُس نے تمیم بن زید قینی کو عارضی طور پر بجائے اپنے مقرر کیا۔ دیبل کے قریب تھوڑے دنوں بعد مر گیا تمیم نہایت سست و کاہل تھا اُس کے زمانہ میں امراء اسلام عساکر اسلامیہ بلاد ہند کو چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے تھے بعد اُس کے حکم بن عوام کلبی ان ممالک کا گورنر ہوا ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی بجز اہل قصہ کے سب باغی ہو گئے تھے حکم نے ایک شہر بنام نہاد محفوظ آباد کیا جو فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے چھاؤنی کا کام دیتا تھا۔ عمر بن محمد قاسم فاتح سندھ بھی اُس کے ہمراہ تھا بڑے بڑے ذمہ داری کے کام

---

[1] کباش زمانہ قدیم میں ایک آلہ لکڑی اور لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اور اس کو بحکمت عملی آہستہ آہستہ چلاتے تھے جس سے بڑی بڑی مضبوط دیواریں منہدم ہو جاتی تھیں اور اب یہ آلہ منجنیق کی طرح معدوم ہو گیا۔

اُس کے سپرد تھے۔ محفوظ سے اُس نے کئی مرتبہ جہاد کیا اور مظفر و منصور ہو کر واپس آیا رفتہ رفتہ اُس کی حکومت کا سکہ والیان ملک کے دلوں پر بیٹھ گیا اُس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام المنصورہ رکھا یہ وہی المنصورہ ہے جو امراء سندھ کا دارالحکومت رہا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں دشمنان دین کے قبضہ سے کل ممالک سندھ پھر چھین لئے اور اپنے عدل و انصاف سے اہل ملک کو خوش کر دیا۔ بعد چندے حکم مار ڈالا گیا اور دولت امویہ انتظام مملکت ہند سے مجبور و معذور ہو گئی۔ بقیہ حالات سندھ کے مامون الرشید کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

فتح کاشغر و چین

۹۶ھ میں قتیبہ نے بقصد ملک چین لشکر آرائی کی اور لشکریوں کو معہ اُن کے اہل و عیال کے لیکر نکلا اور سمرقند ہو کر ان لوگوں کے قیام کا انتظام کر کے فارغ البالی کے ساتھ چین پر دھاوا کیا۔ نہر عبور کر کے مسلحہ[1] کو گھاٹ پر ٹھہرایا کہ لشکریوں کو بلا اجازت واپس نہ آنے دے فوج کے مقدمۃ الجیش کو کاشغر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس نے کاشغر کو بزور تیغ فتح کیا بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا قیدیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں کر دیں قتیبہ فتحیابی اور جہاد کے جوش میں چین تک بڑھتا چلا گیا بادشاہ چین نے لکھ بھیجا "چند آدمیوں کو شرفاء عرب سے ہمارے پاس بھیجدو جو تمہارے حالات اور مذہب سے ہم کو آگاہ کریں" قتیبہ نے عرب کے دس مشہور آدمیوں کو جس میں ہبیرہ بن شمرج کنانی بھی تھا نفیس پوشاکیں عمدہ عمدہ گھوڑوں پر مختلف ساز و سامان کے ساتھ بادشاہ چین کے پاس روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ بادشاہ چین سے کہدینا کہ اگر وہ مسلمان نہ ہوا تو قتیبہ جب تک اُس کے ملک کو پامال نہ کر لے گا اور اُس سے خراج نہ لیلے گا ہرگز واپس نہ جائے گا۔ پہلے روز بادشاہ چین کے دربار میں یہ لوگ اس ہیئت سے گئے کہ عمدہ وقیمتی زنجیریں گلے میں پڑی ہوئی تھیں۔

---

[1] مسلحہ لشکر کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جو کسی ضرورت کے لحاظ سے راستہ پر ٹھہرایا جاتا ہے۔

نفیس نفیس چادریں اوڑھے ہوئے تھے بالوں میں خوشبودار تیل پڑا ہوا تھا موزے پہنے عطر لگائے ہوئے تھے بادشاہ چین ایک سکوت کے عالم میں بیٹھا ان لوگوں کو دیکھتا رہا اور حاضرین دربار بھی اُن سے ہمکلام نہ ہوئے واپسی کے بعد کہنے لگے "یہ لوگ مرد نہیں ہیں بلکہ عورتیں ہیں کیا لڑیں گے" دوسرے روز پھر یہ لوگ گئے لیکن آج دوسرے لباس اور ہیئت میں تھے مخلط و رنگین چادریں اوڑھے ہوئے تھے سروں پر ریشمی عمامے تھے لمبی لمبی عبائیں زیب بدن تھیں" بادشاہ چین نے کچھ گفتگو نہ کی تھوڑی دیر بیٹھ کے واپس آئے۔ مراجعت کے بعد یہ رائے قایم ہوئی کہ آج اُن کی صورتیں مردوں سے ملتی ہیں۔ پھر تیسرے روز بُلائے گئے تو اس صورت سے کہ سروں پر بجائے عمامہ کے خود تھا زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے کمر سے تلوار لگی ہوئی نیزے آڑے کئے ہوئے ترکش اور کمانوں کو پشت پر لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر سوار گئے اور کھڑے ہی کھڑے واپس آئے۔ آج کا منظر ایسا تھا کہ بادشاہ چین کے دل میں اُن کی ہیبت سماگئی درباری دیکھ کر سہم گئے بادشاہ چین نے اُن کے سردار ہبیرہ بن شمرج کو بلا کر مختلف لباس میں آنے کی وجہ دریافت کی ہبیرہ نے جواب دیا "پہلے روز ہم جس لباس میں آئے تھے وہ لباس گھروں میں پہننے کا ہے۔ دوسرا لباس وہ ہے جس کو ہم اپنے امرا کی خدمت میں جانے کے وقت زیب بدن کرتے ہیں اور تیسرا وہ ہے جس کو ہم دشمنوں کے مقابلہ میں پہن کر جاتے ہیں" بادشاہ چین یہ سُنکر ہنس پڑا اور پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا "تم نے میرے ملک کی وسعت دیکھ لی ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ کو کوئی شخص تم سے نہیں روک سکتا اور مجھے تمہاری کمی کا حال معلوم ہے لہذا تم اپنے امیر سے جاکر کہدو کہ وہ یہاں سے اُلٹے پاؤں لوٹ جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کردوں گا جو تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے"۔ ہبیرہ نے ترشرو ہو کر کہا "ہم تم سے کسی طرح کم نہیں ہیں، ہمارے سواروں کا پہلا حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور اس کا آخری حصہ زیتون کے باغوں میں۔ باقی رہی قتل کی دھمکی۔ اس سے

ہم کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور نہ اُس سے ہم ڈرتے ہیں۔ ہماری موت کا دن مقرر ہے جب وہ آ جائے گا تو اُس سے ہم متجاوز نہ ہوں گے اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو پامال نہ کرلے گا اور تمہارے ملوک کی گردنوں پر مہریں نہ لگائے گا اور تم سے خراج نہ لے لیگا ہرگز واپس نہ ہوگا۔ بادشاہ چین بولا ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کردیں گے۔ تھوڑی مٹی بھیجے دیتے ہیں اُس کو وہ پامال کردیں اور ہمارے لڑکوں کی گردنوں پر مہریں لگادیں اور ہم ایسا ہدیہ بھیجیں گے جس سے وہ خوش ہو جائیگا۔ ہبیرہ یہ سُنکر خاموش ہو گیے۔ بادشاہ چین نے ایک ٹوکری مٹی منگوا کے ساتھ کردیا اور تحایف و ہدایا دے کے رُخصت کیا قتیبہ کے پاس پہونچے تو اُس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روندا۔ لڑکوں پر غلامی کا نشان بنا کر لوٹا دیا اور جزیہ (خراج) جو اُس نے بھیجا تھا قبول کرلیا۔ اُس کے اگلے دن اپنے ملک کو واپس ہوا۔ اور ہبیرہ کو وفد بنا کے ولید کی طرف روانہ کیا جب یہ فرات پر پہنچا تو ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

وفات ولید بیعت سلیمان پندرھویں جمادی الثانی ۹۶ھ کو (دمشق میں) ولید[۵۱] بن عبدالملک نے وفات پائی عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بہترین خلفاء بنی اُمیہ تھا اُس نے تین مسجدیں بنوائیں۔ مسجد مدینہ منورہ مسجد قدس (بیت المقدس) اور مسجد دمشق[۵۲]۔ مسجد دمشق کی جگہ پر کلیسہ تھا جس کو ولید نے توڑ واکر مسجد بنوائی تھی عمر بن عبدالعزیز سے اُس کی شکایت کی گئی تو یہ جواب دیا کہ "ہم تمہارا یہ کلیسہ تم کو دیدیں گے البتہ کلیسہ تو ما منہدم کرادیں گے کیونکہ شہر کے باہر ہے اور بزور تیغ فتح کیا گیا ہے اور وہاں پر مسجد بنوائیں گے" عیسائی یہ سُن کے خاموش اور اپنے دعوے سے دستکش ہو گئے۔

---

۵۱ ابوالعباس اس کی کینت تھی اڑتالیس برس کی عمر پائی نو برس آٹھ مہینہ حکومت کی بوقت وفات چودہ اولادیں اُس کی موجود تھیں المعارف لابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۳۔

۵۲ ۸۶ھ جامع دمشق کی بنا پڑی تھی۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲۔

ولید کے زمانہ خلافت میں اُندلس[۱]، کاشغر، ہند وغیرہ[۲] مفتوح ہوئے نفیس مزاج متواضع اور ضیاع[۳] کو پسند کرتا تھا۔ سبزی فروش کی طرف گذر ہوتا تو اُس سے دریافت کرتا تھا "یہ ڈھیر ترکاریوں کا کس قیمت کا ہے"؟ جو کچھ وہ بتلاتا اُس سے دو چند کر کے کہتا اُس کو اتنی قیمت پر فروخت کرنا قرآن شریف کی تلاوت تین دن میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا اُس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولیعہدی سے معزول کرنے کا اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کے بیعت لینے کا قصد کیا تھا لیکن سلیمان نے اس سے انکار کیا ولید نے اپنے گورنروں سے اس بابت خط وکتابت کی۔ کسی نے سوائے حجاج و قتیبہ اور بعض خاص خاص امراء کے قبول نہ کیا پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اُس نے آنے میں تاخیر کی تب خود ولید اُس کے پاس جانے پر تیار ہو گیا۔ تیاری ہی کر رہا تھا پیام اجل آ پہونچا۔

ولید بن عبدالملک کے مرنے کے بعد اُسی دن سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر

---

[۱] اُندلس بتمامہ ۹۲ھ میں مفتوح ہوا تھا طارق بن زیاد۔ موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام نے بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے چڑھائی کی تھی۔ اُس کے بادشاہ کا نام آذرینوق تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر۔

[۲] علاوہ ان ملکوں کے اُسی کے عہد خلافت ۸۸ھ میں بیکند، بخارا، سردانیہ، مطمورہ، قمیقم، بحیرہ، فرسان اور ۸۹ھ میں جرثومہ، طوانہ اور ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ، میورقہ اور ۹۱ھ میں نسف، کش، شومان، مداین اور آذربیجان کے چند قلعہ اور ۹۲ھ میں ملک اُندلس و شہر مائیل، قترلون اور ۹۳ھ میں دیبل، کیرج، برہم، باجہ، بیضاء، خوارزم، سمرقند، سغد اور ۹۴ھ میں کابل، فرغانہ، شاش، سندھ اور ۹۵ھ میں موقان، باب اور ۹۶ھ میں طوس مفتوح ہوا۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲۔

[۳] ضیاع ایک خوشبو کا نام ہے۔

لوگوں نے مقام ایلیہ میں بیعت کی۔ تخت خلافت پر بیٹھتے ہی انتظام میں مصروف ہوا عثمان بن حیان کو آخری رمضان ۹۶ھ میں مدینہ منورہ سے معزول کرکے ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مامور کیا۔ حجاج کے مقرر کئے ہوئے گورنروں کو ولایت عراق سے معزول کرکے یزید بن مہلب کو مصرین (کوفہ و بصرہ) کی حکومت بجائے یزید بن ابی مسلم کے مرحمت کی پس یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا والی بنا کر بھیجدیا۔

چونکہ سلیمان بن عبدالملک کو حجاج اور اس کے گورنروں سے ایک قسم کا ملال تھا اور اُس کے ظلم و جور کی شکایتیں اکثر پہونچا کرتی تھیں اس وجہ سے اُس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل ابی عقیل (یعنی حجاج کی قوم) کے ذلیل و خوار کرنے کا حکم دیا اور طرح طرح کی سزائیں ان کے لئے مقرر کیں۔ یزید نے اپنی طرف سے عبدالملک بن مہلب کو اس کام پر مامور کیا۔

قتل قتیبہ بن مسلم جوں ہی سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا قتیبہ کے ہوش و حواس جاتے رہے کیونکہ اُس نے سلیمان کے معزول کرنے میں ولید کی موافقت کی تھی۔ اُس نے اس خیال سے کہ مبادا سلیمان خراسان کی گورنری مجھ سے چھین کر یزید بن مہلب کو نہ دیدے لوگوں کو اس کی مخالفت اور خلع خلافت پر اُبھارنے لگا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک خط[1] اس مضمون کا کہ "اگر تم مجھے میں جس عہدہ پر ہوں بحال نہ رکھو گے اور امن نہ دو گے

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ قتیبہ نے تین خط یکے بعد دیگرے سلیمان کو تحریر کئے تھے اور ہر سہ خطوط کو ایک ہی قاصد کے معرفت بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر سلیمان پہلا خط پڑھ کے یزید کو دیدے تو دوسرا خط دینا پس اگر اس کو بھی پڑھکر یزید کو دیدے تو تیسرا خط دینا اور اگر پہلا ہی خط پڑھ کے خاموش ہو جائے اور خط کو یزید کے حوالہ نہ کرے تو ان دونوں پچھلے خطوط کو نہ دینا۔ پہلے خط میں سلیمان کو تخت خلافت پر بیٹھنے کی مبارکباد دی تھی اور اپنے حسن خدمات و کارگذاریوں کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی اسی خط میں تحریر کیا تھا کہ اگر مجھے آپ میرے عہدہ پر بحال رکھیں گے تو میں اسی طرح

(باقی نوٹ صفحہ ۲۷۴ پر ملاحظہ ہو)

تو میں بیشک تم کو خلافت سے معزول کردوں گا اور اس قدر سوار اور پیادوں کو مجتمع کردوں
تمھارا قافیہ تنگ ہو جائے گا" لکھ کر قاصد کی معرفت سلیمان کے پاس روانہ کیا۔ سلیمان نے اس
امن دی اور سند گورنری خراسان لکھ کے اپنے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مزید احتیاط کے
سے اپنا ایک خاص قاصد ہمراہ کر دیا حلوان میں یہ دونوں قاصد پہنچے تو معلوم ہوا کہ قتیبہ
سلیمان بن عبدالملک کی مخالفت پر کمر باندھ لی (اس وجہ سے سلیمان کا قاصد لوٹ آیا

قتیبہ نے قاصد روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولیت کی بابت اپنے بھائیوں سے
مشورہ کیا (عبدالرحمن بن مسلم اس کے بھائی نے کہا "خط کے جواب کا تو انتظار کرلو اور اگر خلع
خلافت ہی مد نظر ہے تو سمرقند چل کر قیام کرو اور وہاں پر اس کام کو چھیڑو") عبداللہ بن مسلم
(اس کے دوسرے بھائی) نے رائے دی کہ جہاں تک ممکن ہو اس کام کو عجلت کے ساتھ انجام
قتیبہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لوگوں سے سلیمان اور اس کے عمال کی برائیاں بیان
کر کے خلع خلافت کرنے کو کہا مگر کسی نے منظور نہ کیا۔ قتیبہ کو غصہ آگیا ایک ایک قبیلہ کو
گالیاں دے کے اُن کی برائیاں اور مذمتیں بیان کیں۔ اپنی اور اپنے باپ و قبیلہ و شہر
کی تعریف کی۔ اس سے لوگوں کے تیور بدل گئے غصہ سے آنکھیں سرخ ہوگئیں سب کے سب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۳) رہوں گا جیسا کہ عبدالملک و ولید کا فرمانبردار تھا۔ دوسرے خط میں اپنی عظمت
و جلال و ہیبت اور ملوک عجم کے ڈرنے کا حال اور اہل مہلب کی برائیاں لکھی تھیں اور اس امر کو بھی ظاہر
تھا کہ اگر تم یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کرو گے تو میں اس کو معزول کردوں گا تیسرے خط میں
لکھا تھا کہ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں تمھاری خلع خلافت کردوں گا سلیمان نے پہلا اور دوسرا
خط پڑھ پڑھ کے یزید کو دیدیا لیکن تیسرے خط کے پڑھتے ہی چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس
سر بمہر کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور رات کے وقت قاصد کو بلا کر جائزہ دیا اور سند گورنری خراسان
لکھ کے اپنے خاص قاصد کے ساتھ روانہ کیا۔

بجائے سلیمان کے خلع خلافت کے قتیبہ کے خلع امارت و مخالفت پر تُل گئے۔ قتیبہ کے دوست اور مشیر ملامت کرنے لگے قتیبہ نے جواب دیا "جب تم لوگوں نے میری بات کو منظور نہ کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور اُس غصہ کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ کیا کہہ گیا"۔

سب کے پہلے ازد نے سرگوشیاں شروع کیں حصین بن منذر کے پاس گیا اور ایک زبان ہو کر کہنے لگا "تمہاری کیا رائے ہے قتیبہ تو ہم کو فتنہ و فساد فی الدین کی طرف بلاتا ہے اور گالیاں دیتا ہے"۔ حصین نے اُن کی کارگذاریوں اور لڑائیوں کی تعریف کر کے کہا "خراسان میں مضر زیادہ ہیں اور اکثر تمیم بھی وہیں موجود ہیں اور یہ لوگ سوائے اپنے اور کسی کی سرداری پر راضی نہ ہوں گے اگر تم اُن سے مخالفت کرو گے تو یہ لوگ قتیبہ کے معاون و مددگار ہو جائیں گے اور میں اس کام کے لئے وکیع کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں" اور چونکہ قتیبہ نے وکیع کو معزول کر کے ضرار بن حصین ضبی کو بجائے اُس کے مامور کیا تھا اس وجہ سے وکیع قتیبہ سے کشیدہ خاطر تھا۔ حیان نبطی (مولی بنی شیبان) نے بھی حصین بن منذر کی تائید کی۔ لوگ در پردہ ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور اس بابت سرگوشیاں کرنے لگے۔ حیان نبطی نے وکیع کے راضی کرنے کا بیڑہ اُٹھا لیا۔ قتیبہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے اپنے خادم کو یہ حکم دیا کہ جس وقت حیان میرے پاس آئے قتل کر ڈالنا۔ اتفاق سے دوسرے خادم نے اُس کو سُن لیا اور اُس نے حیان کو اُس سے آگاہ کر دیا۔ جب قتیبہ نے اُس کو بلایا تو بیماری کا بہانہ کر کے حاضر نہ ہوا۔ اس اثناء میں لوگ مجتمع ہو کر وکیع کے پاس گئے اور قتیبہ کی معزولیت اور مخالفت کرنے کو اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مبارزین میں اہل بصرہ و عالیہ کے جنگ آور نو ہزار۔ بکر کے سات ہزار۔ جن کا سردار حصین بن منذر تھا تمیم کے دس ہزار۔ جن پہ ابن زحر امیر تھا موالی (آزاد غلام) سات ہزار جو حیان نبطی کے ماتحت تھے بعضے کہتے ہیں کہ یہ دیلم سے تھا۔ اور نبطی لکنت کی وجہ سے کہتے تھے۔ اُس نے وکیع سے یہ شرط کر لی تھی کہ جانب شرقی نہر بلخ کا خراج جب تک میں

زندہ رہوں مجھے معاف کر دیا جائے وکیع نے اس کو منظور کرلیا رفتہ رفتہ یہ خبر قتیبہ کے کان تک پہونچگئی۔ ضرار بن سنان ضبی نے بھی در پردہ جب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کی تو بھی قتیبہ تک یہ خبر پہنچائی گئی قتیبہ نے وکیع کو بُلا بھیجا وکیع نے بیماری کا حیلہ کیا قتیبہ نے صاحب شرطہ (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کے گرفتار کرلانے کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو سر اُتار لانا۔ وکیع یہ پیام سُنکر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور لوگوں میں منادی کرادی ہر چہار طرف سے لوگ جھرمٹ باندھ کے آ پہونچے قتیبہ کے پاس بھی اُس کے گھرانے والے اور خواص و احباب و بنو اعمام آکر مجتمع ہو گئے منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پُکارنے لگا سب کے سب اُلٹا پلٹا جواب دینے لگے پھر جب وہ کہتا "ابن بنو فلاں" تو وہ لوگ بول اُٹھتے تھے "کیسے تم نے ذلیل کیا پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا "اللہ کو یاد کرو رحمی تعلقات کا خیال کرو۔ بلوائیوں نے جواب دیا "تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا" پھر منادی نے ندا دی "تم پر میرا عتاب ہے بلوائی بولے "نہیں اللہ ہمارے لئے ہے" قتیبہ نے ان لوگوں کی اعانت سے نا اُمید ہوکر سواری کے لئے اپنا گھوڑا طلب کیا بلوائیوں نے روک دیا مجبور ہوکر قتیبہ اپنے شہ نشین میں چلا آیا اس عرصہ میں حیان نبطی عجمیوں کو لئے ہوئے آپہونچا عبداللہ برادر قتیبہ نے بلوائیوں پر حملہ کرنے کو کہا حیان نے حیلہ حوالہ کردیا اور اپنے لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا "دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی اُلٹ دوں اور میں لشکر وکیع کی طرف مائل ہوں تو تم بھی لشکر لے کر فوراً آجانا" پس جب حیان نے اپنی ٹوپی اُلٹ دی تو عجمی لشکر جھرمٹ باندھ کر وکیع کے پاس جا پہونچا۔ صالح برادر قتیبہ کو تیر مارا زخمی ہوکر قتیبہ کے پاس اُٹھا لائے گئے بعد ازاں بلوائیوں نے ہلڑ مچادیا شور و غل مچاتے ہوئے عبدالرحمان تک پہونچ گئے جس جگہ قتیبہ کے اُونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگادی اور لوٹتے ہوئے خیمہ تک جا پہنچے اور رسیاں کاٹ دیں خیمہ گر گیا قتیبہ کا بدن زخموں سے پاش پاش ہو گیا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا

بلوائیوں نے فوراً سر اتار لیا۔ اس واقعہ میں اُس کے ساتھ اُس کے بھائی عبدالرحمٰن، عبداللہ، صالح، حصین، عبدالکریم، مسلم اور اُس کے بہت سے لڑکے مارے گئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا ہے۔ غرض وہ لوگ جو قتیبہ کے خاندان سے تھے اور اُس واقعہ میں کام آئے گیارہ مرد تھے عمر بن مسلم برادر قتیبہ اپنے ماموں بنو تمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیبہ کے قتل کے بعد وکیع ممبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے کاموں کی تعریف میں اشعار پڑھے قتیبہ کی مذمت بیان کی اور ہمراہیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں قتیبہ کا سر اور انگوٹھی ازد سے طلب کی اور نہ دینے پر دھمکایا پس بنو ازد نے سر اور انگوٹھی کو پیش کر دیا۔ وکیع نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجدیا اور حیان نبطی سے جو وعدہ و اقرار کیا تھا اُس کو پورا کیا۔

یزید بن مہلب کی گورنری۔

جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو صوبہ عراق کی گورنری مرحمت کی اور صیغہ جنگ و امامت و خراج پر بھی اُسی کو مامور کیا چاہا تو اُس نے اِس خیال سے کہ اگر میں خراج کے وصول کرنے میں لوگوں پر سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی بُرائیاں عالمگیر ہو جائیں گی اور اگر کوتاہی و نرمی کا برتاؤ کروں گا تو سلیمان کو ناگوار گذرے گا اس خدمت کی قبول کرنے سے معذرت کی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کی تحریک سے صالح بن عبدالرحمٰن (خادم تمیم) کو صیغہ مال (خراج) پر متعین کر کے یزید سے قبل روانہ کر دیا پس جب یزید وارد عراق ہوا تو صالح نے اسے تنگ کرنا شروع کیا اور تو کچھ بن نہ پڑا یزید کی فضول خرچی پر معترض ہوا (اُس کے دستر خوان پر ہزار خوان آتے تھے اُن کی قیمت مُجرا کرنے کو کہا) یزید اُس کی تنگ ظرفی سے تنگ ہی ہو رہا تھا کہ خراسان سے قتیبہ کے مارے جانے کی خبر آئی اور اُس کے دل میں خراسان کی گورنری کا شوق پیدا ہوا فوراً عبداللہ بن الاہتم کو سمجھا بجھا کر سلیمان کے پاس ایک قاصد کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ سلیمان پر میری تمنا ظاہر نہ ہونے

پائے۔ سلیمان بوقت ملاقات علی سبیل تذکرہ کہنے لگا۔ "یزید نے مجھے لکھا ہے کہ تم عراق (وخراسان) کا حال خوب جانتے ہو"۔ عبداللہ بن الاہتم نے جواب دیا "ہاں! اے امیرالمومنین میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی" سلیمان یہ سنکر گورنری خراسان کی بابت مشورہ کرنے لگا جس جس کو نامزد کرتا تھا عبداللہ بن الاہتم ان پر ایک نہ ایک عیب لگا دیتا تھا موقع پاکر وکیع کی بدعہدی و بیوفائی کا بھی ذکر کر دیا سلیمان نے مجبور ہو کر کہا "اچھا تم ہی کسی کو نامزد کر دو"۔ عبداللہ بن الاہتم نے عرض کیا "اگر امیرالمومنین اخفاء راز کا وعدہ فرمائیں اور یہ بھی اقرار کریں کہ میں جس کو نامزد کروں اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے تو مجھ کو اُس کے شر سے آپ بچائیں گے کیونکہ وہ اُس کو پسند نہ کرے گا" سلیمان بن عبدالملک نے کہا "میں یہ سب شرطیں منظور کرتا ہوں" عبداللہ بن الاہتم نے عرض کیا "وہ یزید بن مہلب ہے" سلیمان بن عبدالملک کو اُس سے تعجب ہوا متحیر ہو کر بولا "اُس کو تو عراق زیادہ پسند ہے" عبداللہ بن الاہتم نے کہا "میں یہ جانتا ہوں کہ اُس کو یہ ناگوار ہوگا لیکن جب آپ کا حکم صادر ہوگا تو چار و ناچار عراق پر کسی کو اپنا نائب بنا کر خراسان کی گورنری پر چلا جائیگا"۔ چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے اس مشورہ کے مطابق یزید بن مہلب کے نام سند گورنری خراسان لکھدی اور ایک قاصد کی معرفت بہمراہی عبداللہ بن الاہتم روانہ کیا۔

یزید بن مہلب نے سند گورنری خراسان پاتے ہی پہلے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کی طرف روانہ کیا بعد ازاں واسط پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اپنا نائب بنایا بصرہ پر عبداللہ بن ہلال کلابی اور کوفہ پر حرملہ بن عمیر لخمی کو مامور کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا لیکن اُس کو چند مہینوں کے بعد معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو مقرر کیا چونکہ قیس کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت سے انکار نہیں کیا اس وجہ سے وہ لوگ خون قتیبہ کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے یزید کو ایک ہدایتی خط لکھ بھیجا اگر بنو قیس قتیبہ کے خلع خلافت نہ کرنے پر شہادت پیش کر کے ثابت کر دیں تو

وکیع کو قید کی سزا دینا۔

اخبار صوائف و حصار قسطنطنیہ

زمانہ وفات امیر معاویہؓ سے بوجہ حدوث فتنہ و فساد و خانہ جنگیوں کے صوائف[۱] شام بالکل بیکار و معطل ہو گئے تھے عہد حکومت عبدالملک میں جب وقت آپس کی نااتفاقی حد سے متجاوز ہو گئی تھی رومیوں نے موقع پا کر مسلمانان شام پر لشکر کشی کر دی تھی عبدالملک نے والی قسطنطنیہ سے دب کر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار ادا کیا کرے گا یہ واقع ۷۰ھ کا ہے جب کہ امیر معاویہؓ کو وفات کئے ہوئے دس برس گذر چکے تھے پھر جب مصعب شہید کئے گئے اور خانہ جنگیوں کا استیصال ہو گیا تو موسم گرما ۸۱ھ میں لشکر روانہ کیا گیا جس نے قیساریہ کو فتح کیا بعد اس کے عبدالملک نے ۷۳ھ میں جزیرہ و ارمینیہ پر اپنے بھائی محمد بن مروان کو مامور کیا۔ موسم گرما کے آتے ہی محمد بلاد روم میں گھس پڑا اور بہت بُرے طور سے رومیوں کو ہزیمت دی۔ ارمینیہ کی دوسری جانب سے عثمان بن ولید بسرافسری چار ہزار فوج کے داخل ہو رہا تھا رومیوں نے ساٹھ ہزار فوج سے مقابلہ کیا لیکن کھیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا عثمان بن ولید نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ہزاروں کو قتل و قید کر لیا۔ بعد اس کے ۷۴ھ میں محمد بن مروان نے بلاد روم پر دوبارہ فوج کشی کی اور جہاد کے جوش میں انبولیہ تک بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے سال لشکر صائفہ کے ساتھ براہ مرعش بلاد روم کی طرف بڑھا ان کے اکثر شہروں کو پامال کیا پھر رومیوں نے اگلے سال عتیق کی طرف خروج کیا محمد بن مروان نے دوبارہ مرعش کی جانب سے ان کی روک تھام کی پھر ۷۵ھ میں براہ ملطیہ جہاد کیا اور ۸۶ھ میں صائفہ کے ساتھ ولید بن عبدالملک بھی بلاد روم میں داخل ہوا اور نہایت سخت خونریزی کے بعد واپس آیا۔ ۸۱ھ میں رومی

---

[۱] صوائف وہ لشکر ہے جو موسم صیف (گرمی) میں حدود مملکت اسلامیہ کی حفاظت اور کفار سے جنگ کرنے پر مامور ہوتا ہے۔

بادشاہ اہل انطاکیہ پر شبخون مار کر کامیابی کے ساتھ اپنے ملک کو لوٹ آیا۔ پس عبدالملک نے ۸۱ھ میں اپنے لڑکے عبیداللہ کو بلاد روم پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عبیداللہ نے قالیقلا کو مفتوح کیا پھر ۸۲ھ میں ارمینیہ والوں میں بغاوت پھوٹ نکلی محمد بن مروان اس کے فرو کرنے گیا لڑائی ہوئی بالآخر حسب درخواست اہل ارمینیہ مصالحت ہوگئی اور ابو شیخ بن عبداللہ اس کا والی بنایا گیا جس کو اہل ارمینیہ نے عہد شکنی کر کے مار ڈالا تب محمد بن مروان نے ۸۵ھ میں ان پر جہاد کیا۔ موسم گرما و سرما میں برابر لڑتا رہا بعدہ مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر چڑھائی کی اور دو چار شہروں کو فتح کر کے واپس آیا اور ۸۶ھ میں براہ مصیصہ پھر بلاد روم کو واپس گیا۔ متعدد قلعات کو کامیابی کے ساتھ مفتوح کیا از انجملہ قلعہ لولق، احرم، بولس اور قمیقم تھا اور ایک ہزار عرب مستعربہ کے لڑنے والوں کو تہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی غلام بنا لیا پھر ۸۹ھ میں اس نے اور عباس بن ولید نے بلاد روم پر جہاد کیا۔ مسلمہ نے قلعہ سوریہ اور عباس نے قلعہ اردولیہ کو فتح کیا رومیوں کے ایک ٹڈی دل لشکر سے اس قلعہ پر مڈبھیڑ ہوئی عباس نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ مسلمہ نے عموریہ پر دھاوا کیا تھا رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کی حمایت کو آیا لیکن مسلمہ نے ان کو شکست دے کر ہرقلہ و قمولیہ پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اسی زمانہ میں دوسری جانب سے صائفہ کے ساتھ عباس نے جہاد کیا تھا۔ پھر ۸۹ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے آذربیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا۔ چند قلعے اور شہر مفتوح ہوئے ۹۰ھ میں سوریہ کے پانچوں قلعات کو بزور تیغ لڑ کر فتح کیا اور عباس جہاد کرتا ہوا اردن و سوریہ تک چلا گیا۔ ۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید صائفہ پر بہمراہی مسلمہ بن عبدالملک حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ و ارمینیہ پر مسلمہ کو مامور کیا تھا۔ لہذا نے ترکوں پر براہ آذربیجان جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا باب تک پہنچ گیا۔ پھر ۹۲ھ میں جہاد کیا اور تین قلعہ فتح کر کے اہل سرسنہ کو بلاد روم کی طرف جلا وطن کر دیا۔ بعدہ ۹۳ھ میں

عباس و مروان بن ولید و مسلمہ نے بلاد روم کا رُخ کیا عباس نے سبیطلہ کو مروان نے خنجرتک مسلمہ نے ماشیر و حصن الحدید و غزالہ کو ملطیہ کی جانب فتح کر لیا اور ۹۴ھ میں عباس کے ہاتھ سے انطاکیہ اور عبدالعزیز بن الولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ مفتوح ہوا۔ اسی زمانہ میں ولید بن ہشام معیطی مروج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ سرزمین سوریہ تک فتح کرتا ہوا پہونچ گیا تھا ۹۵ھ میں ہرقلہ والوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کے سرتابی کی عباس نے اُن کے جوش کو فرو کر کے دوبارہ مفتوح کیا۔ آغاز ۹۷ھ میں مسلمہ نے سرزمین رضاخیہ پر جہاد کر کے جس کو رضاع نے اس سے پیشتر فتح کیا تھا مفتوح کیا۔ عمر بن ہبیرہ نے براہ دریا سرزمین روم پر فوجکشی کی اور ایام سرما وہیں منقضی کیا۔ ایام گرما کے آتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے بسرافسری اپنے لڑکے داود کے ایک لشکر اُن کی کمک پر روانہ کیا جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا۔ ۹۸ھ میں بادشاہ روم کا انتقال ہو گیا القون (یا الیھون) نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کے مفتوح کرانے کا بیڑا اوٹھایا سلیمان بن عبدالملک یہ سُن کے دابق چلا آیا اور یہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا۔ قسطنطنیہ کے قریب پہونچکے مسلمہ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو مد[1] غلہ اپنے ہمراہ لیتا چلے اور لشکرگاہ میں لے جا کر جمع کرے پس بات کی بات میں پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا۔ پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات بنوا دیئے اور کاشتکاری کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی اُسکے

---

[1] مد بالضم ایک وزن ہے جو اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور مغرب میں ہے کہ شام میں مد اس پیمانہ کو کہتے ہیں جس میں پندرہ مکوک سماجائے اور مکوک ڈیڑھ صاع کا اور صاع سوا سیر یعنی سو روپیہ بھر کا ہوتا ہے اقرب الموارد جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۱۹۲۔

محاصرہ بھی ڈال دیا عساکر اسلامیہ نے گرمی جاڑا وہیں تمام کیا۔ کھیتی اور لوٹ مار کا غلہ صرف میں لاتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ انبار کا انبار رکھا ہوا تھا۔ اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ اٹھا دینے کی ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی نفر ایک دینار جزیہ دینے پر مصالحت کی درخواست کی مسلمہ نے اس کو منظور نہ کیا تب والی قسطنطنیہ نے القون سے سازش کی اور یہ کہلا بھیجا کہ "اگر تم مسلمانوں کو کسی حکمت سے ٹالدو تو ہم تم کو نصف حصہ پر قبضہ دیدیں" القون مسلمہ کے پاس آیا اور پٹی دی کہ اگر تم اپنے کھیتوں اور غلہ کو جلادو گے تو رومی یہ یقین کرکے کہ تم ان سے بالضرور جنگ کرو گے شہر سے باہر آجائیں گے اس وقت تم نہایت آسانی سے ان کو گرفتار کرلو گے اور حالت موجودہ میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ رہے گا اور تم لوگ کاشتکاری کرتے رہوگے صف آرائی نہ کرو گے" سادہ لوح مسلمہ نے اس دم پٹی میں آکے کھیتوں اور غلے کے انباروں کو جلا دیا۔ رومیوں کو اس سے بہت بڑی قوت پہونچگئی اور القون عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر رومیوں میں جا ملا صبح ہوئی تو لڑائی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ عساکر اسلامیہ شدت گرسنگی سے مرنے لگے گھوڑوں اور کھالوں اور درخت کی جڑوں پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔ سلیمان بن عبدالملک ان دنوں دابق میں مقیم تھا اس اثناء میں موسم سرما بھی آگیا اس وجہ سے سلیمان ان غریب الوطن عساکر اسلامیہ کو کمک نہ بھیج سکا تا آنکہ مرگیا۔ برجان نے مسلمہ کو گرفتار مصیبت دیکھ کر حملہ کر دیا اگرچہ مسلمہ کی جماعت قلیل اور کمزور تھی لیکن کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو ہزیمت دیکر اس کے شہر (صقالبہ) پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا چنانچہ داؤد نے قلعہ مراۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا دوبارہ فتح کیا اور ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو جن دنوں وہ سرزمین روم میں تھا

جہاد کرنے کا فرمان بھیجا۔ ساتھ ہی اُس کے کثیر التعداد مسلمانوں کو کل مال غنیمت دیدینے کا وعدہ کر کے سازوسامان اور گھوڑے اور بار برداری کے جانوروں کے ساتھ روانہ کیا اور عام مسلمانوں کو اُن کی امداد و کمک کی فہمائش کردی بعدازاں اہل طرندہ[1] کو ملطیہ کی طرف جانے اور اُس کے ویران کر دینے کا حکم صادر کیا۔ اس سے پیشتر عبداللہ بن عبدالملک نے مسلمانوں کو طرندہ میں ٹھہرایا تھا اور اہل جزیرہ سے یہ اقرار لیلیا تھا کہ موسم سرما میں تا انقضائے سرما اُن کے پاس آکے قیام کیا کریں گے چونکہ یہ شہر بلادروم سے بہت زیادہ ملحق و متصل تھا اس وجہ سے عمر بن عبدالعزیز نے ویران کرادیا اور ملطیہ پر جعونہ بن حرث کو (بنو عامر بن صعصعہ سے) مامور کیا اور ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے ولید بن ہشام معیطی و عمر بن قیس کندی کو صائفہ کے ساتھ جہاد کرنیکا حکم دیا۔

فتح جرجان وطبرستان

یزید بن مہلب کے دل میں جرجان وطبرستان کی فتح کا غیر معمولی جوش بھرا ہوا تھا کیونکہ یہ دونوں شہر اس وقت تک کفّار کے قبضہ میں تھے اور فارس وخراسان کے درمیان واقع تھے جس کی وجہ سے اُن کی دیواروں تک اسلامی فتوحات کی موجیں نہیں پہنچی تھیں۔ جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا جب کبھی قتیبہ کی فتوحات خراسان وماوراءالنہر کا تذکرہ آتا تو بیساختہ کہہ اُٹھتا "اُس نے کچھ بھی نہیں کیا جرجان اب تک کفار کے قبضہ میں ہے جس نے قومس ونیشاپور کا راستہ بند کر رکھا ہے۔ یہ فتوحات کسی شمار میں نہیں ہیں جرجان کا فتح کرنا بہت ضروری امر ہے"۔ پس جب سلیمان نے یزید کو خراسان کا والی

---

[1] طرندہ ایک شہر کا نام ہے جو ملطیہ سے تین منزل کے فاصلہ پر تھا عبداللہ بن عبدالملک نے فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے اُس کو چھاؤنی قرار دیا تھا۔ اور ملطیہ ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا۔

بنایا تو اُس نے باستثناء موالی[1] و منظوعہ[2] کے ایک لاکھ فوج عراق و شام و خراسان سے مجتمع کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ جرجان ان دنوں معمور شہر نہ تھا بلکہ پہاڑ اور درے تھے۔ دروں کے دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہو کر ایک بڑی فوج کو داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح قہستان سے شروع کیا اور سب کے پہلے اسی پر محاصرہ ڈالا۔ ترکوں کا ایک گروہ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ لڑنے کو آتا اور ہزیمت اُٹھا کر واپس جاتا ایک مدت تک اسی طور سے لڑائی جاری رہی۔ چودہ ہزار ترک اس معرکہ میں مارے گئے بالآخر دہقان قہستان نے یزید بن مہلب سے مصالحت کر لی شہر اور جو کچھ اُس میں مال و اسباب و خزانہ و قیدی تھے سبھوں کو یزید بن مہلب کے حوالہ کر دیا۔ اس لئے نامہ بشارت فتح سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا۔ بعد اس کے جرجان کی طرف قدم بڑھائے۔ اس سے پیشتر سعید بن العاص نے اہل جرجان سے ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر مصالحت کر لی تھی لیکن اہل جرجان کبھی تو سو دیتے تھے اور کبھی دو سو اور کبھی تین سو گاہے اس رقم کو بھی نہ دیتے تھے بعد چندے باغی ہو گئے اور خراج کے نام سے ایک حبہ نہ دینے لگے چونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے جرجان کا رُخ نہ کیا اس وجہ سے اُنھوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا کوئی شخص اس راستہ سے خراسان نہ جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ وہ فارس و سلماس ہو کر جاتا۔ بعد ازاں قتیبہ خراسان کا گورنر ہو کے آیا اُس نے تومس کو فتح کر لیا لیکن جرجان باقی رہ گیا تا آنکہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی تب اہل جرجان نے بعد فتح قہستان مصالحت کر لی۔

ثم جرجان و قہستان سے فارغ ہو کر یزید نے ساسان و قہستان میں عبداللہ

---

[1] موالی مولیٰ کی جمع ہے بمعنی آزاد غلام۔

[2] منظوعہ اُس لشکر کو کہتے ہیں جو بلا تنخواہ وہ جنگ لڑائی کا کام دیتا ہے جیسا کہ والنٹیر۔

بن معمر لشکری کو بسرافسری چار ہزار سواروں کے مامور کیا اور خود بقصد طبرستان۔ جرجان کے راستہ سے روانہ ہوا۔ آملہ میں پہنچا راشد بن عمر کو ایزد سا پر معہ چار ہزار فوج کے متعین کر کے بلاد طبرستان میں داخل ہوا۔ اصبہند والی طبرستان نے صلح کا پیغام بھیجا جسکو یزید نے بامید کامیابی نامنظور کر کے اپنے لشکر کو چاروں طرف اس طرح سے پھیلایا کہ ایک طرف تو اپنے بھائی ابوعینیہ کو دوسری طرف اپنے لڑکے خالد کو (تیسری طرف ابوجہیم کلبی کو) روانہ کیا اور بوقت اجتماع ابوعینیہ کو امیر لشکر بنانے کا حکم دیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے مقابلہ پر رہا۔ اصبہند نے اہل جیلان و دیلم سے امدادی لشکر طلب کیا جب وہ لوگ اُس کی کمک پر آگئے تو اصبہند نے نکل کے مقابلہ کیا پہلے ہی حملہ میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے عساکر اسلامیہ نے پہاڑ کی گھاٹی تک تعاقب کیا مشرکین، پہاڑوں پر چڑھ گئے عساکر اسلامیہ نے بھی چڑھنے کا قصد کیا لیکن نہ چڑھ سکے البتہ ابوعینیہ معہ اُس فوج کے جو اس کے رکاب میں تھے چڑھ گیا۔ مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ ہزیمت اُٹھا کے لوٹا اور مشرکین نے کسی مصلحت سے تعاقب نہ کیا۔ بعد اُس کے اصبہند نے اہل جرجان اور اُس کے سردار مرزبان سے خط و کتابت کر کے سازش کرلی اور اُن کو عمدہ و کافی معاوضہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اہل جرجان اور اُس کے مرزبان نے اصبہند کے اشارہ و تحریک سے اُن کُل مسلمانوں کو معہ عبداللہ بن معمر کے رات کے وقت بحالت غفلت کاٹ ڈالا جو اُس کے پاس جرجان میں مقیم تھے اور اصبہند کو لکھ بھیجا کہ "تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے اپنے محاصرہ میں لیلو" اس خبر نے یزید اور اُس کے ہمراہیوں کو پریشان کر دیا۔ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کا مضمون ہو گیا۔ مجبور ہو کر یزید نے حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا اس جرم میں کہ اُس نے اُس کے لڑکے مخلد کو جو خط لکھا تھا اُس میں اُس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بلا کے کہا "برادر من! اغالباً تم کو کسی قومی کام کرنے کو وہ امر

نہ روک سکے گا جو مجھ سے تمہاری خدمت میں بنظر تنبیہ عاقبت سامین سرزد ہوا ہے تم نے وہ خبر جو
جرجان سے آئی ہے سن لی ہوگی۔ اور اب ہم جس حالت میں ہیں اُس کو تم بچشم خود دیکھ رہے
ہو لہٰذا ایسی چال چلو کہ مصالحت ہو جائے "حیان نبطی یہ سن کے سیدھا اصبہند کے پاس
آیا اور اپنا نام و عجمی نسب ظاہر کر کے ایسا فقرہ دیا کہ اصبہند نے سات لاکھ درہم چار سو
غلام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈھال اور طیلسان اور چاندی کا ایک ایک جام
اور خرقہ حریر و لباس ہو) اور چار سو وقر زعفران یا اُس کی قیمت پر مصالحت کرلی یزید
نے حیان نبطی کا شکریہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کے واپس چلا آیا۔

بعضوں نے جرجان کی طرف جانے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صول ترکی قہستان
و بحیرہ میں رہتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو قہستان سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا
درحقیقت یہ دونوں مقامات جرجان کے مضافات سے تھے جن کی سرحد خوارزم سے ملی
تھی صول ترکی۔ آئے دن فیروز بن قولقول مرزبان جرجان سے برسر جنگ رہتا تھا
اور اُس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا بالآخر فیروز تنگ ہو کر خراسان میں یزید کے پاس
بھاگ آیا صول نے خالی میدان پا کر جرجان پر بھی قبضہ کر لیا بعد ازاں یزید نے فیروز
کے کہنے سے اصبہند کو لکھا کہ اگر تم صول کو جرجان میں روک رکھو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ
کر لیا جائے تو تم کو بیشمار مال دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے۔ اصبہند نے یہ خط
صول کے پاس بھیج دیا صول اسی وقت جرجان چھوڑ کر بحیرہ چلا آیا یزید بن مہلب کو
اُس کی خبر لگی تو اُس نے خراسان پر اپنے لڑکے مخلد کو سمرقند، کش، النسف اور بخارا پر اپنے
دوسرے لڑکے معاویہ کو طخارستان پر حاتم ابن قبیصہ بن مہلب کو مامور کیا اور خود مع
فیروز کے جرجان پر آ اُترا کسی متنفس نے قبضہ حاصل کرنے سے نہ روکا بعد ازاں نے بحیرہ
کا رُخ کیا جہاں پر صول ٹھہرا ہوا تھا مہینوں محاصرہ ڈالے پڑا رہا تاآنکہ صول نے
باستثناء اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو ممبروں کے بحیرہ دے کر مصالحت

کرلی۔ یزید نے اس معرکہ میں چودہ ہزار ترکوں کا وارا نیارا کردیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ عمی کو بحیرہ کے مال واسباب وغلہ کے شمار کرنے پر متعین کیا لیکن یہ اس کے شمار وفہرست مرتب کرنے پر قادر نہ ہوا کیونکہ بحیرہ میں گیہوں، جو، چاول، شہد تل بیحد وبیشمار بھرا ہوا تھا اور اسی قدر چاندی اور سونا تھا۔

صول سے مصالحت کرنے کے بعد یزید نے پھر جرجان پر بغاوت کرنے کی وجہ سے چڑھائی کی اور قسم شرعی کھائی کہ اگر اہل جرجان پر کامیابی حاصل ہو جائے گی تو اُن کے خون کے سیلاب پر پن چکی بنا کے آٹا پسوا کے کھاؤں گا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ اہل جرجان روزانہ لڑنے کو آتے دو دو ہاتھ لڑکے واپس چلے جاتے تھے چونکہ اُن لوگوں نے پہاڑیوں کو اپنا ماوا ومامن بنا رکھا تھا جس کا راستہ کسی کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے عساکر اسلامیہ اُن کی سرکوبی اور جوش بغاوت کے فرو کرنے پر قادر نہ تھے۔ اتفاق سے ایک عجمی خراسانی شکار کھیلتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا رفتہ رفتہ اہل جرجان کے لشکرگاہ تک پہونچگیا واپسی کے وقت پہچانے کی غرض سے درختوں پر کپڑا لپیٹتا اور نشانات بناتا چلا آیا۔ اور یزید بن مہلب کو اس سے آگاہ کردیا یزید بن مہلب اسی وقت تین سو آدمیوں کو منتخب کرکے بسر گوہی اپنے لڑکے خالد وجہم بن ذخر عجمی مخبر کے ہمراہ روانہ کردیا اور یہ سمجھا دیا کہ کل عصر کے وقت ہم لڑائی کے میدان میں آئیں گے تم بھی پیچھے سے حملہ کرنا" اگلے دن ظہر کے وقت یزید نے لشکرگاہ میں جس قدر لکڑی تھی سب کو جمع کرا کے جلا دیا۔ اہل جرجان نے یہ دیکھکر صف آرائی کی یزید نے قدراندازوں کو تیر باری کا حکم دیا۔ تقریباً عصر کے وقت تک لڑائی برابر کی ہوتی رہی اس اثناء میں خالد اپنا چھوٹا سا لشکر لیے ہوئے اہل جرجان کے پیچھے سے تکبیر کہتا ہوا آپڑا اہل جرجان کے ہوش وحواس جاتے رہے بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے سواران اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کردیا۔ آخرالامر مجبور ہو کر

اُن لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے یزید نے اُن کی لڑنے والی فوج کو نیست و نابود کر کے عورتوں اور لڑکوں کو قید کر لیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو وادی جرجان کی طرف جلا وطن کر دیا۔ عین معرکہ کے وقت جس وقت مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں کفار کی گردنوں پر تیر رہی تھیں مینہ آ گیا۔ میدان کارزار میں خون و پانی مل کر اس طغیانی سے رواں ہوا کہ پن چکی بنائی گئی آٹا پیسا گیا۔ روٹی پکی اور یزید نے کھایا مقتولین کی تعداد جو اس واقعہ میں مارے گئے چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

فتحیابی حاصل کر کے یزید نے شہر جرجان کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا گو اس سے پیشتر اس شہر کا کوئی وجود نہ تھا اور جہم بن ذخر جعفی کو جرجان پر اپنی طرف سے مقرر کر کے خراسان کو واپس آیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یزید نے جرجان کے جنگ آوروں کو بعد قتل کرنے کے دائیں و بائیں دو رویہ دو فرسنگ تک صلیب پر چڑھایا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز ان واقعات کے بعد سلیمان[1] بن عبدالملک نے مقام وابق سرزمین قلنسرین ماہ صفر ۹۹ھ میں وفات کی۔ بحالت مرض الموت اُس نے اپنے لڑکے داؤد کو ولیعہد بنانے کا قصد کیا تھا رجا بن حیواۃ نے عرض کیا "امیر المومنین آپ کا لڑکا اس وقت موجود نہیں ہے بلکہ قسطنطنیہ میں ہے جس کی حیات و موت کی کچھ خبر نہیں ہے" سلیمان یہ سنتے ہی عمر بن عبدالعزیز کی طرف مایل ہو گیا اور رجاء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "واللہ میں یہ جانتا ہوں کہ داؤد کی ولیعہدی میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہو گا اور لوگ اُس کو (عمر بن عبدالعزیز کو) کو اپنا امیر ضرور بنائیں گے مگر یہ کہ میں خود کسی کو اپنے لڑکوں میں سے اُس کے بعد ولیعہد بنا جاؤں اور عبدالملک تو اُسکو ولیعہد بنا ہی گئے تھے

[1] بیسویں صفر ۹۹ھ کو اُس کا انتقال ہوا دو برس پانچ مہینہ پانچ دن اُس نے خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر۔

رجاء یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ سلیمان نے کاغذ منگوا کر بعد بسم اللہ کے مضمون ذیل لکھا:۔

هذا كتاب من عبد الله سليمان امير المومنين لعمر ابن عبد العزيز انى قد وليتك الخلافة من بعدى ومن بعدك يزيد بن عبد الملك فاسمعوا له واطيعوا واتقوا الله ولا تختلفوا فيطمع فيكم۔

یہ اللہ کے بندہ سلیمان امیر المومنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبد العزیز کے میں نے بیشک اپنے بعد تم کو اور تمہارے بعد یزید بن عبد الملک کو خلافت کا ولیعہد مقرر کیا۔ پس تم لوگ اسکو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ اور لوگ اس سے منتفع ہونے کی اُمید کریں۔

اور سربمہر کر دیا کعب بن جابر عبسی صاحب شرطہ (افسر پولیس) کو اپنے خاندان والوں کے جمع کرنے کا حکم دیا اور رجاء بن حیواۃ سے کہا اس خط کو اسی طرح لوگوں کے روبرو پیش کر کے کہو کہ امیر المومنین نے اس میں جس کو اپنا ولیعہد بنایا ہے اُس کی بیعت کرو" چنانچہ کل بنو اُمیہ یکے بعد دیگرے بیعت کر کے منتشر ہو گئے اُس کے بعد ہی عمر بن عبد العزیز رجاء کے پاس پہونچے اور اُس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہنے لگے "اگر ولیعہدی کے لئے میں نامزد کیا گیا ہوں تو تم مجھے بنظر رسم سابقہ بتلا دو کہ میں ابھی اُس سے مستعفی ہو جاؤں" رجاء نے بتلانے سے انکار کیا عمر بن عبد العزیز اُٹھ کر چلے گئے ہشام بن عبد الملک آ پہونچا اور اپنے حقوق و محبت دیرینہ کا اظہار کر کے مضمون خط دریافت کیا لیکن رجاء نے نہ بتلایا ہشام اس خیال سے کہ بنو عبد الملک سے شاید خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا واپس آیا۔

بعد اُس کے سلیمان کی موت آ گئی رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبد الملک کا خط کھول کے پڑھا تو اس میں عمر بن عبد العزیز کا تذکرہ تھا ہشام بن عبد الملک نے جھلا کر کہا "ہم اُس کی بیعت نہ کریں گے" رجاء نے ڈانٹ کر کہا واللہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا" ہشام بن عبد الملک بجبر واکراہ کف افسوس ملتا ہوا عمر بن عبد العزیز کے پاس

آیا جس وقت کہ رجاء نے اُن کو ممبر پر بٹھادیا تھا اور وہ اپنی غلطی پہ نادم تھے اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے ہشام بن عبدالملک کی بیعت کرنے کے بعد اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کے سلیمان کو دفن کرادیا۔

چونکہ عبدالعزیز بن ولید وقت انتقال سلیمان موجود نہ تھا اور نہ اُس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کا حال معلوم ہوا تھا اس وجہ سے اُس نے ایک علم نصب کیا اور مدعی خلافت ہوکے دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کے عہد نامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کے معذرت کی کہ مجھے سلیمان کے عہدنامہ لکھنے کی خبر نہیں پہونچی تھی مجھے مال واسباب کے تلف ہو جانے کا خیال دامنگیر تھا" عمر بن عبدالعزیز بولے اگر تم زمام حکومت کے لینے پر مستعد ہوتے تو میں لڑائی کے قریب نہ جاتا۔ اور اپنے گھر بیٹھ رہتا عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا "واللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لئے دوسرے شخص کو نہیں پسند کرتا" عمر بن عبدالعزیز یہ سُن کر خاموش ہوگئے اور عبدالعزیز بن ولید نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کرلی۔

تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے فرمایا کہ اسباب ومال، زیور، جواہر اور قیمتی کپڑے جو تمہارے ہوں وہ سب بیت المال میں بھیجدو۔ مَیں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتا۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس جب اُن کا بھائی یزید سریر خلافت پر متمکن ہوا تو اُس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال واسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کرادیا تھا۔ واپس کیا لیکن اُنھوں نے لینے سے انکار کرکے کہا "جب کہ میں اُن کی اطاعت حالت حیات میں کرتی تھی تو اُن کے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی" یزید نے اُسکو اپنے اہل وعیال کو دے دیا۔

بنوامیہ ایک زمانہ مدید سے امیرالمومنین علی (کرم اللہ وجہ) کے شان میں علانیہ کلمات نا ملایم کہا کرتے تھے عمر بن عبدالعزیز نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی ممانعت کردی۔

اور مسلمہ کو جو کہ سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔

سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے ۹۹ھ میں یزید بن مہلب کو لکھا "تم کسی کو اپنی گورنری پر مامور کر کے چلے آؤ" یزید بن مہلب اس حکم کے مطابق اپنے لڑکے مخلد کو اپنا نائب بنا کر خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی پر سوار ہو کر بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ بصرہ پر عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ فزاری کو کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب و ابوالزناد کو مامور کر رکھا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر پہنچی تو اُس کو گرفتار کر کے دارالخلافت بھیجنے کا ایک فرمان بنام عدی بن ارطاۃ بھیجدیا۔ عدی بن ارطاۃ نے اس حکم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہ حمیری کو مامور کیا نہر معقل پر پُل کے قریب یزید سے ملاقات ہوئی موسیٰ بن وجیہ نے گرفتار کر کے پابہ زنجیر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیجدیا۔

عمر بن عبدالعزیز کو اس سے کوئی ذاتی کاوش نہ تھی لیکن اس کے ظلم و تعدی سے بیزار تھے اور اُس کو اور اُس کے خاندان والوں کو ظالم و جابر فرمایا کرتے تھے۔ پس جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید نے سلیمان بن عبدالملک کو دی تھی تو یزید نے بے تامل کہہ دیا میں نے تو لوگوں کے سُنانے کی غرض سے لکھا تھا۔ اور میں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سلیمان مجھ سے نہ لے گا "عمر بن عبدالعزیز نے چیں بجبیں ہو کر ارشاد کیا اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں اس سے درگذر کر جاؤں" پھر جب وہ مال مطلوبہ ادا نہ کر سکا تو قلعہ حلب میں قید کر دیا۔ اور جراح بن عبداللہ حکمی کو بجائے اُس کے خراسان کی گورنری پر بھیجدیا۔

مخلد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آ کر حاضر ہوا اور اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گذارش کیا کہ اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی حجت و دلیل پیش کرے تو اُس کو قبول فرمایئے یا اُس کو حلف دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اُس سے

یا مجھ سے جس بات پر آپ چاہیں مصالحت کرلیں" عمر بن عبدالعزیز نے اس کو منظور نہ کیا لیکن مخلد کے شکرگزار ہوئے۔ پھر جب یزید نے خمس جرجان ادا نہ کیا تو اونی جبہ پہنا کر اونٹ پر دہلک کی طرف روانہ کیا گیا لوگوں کی طرف سے ہو کے گزرا تو چلانے لگا۔ کیا میرا کوئی عزیز و قریب نہیں ہے جو دہلک کی طرف جانے سے مجھے بچا لے؟" سلامہ بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا "امیر المومنین! آپ یزید کو قید خانہ ہی میں پھر واپس بھیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی قوم اس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصہ میں بھری ہوئی ہے" عمر بن عبدالعزیز نے فوراً اس کو قید خانہ میں بھیجدیا تاآنکہ قید خانہ سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

عبدالرحمن بن نعیم کی گورنری جس وقت یزید گورنری خراسان سے معزول کیا گیا تھا اس زمانہ میں جہم بن ذخر جعفی جرجان کا والی تھا گورنر عراق نے بعد معزولی یزید ایک شخص کو جرجان کا والی بنا کے بھیجا جہم بن ذخر نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پس جب جراح بن عبداللہ حکمی گورنر خراسان ہو کر آیا تو اس نے عامل جرجان کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے سخت ناراض ہو کر کہنے لگا "اگر تمہاری[1] قرابت مجھ سے نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کرتا" بعد ازاں جہم کو لڑائی پر بھیجدیا اور ایک وفد عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں روانہ کیا کسی نے اہل وفد میں سے یہ جڑ دیا کہ "جراح موالی کو بلا وظیفہ و رسد کے جہاد پر بھیجدیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں ان سے بھی خراج لیتا ہے اور درحقیقت وہ ظلم و تعدی میں حجاج کا پیرو ہے" عمر بن عبدالعزیز نے لکھ بھیجا کہ "جو شخص نماز ادا کرتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو" لوگ یہ سنتے ہی جزیہ کے خوف سے جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے جراح نے ان لوگوں کا ختنہ سے امتحان لیا اور عمر بن عبدالعزیز کو اس سے مطلع کیا آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے

---

[1] جہم و جعفہ دونوں سعد العشیرۃ کے لڑکے تھے۔

رسول اللہ (صلعم) کو داعی مبعوث کیا ہے نہ کہ خاتن (ختنہ کرنے والا)۔

اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عمرؓ بن عبدالعزیز نے جراح کو بُلا بھیجا اور یہ بھی حکم صادر کیا کہ اپنے ہمراہ ابو مخلد کو لیتے آنا پس جراح عبدالرحمٰن بن نعیم قشیری کو حرب خراسان پر اپنا نائب بنا کے دربار خلافت میں حاضر ہوا حضوری کے وقت عمر بن عبدالعزیز نے دریافت فرمایا کس وقت تم خراسان سے روانہ ہوئے تھے؟ عرض کیا "ماہ رمضان میں" ارشاد کیا جس نے تجھے ظالم بتایا ہے وہ سچا ہے تو نے کیوں قیام نہ کر دیا بعد انقضائے ماہ صیام سفر کرتا" پھر ابو مخلد سے مخاطب ہو کے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا حال دریافت کیا ابو مخلد نے عرض کیا "اپنے ہمجنسوں کی رعایت کرتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ عداوت اور جو شخص اُس کا موافق ہوتا ہے اُس کو اوروں پر مقدم کرتا ہے" پھر عبدالرحمٰن بن نعیم کا حال استفسار فرمایا عرض کیا "وہ عافیت کو دوست رکھتا ہے اور عافیت اُس کو مل بھی جاتی ہے" فرمایا "وہ مجھے زیادہ محبوب ہے" اس قدر ارشاد کر کے عبدالرحمٰن بن نعیم کو نماز و حرب پر اور عبدالرحمٰن قشیری کو خراج پر مامور فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن نعیم ایک مدت تک خراسان کی گورنری پر رہا تا آنکہ یزید بن مہلب مارا گیا اور مسلمہ کو اُس کی حکومت دی گئی۔ پس یہ تقریباً ڈیڑھ برس یا اُس سے زیادہ خراسان کا والی رہا۔

جراح ہی کے عہد گورنری میں دعاۃ (ایلچیوں) بنو عباس کا خراسان میں ظہور ہوا یہ وہ لوگ تھے جن کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے اطراف و جوانب مملکت اسلامیہ کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اخبار دولت عباسیہ میں بیان کریں گے۔

یزید بن عبدالملک دوسری صدی ہجری کے پہلے سال رجب کے مہینہ میں عمر[1] بن عبدالعزیز نے دو برس پانچ مہینہ خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی جب کہ

---

[1] عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب تاریخ الخلفاء نے (صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور میں) خامس خلفاء راشدین تحریر کیا ہے اُن کی کنیت ابو حفص تھی عبدالعزیز بن مروان کے لڑکے تھے موضع حلوان (بقیہ صفحہ ۲۹۴ پر دیکھو)

اپنی عمر کے چالیس مرحلے طے فرما چکے تھے۔ یہ اشج بنو امیہ کہلاتے تھے اُن کے چہرہ پر چوٹ کا داغ تھا زمانہ طفولیت میں جانور نے مار دیا تھا جس سے چہرہ پر داغ آ گیا تھا۔ پس جب انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک (نواں تاجدار بنو امیہ) سلیمان کے عہد نامہ کے مطابق سریر خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

حالت احتضار میں لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے گزارش کیا کہ یزید بن عبدالملک کو کچھ بطور وصیت لکھ جائیے آپ نے فرمایا "میں کیا وصیت کروں وہ تو عبدالملک کے خاندان سے ہے"۔ بعد ازاں کچھ سوچ کر تحریر فرمایا۔

اما بعد فاتق یایزید الصرعة — اے یزید غفلت میں ٹھوکر کھانے سے ہوشیار
بعد الغفلة حین لاتقال العثرة — رہنا نہ تو وہ قابل معافی ہو گی اور نہ تم
ولاتقدر علی الرجعة انک تترک — اُن کی پاداش پر قوت رکھو گے۔ میری طرح
ماترک لمن لایحمدک و — تمہیں بھی خلافت سے علیحدہ ہونا پڑیگا اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۳) (مضافات مصر) میں جن دنوں اُن کے باپ وہاں کے گورنر تھے ۶۱ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کی ماں کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا۔ لڑکپن میں ایک جانور نے مار دیا تھا چہرہ پر زخم آ گیا خون بہنے لگا عبدالعزیز بن مروان خون پونچھتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا ان کنت اشج بنی امیہ انک لسعید۔ یہ بہت بڑے دیندار، متقی، عادل، علم دوست تھے زمانہ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے گزارش کیا تھا کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب دیا "اگر مجھے اسوقت جب کہ مجھے زہر پلایا گیا تھا یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لو کے مس کرنے میں ہے تو میں ہرگز مس نہ کرتا۔ چونکہ اس بزرگ سیرت خلیفہ نے تقریباً کل بنو امیہ سے کام لے لیا تھا اور اُن کو ظلم و تعدی سے مانع تھے اور اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کر کے زہر دلوا دیا۔
آپ کو اُس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غلام کو بُلا کے زہر دینے کی وجہ دریافت کی غلام نے عرض کیا ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں آپ نے فرمایا اُس کو میرے سامنے لا غلام نے ہزار دینار لا کے پیش کیا آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیا اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں کوئی تجھے نہ دیکھ سکے چنانچہ وہ چلا گیا۔

"تصیر الی من لا یعذرک و السلام" وہ بھی کسی ایسے شخص کے حق میں جو نہ تمہاری ستایش کریگا اور نہ تمہارے حق میں کوئی معذرت پیش کرے گا۔

یزید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس فہری کو مامور کیا اور عمر بن عبدالعزیز کے کل انتظامات اور کاموں کو اُلٹ پلٹ دیا۔ از انجملہ یمن کا خراج تھا محمد برادر حجاج بن یوسف نے اہل یمن پر ایک جدید ٹکس لگا دیا تھا جس کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں معاف کر کے عشر (دسواں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) قایم کیا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھے اس جدید خراج قایم کرنے سے یہ پسند ہے کہ یمن سے ایک ذرہ برابر خراج آئے" پس جب یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس ٹکس کو پھر جاری کر دیا اور اپنے گورنر کو لکھ بھیجا کہ اہل یمن سے اُس کو ضرور وصول کرو گو اُس کو یہ ناگوار ہو۔ انہیں دنوں اس کے چچا محمد بن مروان کی بھی موت آگئی۔ اُس نے بجائے اُس کے اپنے دوسرے چچا مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ آذربیجان اور ارمینیہ پر مامور کیا۔

یزید بن مہلب کا قید خانہ سے فرار و قتل

تم کو یاد ہوگا کہ عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو خمس جرجان کے نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا پس اس وقت سے یہ برابر قید رہا تا آنکہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ وفات قریب آگیا۔ یزید بن مہلب نے بخوف یزید بن عبدالملک جیل سے بھاگنے کی فکر کی۔

یزید بن عبدالملک کی بیوی۔ حجاج کے بھائی کی لڑکی تھی سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے اعزہ و اقارب کو سزادہی کی غرض سے یزید بن مہلب کے سپرد کیا تھا۔ اور یہ اُن کو بلقاء سے قید کر کے دمشق کی طرف لایا تھا۔ جس میں یزید بن عبدالملک کی بیوی بھی تھی اور اُس کو بھی سزا دیجاتی تھی۔ یزید بن عبدالملک اپنی بیوی کی سفارش

کرنے کو یزید بن مہلب کے مکان پر گیا لیکن اُس نے کچھ خیال نہ کیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا اچھا میں وہ تاوان جو تم نے اُس پر مقرر کیا ہے ادا کر دوں گا تم اُس کو سزا نہ دو"یزید بن مہلب نے اُس کو بھی منظور نہ کیا تب یزید بن عبدالملک نے کہا اچھا اس وقت تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو میں جب خلیفہ ہوں گا تو سمجھ لوں گا"یزید بن مہلب نے جواب دیا اگر تو خلیفہ ہو گا تو ایک لاکھ تلواریں تیرے لئے میں نیام سے باہر کر دوں گا"گو باہم باتیں نوک جھونک کی ہو گئیں مگر بالآخر یزید بن مہلب نے ایک لاکھ دینار تاوان لے کر یزید بن عبدالملک کی بیوی کو رہا کر دیا پس جب عمر بن عبدالعزیز کے مرض میں نکایت وشدت پیدا ہو گئی تو یزید بن مہلب نے اس مناقشہ کے خیال سے اپنے آزاد غلاموں کو کہلا بھیجا کہ کل صبح فلاں مقام پر اونٹ گھوڑے موجود رکھے جائیں اور عامل حلب اور محافظین قید خانہ کے پاس بہت سا مال بھیج دیا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یزید بن مہلب سے تعرض نہ کیا اور یہ اپنی سواری کے پاس آیا۔ سوار ہوا۔ بصرہ پہونچکر عمر بن عبدالعزیز کو ایک عرضداشت لکھی جس کا مضمون یہ تھا "واللہ اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہو جاتا تو میں ہرگز آپ کے قید خانہ سے نہ بھاگتا لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ آپ کے بعد یزید مجھے نہایت بُری طرح سے قتل کروا ڈالے گا"یہ عرضی اُس وقت پہنچی جب کہ عمر بن عبدالعزیز دم توڑ رہے تھے۔ خط پڑھ کے فرمایا "اے اللہ تعالیٰ اگر یزید بن مہلب مسلمانوں کے ساتھ بُرائی کرنے کو بھاگا ہے تو اُس کو اس کی سزا دے کیونکہ اُس نے مجھے دھوکا دیا ہے"

یزید بن عبدالملک نے بیعت لینے کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن والی کوفہ اور عدی بن ارطاۃ والی بصرہ کو یزید بن مہلب کے بھاگ جانے کا حال اور اُس کے اہل وعیال کے دوبارہ گرفتار کرنے کو لکھا چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے مفضل ومروان پسران مہلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس اثناء میں یزید بن مہلب بھی قریب بصرہ آپہنچا اور عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر بسرافسری ہشام بن مساحق بن عامر

یزید کے گرفتار کرلانے کو روانہ کیا جب لشکر جندیب پہنچا تو یزید بن مہلب جاتا ہوا دکھائی دیا لیکن لشکریوں نے اُس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ وہ سیدھا بصرہ کی طرف چلا گیا۔ عدی بن ارطاۃ نے بھی اہل بصرہ کو جمع کر رکھا تھا اردگرد شہر کے خندق کھدوادی تھی سواران بصرہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو مقرر کردیا تھا۔ یزید بن مہلب معہ اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کے قریب پہونچا اور محمد بن مہلب معہ اپنی قوم کے استقبال کو آیا۔ عدی بن ارطاۃ یہ سُن کے اپنی فوج از سر نو مرتب کرنے لگا بصرہ کے ہر دستہ فوج پر جُدا جُدا ایک ایک شخص کو مامور کیا۔ ازد پر مُغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی کو۔ تمیم پر محرز بن حمران سعدی کو بکرہ پر نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو۔ عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جارود کو۔ اہل عالیہ[1] پر عبدالاعلی بن عبداللہ بن عامر کو۔ مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی یزید بن مہلب سے متعرض نہوا اور وہ اپنے مکان میں جا اُترا لوگ اُس سے ملنے کو آنے لگے یزید نے عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کردو تاکہ میں اُن کے ساتھ چندے بصرہ میں قیام کرکے کسی طرف چلا جاؤں اور پھر خروج کرکے یزید بن عبدالملک سے خاطر خواہ اپنا مقصد حاصل کروں" عدی بن ارطاۃ نے منظور نہ کیا تب اُس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے برادرزادہ کو) امن حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔ یزید بن عبدالملک نے بنظر ترحم خسروانہ بنو مہلب کو امان نامہ لکھدیا اور بوقت واپسی حمید۔ خالد قسری و عمر بن یزید حکمی کو ساتھ کر دیا۔ ہنوز حمید واپس نہیں آنے پایا تھا کہ سونے و چاندی کے ٹکڑوں (یعنی یزید بن مہلب کی داد و دہش) نے لوگوں کو اُس کی طرف مائل کر دیا کیونکہ عدی بن ارطاۃ نہایت بخیل تھا کسی کو دو درہم سے زیادہ نہ دیتا تھا رفتہ رفتہ یزید اور عدی کی ناصافی بڑھ گئی۔ یزید کے ہمراہیوں نے عدی کے ہواخواہوں

---

[1] قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، خثعم، قیس، غیلان، مزینہ کو اہل عالیہ کہتے ہیں اور اہل عالیہ و کوفہ کو ربع اہل مدینہ سے سے تعبیر کرتے ہیں۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

بند کر دیا اتفاق سے عدی کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی یزید بن مہلب کے بھائیوں نے یہ سن کر قید خانہ کا دروازہ بند کر لیا اس خوف سے کہ مبادا یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کر ڈالے دروازہ بند کرنے کے بعد ہی (عبداللہ بن دینار) عدی کے داروغہ جیل نے آکر اُس کے کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اس عرصہ میں یزید کے ہمراہی آپہونچے عبداللہ بن دینار بھاگ گیا یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔ یزید بن مہلب دارالامارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا اُس کے ہمراہی قصر امارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر لائے یزید بن مہلب نے اُس کو قید کر دیا۔ رؤسا بصرہ قبیلہ ہائے تمیم قیس اور مالک بن منذر کوفہ و شام کی طرف چلے گئے۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی شام کی جانب بھاگا اثنار راہ میں خالد قسری و عمر بن یزید سے ملاقات ہوئی جو یزید بن مہلب کے لئے حمید بن عبدالملک کے ساتھ امان لئے آرہے تھے مغیرہ بن زیاد نے خالد و عمر کو یزید بن مہلب کے غلبہ و تصرف بصرہ اور عدی کے قید کرنے سے آگاہ کیا پس خالد و عمر لوٹ کھڑے ہوئے ہر چند حمید نے قسم دلائی لیکن ان دونوں نے ایک بھی نہ سُنی۔ خالد بن یزید بن مہلب و حماد بن و نحر کو عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا جس کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ حالت قید ہی میں ان دونوں نے جان بحق تسلیم کی۔

ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نے اہل کوفہ کے لئے جائزۂ انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی۔ اُن کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کو ستر ہزار یا اسی ہزار جنگ آوران شام و جزیرہ کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ میں پہنچکر نخیلہ میں قیام کیا ایک روز عباس بن ولید اور حیان نبطی میں باتوں باتوں دو دو چونچیں چل گئیں۔

یزید بن مہلب کو مسلمہ اور اہل شام کے آنے کی خبر پہونچی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے

خطبہ دیا۔ اہل شام سے جنگ پر اُبھارا۔ بزدلی و نامردانگی کے عواقب اُمور سے ڈرایا اور اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ ان میں اکثر میرے ہوا خواہ ہیں یہہ خیال اہل بصرہ نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا بعد اس کے یزید بن مہلب نے اپنے عمّال کو اہواز، فارس اور کرمان کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔ خراسان کی گورنری پر عبدالرحمٰن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم کو اہل خراسان کے روکنے پر مامور کیا، ازد نے مدرک کی آمد سن کر راس الفازہ پر ملاقات کی اور اُس سے واپس جانے کو کہا اور بعد انجام بینی کے ساتھ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ مدرک بے نیل مرام خراسان سے لوٹ آیا۔ بعد ازاں یزید بن مہلب نے لوگوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا جس میں اُس نے ان کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر اُبھارا اور یہہ کہ اہل شام پر جہاد کرنا ترک و دیلم پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ حسن بصری اور نضر بن انس بن مالک نے اس سے مخالفت کی اور عوام الناس نے محض اس رائے سے اتفاق ہی نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ پکڑ کے بیٹھا دیا۔ اور مسجد سے نکل آئے۔ یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصرہ پر اپنی طرف سے مامور کر کے واسط چلا آیا۔ چندے قیام کرنے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے لڑکے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر پھر خروج کیا۔ اُس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفہ کی طرف بڑھا عباس بن ولید نے لوکدار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا عبدالملک بن مہلب برسرِ مقابلہ آیا لڑائی ہوئی بالآخر عبدالملک ہزیمت اُٹھا کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا اس اثناء میں مسلمہ کنارہ فرات پر پہنچ گیا اور پُل باندھ کے دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آپڑا۔ یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا جس میں اکثر اہل کوفہ اور کچھ لوگ مختلف سرحدوں کے تھے جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اپنی فوج آراستہ کئے ہوئے نخیلہ میں پڑا ہوا تھا۔ جاسوسوں اور محافظوں کو اہل کوفہ پر مامور کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے

پاس نہ جانے پائیں اور چھوٹا سا لشکر بسر افسری صمرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو امارت کوفہ سے معزول کر کے محمد بن عمرو بن ولید بن عقبہ کو مامور کیا۔ یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج پر شبخون مارنے کی غرض سے روانہ کرنے کا قصد کیا لیکن ہمراہیوں نے اختلاف کر کے کہا "ہم نے تو لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی غرض سے مجتمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے اب تم شبخون مارنے کو کہتے ہو، ہماری یہ ہمت نہیں ہے کہ ہم اُن سے بدعہدی کریں" یزید بن مہلب نے جواب دیا "اُف ہو تم پر تم لوگ اُن کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ کتاب و سنت پر عامل ہیں حالانکہ وہ لوگ تم کو دھوکا دیتے ہیں اور تمہارے ساتھ فریب کرتے ہیں پس تم کو چاہیئے کہ فریب دہی میں تم اُن سے بڑھ جاؤ۔ واللہ مروان کے خاندان میں اس زرد ٹڈی (مسلمہ) سے مکار و بدعہد زیادہ کوئی نہیں ہے" حاضرین نے اس کے کہنے پر مطلق خیال نہ کیا۔

مروان بن مہلب بصرہ میں لوگوں کو یزید بن مہلب کے ساتھ دینے پر اُبھار رہا تھا اور حسن بصری مخالفت کر رہے تھے حکومت وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے مروان کو یہ خبر لگی ان لوگوں کو سختی کے ساتھ بلوا بھیجا جو لوگ حسن بصری کے پاس آیا جایا کرتے تھے یہ خبر پا کر منتشر و متفرق ہو گئے اور مروان بھی ان کی تکلیف دہی سے رُک گیا۔

آٹھ روز تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلہ پر بلا جدال و قتال پڑے رہے۔ نویں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے صف آرائی کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا۔ جنگ چھڑتے ہی حد سے زیادہ سخت ہو گئی مسلمہ نے پل کو جلوا دیا میدان جنگ دھواں سے بھر گیا یزید بن مہلب کی فوج یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی یزید اور اُس کے ہمراہی ہزیمت خوردوں کو مارتے

لیکن ہمت ہارے ہوئے سپاہی نہ لوٹے یزید اُن کی مراجعت سے نااُمید ہوکر لوٹا اور پیادہ پا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ لوگوں نے کہا "تمہارا بھائی حبیب مارا گیا" یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کے کہا "لطف زندگی نہ اس کے بعد ہے اور نہ ہزیمت کے بعد" اور شمشیر بکف لشکر شام کو مارتا اور ان کے صفوف فوج کو پھاڑتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر اُس کو اور اُس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا جس میں اُس کا بھائی محمد بھی تھا۔

خاتمہ جنگ کے بعد مسلمہ نے یزید کا سر خالد بن ولید بن عقبہ کے ہمراہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا بعضوں کا بیان ہے کہ یزید کو ہذیل بن زفر بن حرث کلابی نے قتل کیا تھا لیکن بوجہ تکبر گھوڑے سے سر کاٹنے کو نہ اُترا اسی وجہ سے کسی غیر شخص نے یزید کا سر اُتارا تھا۔

مفضل بن مہلب دوسری جانب لڑ رہا تھا اُس کو نہ یزید کے قتل کا حال معلوم تھا اور نہ اُس کے ہمراہیوں کے بھاگنے کا۔ تھوڑی دیر تک جنگ کرتا رہا کسی وقت اُس کے ہمراہی پسپا ہوکر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ اور کسی وقت سینہ سپر ہوکر حملہ کرتے تھے تا آنکہ مفضل کو ان لوگوں کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی لوگ یہ سنتے ہی متفرق و منتشر ہو گئے اور مفضل واسط کی جانب چلا گیا۔

مفضل جونہی میدان جنگ سے ہٹا اہل شام جھرمٹ باندھ کے یزید بن مہلب کے لشکرگاہ میں گھس پڑے تھوڑی دیر تک ابورو بہ سردار مرجیہ اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے لڑتا رہا آخرالامر لشکر شام کا مقابلہ نہ کر سکا میدان جنگ خالی چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو گرفتار کر کے کوفہ کی جانب روانہ کیا اُس کے بعد یزید بن عبدالملک کا ایک فرمان بنام محمد بن عمر بن ولید قیدیوں کے قتل کی بابت آپہنچا محمد بن عمر بن ولید نے عریان بن ہیثم (افسر پولیس) کو اُن کے قتل پر مامور کیا اسی آدمی بنو تمیم کے مارے جا چکے تھے کہ یزید بن عبدالملک کا دوسرا فرمان قیدیوں کی خطائیں معاف

کرنے کا آ گیا اور باقیماندہ قیدی چھوڑ دیے گئے۔

کامیابی حاصل کرنے کے بعد مسلمہ۔ حیرہ میں آ کے مقیم ہوا۔ واسط میں یزید کے مار جانے کی خبر آئی تو اُس کے لڑکے معاویہ نے عدی بن ارطاۃ محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک عبدالملک پسران مسمع کو معہ تیس آدمیوں کے قتل کر ڈالا اور مال و خزانہ لیکے بصرہ کا رخ کیا اُس کا چچا مفضل بھی یہ خبر پا کے اُس سے آملا اور کل بنو مہلب کو کشتیوں پر سوار کرا کے قندابیل کو روانہ ہو گیا قندابیل میں وداع بن حمید ازدی والی تھا جس کو یزید بن مہلب نے مامور کیا تھا اس شرط سے کہ اگر اس کو بمقابلہ مسلمہ کے شکست ہوگی تو وداع بن حمید اُس کے اہل و عیال کو پناہ دے گا۔ غرض رفتہ رفتہ مفضل و معاویہ معہ اپنے اہل و عیال کے جبال کرمان میں جا اُترے اور ہزیمت خوردہ چاروں طرف سے آ آ کے مجتمع ہونے لگے۔ مسلمہ نے مدرک بن حبیب کلبی کو مفضل کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا۔ مفضل اور اُس کے ہمراہی لڑائی پر آمادہ ہوئے مدرک بھی صفوف لشکر مرتب کر کے بھڑ گیا۔ مفضل کے ہمراہیوں میں سے نعمان بن ابراہیم بن اشتر محمد بن اسحاق بن محمد بن اشعث مارے گئے اور ابن صول والی قہستان گرفتار کر لیا گیا عثمان بن اسحاق بن محمد بن اشعث بھاگ کر حلوان پہنچا لیکن اس اجل رسیدہ کو حلوان بھی پناہ نہ دے سکا مسلمہ کے آدمیوں نے سر اُتار کے حیرہ میں مسلمہ کے پاس بھیج دیا۔ چند لوگ ابن مہلب کے ہمراہیوں میں سے خود کردہ پریشیان ہو کر واپس آئے۔ امان چاہی۔ مسلمہ نے اُن کو امن دی منجملہ امان چاہنے والوں کے مالک بن ابراہیم بن اشتر اور ورد بن عبداللہ بن حبیب سعدی تمیمی تھا بقیہ آل مہلب معہ اپنے ہمراہیوں کے قندابیل روانہ ہو گئے۔ قندابیل کے قریب پہونچے تو وداع بن حمید نے قندابیل میں داخل ہونے سے روکا مگر اس قدر ضرور سلوک کیا کہ آل مہلب کے ساتھ ہو کے اُن کے دشمنوں سے لڑنے کو نکلا مسلمہ نے بعد ہزیمت آل مہلب۔ مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا تھا۔ اور آل مہلب کے تعاقب میں ہلال بن احوز تمیمی کو روانہ کیا تھا۔ مقام قندابیل

بن آل مہلب سے مڈبھیڑ ہوئی جنگ کا بازار ہنوز گرم نہ ہونے پایا تھا کہ ہلال بن احوز تمیمی نے امان کا پھریرہ اُڑا دیا وداع بن حمید و عبدالملک بن ہلال (جو آل مہلب کے میمنہ میسرہ پر تھے) امان کی طرف جھک پڑے لوگ یہ دیکھ کے تتر بتر ہو گئے مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ میدان جنگ کو خالی چھوڑ کے بھاگ جاتے سب کے سب تلواریں نیام سے کھینچ کے کود پڑے اور تھوڑی دیر لڑ لڑ کر فرش زمین پر موت کی نیند سو رہے مفضل، عبدالملک، زیاد، مروان، پسران مہلب، معاویہ بن یزید بن مہلب منہال بن ابی عیینہ بن مہلب عمرو و مغیرہ پسران قبیصہ بن مہلب اس معرکہ میں کام آئے اور ابو عیینہ بن مہلب عمر بن یزید بن مہلب اور عثمان بن مفضل بھاگ کر رتبیل بادشاہ ترک کے پاس جا پہونچے۔

خاتمہ جنگ کے بعد ہلال بن احوز نے مقتولین کے سر مع عورتوں اور قیدیوں کے مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیجدیا۔ مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کردیا یزید نے ان سب کو عباس بن ولید کے ہمراہ حلب میں بھیجدیا۔ عباس نے مقتولین کے سروں کو شارع عام پر نصب کردیا۔ مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنیکا قصد کیا چنانچہ جراح بن عبداللہ حکمی نے ایک لاکھ درہم پر خرید کر کے رہا کردیا۔ لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہ لی۔ باقی رہے بنو مہلب کے قیدی[1] وہ جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہونچے اور یہ تعداد میں تیرہ آدمی تھے یزید بن عبدالملک نے قتل کا حکم دیا یہ سب مہلب کی نسل سے تھے عیینہ بن مہلب کو اُس کی بہن ہند بنت مہلب نے امن حاصل کر کے بچا لیا اور عمرو عثمان ایک زمانہ دراز تک رتبیل کے پاس مقیم رہے تا آنکہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دی اور وہ اُسکے پاس خراسان

---

[1] قیدیان بنو مہلب جو بحکم یزید بن عبدالملک مارے گئے۔ ان کے اسماء یہ تھے معارک و عبداللہ و مغیرہ و مفضل و منجاب اولاد یزید بن مہلب اور ورید و حجاج و غسان و شبیب و فضل اولاد مفضل بن مہلب اور مفضل بن قبیصہ بن مہلب کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

میں آ گئے۔

عراق و خراسان پر مسلمہ کی گورنری

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جنگ بنو مہلب سے فارغ ہوا یز[ید] بن عبدالملک نے اُس کو عراق و خراسان کی گورنری مرحمت کی۔ بص[رہ] و کوفہ کی حکومت بھی اُس کے سپرد کر دی پس اُسنے اپنی طرف سے کوفہ پر محمد بن عمر بن ولی[د] کو مامور کیا اس سے بیشتر بعد بنو مہلب کے امارات بصرہ پر شبیب بن حرث تمیمی متعین تھا بجائے اُس کے مسلمہ نے عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو روانہ کیا پولیس کی افسری عمر بن یز[ید] تمیمی کو دی عبدالرحمٰن بن سلیم نے بصرہ میں پہونچ کے بنو مہلب کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں سے میل جول بڑھایا مسلمہ نے اُس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشر بن مرو[ان] کو بصرہ کی امارت پر مامور کیا اور عمر بن یزید کو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا اور خراس[ان] پر اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ[1] کو ما[مور] کیا۔ سعید بن عبدالعزیز نے خراسان پہونچ کے شعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کی ولایت [پر] بھیجدیا۔ شعبہ بن ظہیر نے سمرقند پہونچکے صغد پر چڑھائی کی اہل صغد زمانہ حکومت عبدالرحمٰن بن نعیم میں باغی ہو گئے تھے شعبہ کے پہونچتے ہی پھر مصالحت کر لی۔ شعبہ [نے] عرب کو جو وہاں مقیم تھے سخت و سست کہا اور نامردی کا الزام لگایا ان لوگوں [نے] معذرت کی کہ یہ بزدلی اُن کے امیر علی بن جبیب عبدی کی وجہ سے سرزد ہوئی بع[د] اُس کے سعید بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کو قید کر دیا۔ پھر بع[د] چندے ان کو رہا کر کے یزید بن مہلب کے مقرر کئے ہوئے عمال کو قید خانہ میں

---

[1] سعید۔ خذینہ کے لقب سے اس وجہ سے ملقب ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت [تھا] ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں گیا اس وقت یہ رنگین کپڑے پہن[ے] ہوئے بیٹھا تھا اس کے پاس رنگین ممیر رکھا ہوا تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت [کیا] تو نے امیر کو کیسا دیکھا؟ جواب دیا "خذینہ" اور خذینہ دہقانہ مالک مکان کو کہتے ہیں۔ منہ۔

بھیجدیا اس الزام میں کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعضے ان میں سے حالت قید ہی میں مرگئے اور بعض قید خانہ میں مصائب کے دن جھیلتے رہے تاآنکہ ترک و صغد نے سعید سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کی اس وقت سعید نے ان کو بھی رہا کر دیا۔

ہشام اور ولید کی ولیعہدی

جن دنوں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ایک لشکر بغرض گوشمالی یزید بن مہلب روانہ کیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ اہل عراق بڑے غدار ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ آپ کے بعد یہ لوگ ہاتھ پاؤں پھیلائیں گے اور اس وجہ سے ہمارے قوی مضمحل ہو جائیں گے پس آپ عبدالعزیز بن ولید کو ولیعہد بنا جائیے۔ مسلمہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے حاضر ہو کے عرض کیا "امیرالمومنین! آپ کا بھائی ولیعہدی کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ آپ کا لڑکا ابھی سن شعور کو نہیں پہونچا مناسب یہ ہے کہ آپ ہشام اور اُس کے بعد اپنے لڑکے ولید کو ولیعہد مقرر فرمالیجئے"۔ ولید کی عمر اُس وقت گیارہ برس کی تھی چنانچہ یزید بن عبدالملک نے ہشام بن عبدالملک اور بعد ہشام کے ولید بن یزید کی ولیعہدی کی بیعت لی۔ اتفاق سے یزید بن عبدالملک کے حالت حیات ہی میں ولید بالغ ہو گیا جب وہ اُس کو دیکھتا تھا تو کہہ اُٹھتا تھا اللہ بینی و بین من جعل ھشاما بینی و بینک۔

ترکوں کی چھیڑ چھاڑ

سعید بن عبدالعزیز گورنر خراسان ہو کر آیا تو اہل خراسان نے اُس کی عشرت پسندی کی وجہ سے اُس کو کمزور خیال کر کے خزینہ کے لقب سے ملقب کیا اُس نے سمرقند پر شعبہ کو ابتداءً مامور کیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو پھر اُس کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر کو مقرر کیا۔ ترکوں نے اُس کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانا چاہا چنانچہ خاقان نے اُن سبھوں کو جمع کر کے صغد کی طرف بسر افسری کورصول روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ قصر باہلی پہنچے وہاں ایک سو خاندان تھے جن میں اُن کی عورتیں بھی تھیں ان لوگوں نے عثمان بن عبداللہ والی سمرقند کو اس سے

مطلع کیا اور پھر اس خوف سے کہ کمک کے آنے میں شاید تاخیر ہوگی چالیس ہزار پر ترکوں سے مصالحت کرلی اور سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت کے اُن کے حوالہ کر دیا۔

عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سن کے لشکر کو مرتب کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ (جس میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے) مسیب بن بشر ریاحی کو روانہ کیا مسیب نے تھوڑی دور چل کے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص جنگ کا قصد رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو اُس کو لازم ہے کہ آگے بڑھے" ہمراہیوں میں سے ایک ہزار آدمی لوٹ کھڑے ہوئے۔ کوس ڈیڑھ کوس چل کے مسیب نے پھر اسی فقرہ کو دوہرایا ایک ہزار اور لوٹ پڑے پھر ایک کوس ڈیڑھ کوس راہ طے کرنے کے بعد اسی فقرہ کو کہا تو ایک ہزار آدمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا الغرض مسیب نے باقیماندہ فوج لئے ہوئے ترکوں سے دو کوس کے فاصلہ پر قیام کیا ایک دہقان نے حاضر ہو کے عرض کیا "جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہاری آمد سن کر اُن کو قتل کر ڈالا ہے اور کل بالضرور وہ جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو جنگی سپاہی ہیں اور وہ تمہاری کمک کو حاضر ہیں" مسیب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص (ایک عجمی اور ایک عربی) کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ رات نہایت تاریک تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ پہچان سکتا تھا قصر کے قریب پہونچکے ان دونوں شخصوں نے پکارا اہل قصر میں سے کسی نے ڈانٹ کر کہا "چپ ہو جاؤ کیوں شور مچاتے ہو" مخبروں نے جواب دیا "تم فلاں شخص (عبدالملک بن دثار) کو بلاؤ ہم اُن سے کچھ کہنے کو آئے ہیں" عبدالملک بن دثار آگیا ان لوگوں نے مسیب کے لشکر کے آنے کا حال بتلایا اور دریافت کیا کہ "کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟" عبدالملک بن دثار نے کہا "مقابلہ کا کیا ذکر ہے ہم نے تو اپنے کو مردہ سمجھ لیا" مخبروں نے واپس ہو کر مسیب کو اس سے مطلع کیا مسیب نے ترکوں پر شبخون مارنے کا قصد کیا ہمراہیوں نے کہا ہم لوگ مر کر میدان جنگ سے اُٹھنے پر بیعت کرتے ہیں مسیب نے

کوچ کا حکم دیا پورے دن کو چلنے ہی میں گذرا۔ رات آتے ہی ٹھہر گیا اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا قریب صبح پھران کو ایک پرجوش تقریر سے ابھار کر بولا کہ دیکھو تمہارا شعار "یا محمد" ہوگا تم لوگ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا۔ سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں جانا اور اپنے جانوروں کو ذبح کر ڈالو تاکہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی رفع ہو جائے اور جی توڑ کر لڑو۔ تم میں کچھ کمی نہیں ہے سات سو اسلامی تلواریں ایک لشکر کے تباہ کرنے کو کافی ہیں گو وہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو لشکریوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی اور سفیدہ صبح کے نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے لشکر ترک پر برق کی طرح ٹوٹ پڑے مسیب اپنے لشکر کے آگے آگے رجز کے اشعار پڑھتا جاتا تھا اور اس کے ہمراہی حملے پر حملے کرتے جاتے تھے ترکوں کو جواب دینا دشوار ہو گیا بڑے بڑے نامور ترک اس معرکہ میں کام آگئے۔ باقیماندہ میدان جنگ سے جی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسیب کے منادی نے پکار کر کہا بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو۔ قصر کی طرف بڑھو اور ان میں جس کو اپنا مخالف پاؤ قتل کر ڈالو جس طرح ممکن ہو نہر کا پانی نکال ڈالو جو شخص کسی عورت یا ضعیف یا لڑکے کو اپنے ہمراہ لے جائیگا اس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔ اور اگر اس کو اس پر قناعت نہ ہو گی تو چالیس درہم دیئے جائیں گے"۔ پس لشکریان مسیب بات کی بات میں اہل قصر کو سمرقند اٹھالائے اور ترکی فوج اگلے دن اپنا سا منہ لیکے لوٹ گئی ایک ترک بھی نہیں دکھائی دیتا تھا۔ عساکر اسلامیہ ان کے مقتولین کی کثرت دیکھ دیکھ کے کہتے تھے۔ کم من الذین جاونا بالامس۔

جنگ صغد صغد کی عہد شکنی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ آنے کے بعد سعید نے ان پر حملہ کرنے کے قصد سے عساکر اسلامیہ کا جائزہ لیا اور سامان ضروری مہیا کر کے نہر عبور کیا ترکوں اور صغد کے ایک گروہ سے مقابلہ ہو گیا عساکر اسلام نے ان کو پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دی سعید نے لشکریوں کو ان کے

تعاقب سے یہ کہہ کے کہ "یہ لوگ جبایہ[1] امیر المومنین ہیں" روکا ابتداءً لشکری رُک تو گئے لیکن پھر اُس وادی کی طرف بڑھ گئے جو اُن کے اور مرج کے درمیان میں واقع تھی اور طرہ اُس پر یہ ہوا کہ لشکر کا بعض حصہ اس وادی کو بھی طے کرنے لگا۔ ترک پہلے ہی سے کمینگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے عساکر اسلام کو وادی سے گذرتا ہوا دیکھ کر نکل پڑے۔ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر وادی کے کنارہ پر پہونچے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ جن کو ہزیمت ہوئی تھی وہ مسلمانوں کے مسلحہ تھے اور منجملہ ان لوگوں کے جو اس اتفاقی واقعہ میں کام آئے شعبہ بن ظہر معہ پچاس آدمیوں کے تھا۔ ہنوز ترکوں کے ہاتھ مسلمانوں کے قتل وغارت سے نہ رُکنے پائے تھے اور وہ بیچارے اس ناگہانی نابرداشتنی حملہ سے پریشان ہو کے بھاگے جارہے تھے کہ امیر لشکر معہ بقیہ فوج کے آگیا ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے مُنہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی لشکر شبخون مارنے کو بھیجتا اور وہ کامیاب ہو کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس آتا تو قیدیوں کو رہا کرا دیتا اور لشکریوں پر بھی ناراض ہوتا تھا سعید کی اُنھیں حرکات نے لوگوں میں بددلی پیدا کر رکھی تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ لوگ اُس کے کمزور کرنے کی کوشش میں تھے۔

اسی جنگ میں سورہ بن الجر اور حیان نبطی میں ناچاقی ہو گئی تھی (اور یہی سبب اُس کی موت کا ہوا) اس وجہ سے کہ سعید نے جس وقت عساکر اسلام کو صغد کے تعاقب سے روکنے کا حکم دیا تھا سورہ نے پُکار کر کہا تھا "اے حیان ان لوگوں کے تعاقب سے واپس آ" حیان بولا اللہ تجھے غارت کرے میں ان کو نہ چھوڑوں گا سورہ نے پھر چلا کر

[1] "جبایہ امیر المومنین" کے معنی یہ ہیں کہ امیر المومنین ان سے مال لیتے ہیں اُن کے استیصال میں امیر المومنین کا نقصان ہے۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سویم صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔

کہا "اے نبطی لوٹ آ" حیان نے چلا کر جواب دیا "اللہ تجھے روسیاہ کرے کیوں چلاتا ہے"۔

سورہ کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی واپسی کے بعد سعید کو یہ فقرہ دیا کہ اسی (حیان) نے خراسان کو قتیبہ کا مخالف بنایا تھا اور عجب نہیں کہ تم پر بھی یہ کوئی وار کرے اور کسی قلعہ مستحکم میں جا کے پناہ گزیں ہو جائے سعید اس دم پٹی میں آ کر سورہ سے کہنے لگا دیکھو ان باتوں کو کوئی سننے نہ پائے۔ بعد ازاں حیان کو اپنی مجلس میں بُلا کے دودھ کھانے کو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پینے کے ساتھ ہی پانوں لڑکھڑا گئے سعید نے ایک لات مار کے گرا دیا چند راتیں زندہ رہ کے مرگیا۔

مسلمہ کی معزولی اور ابن ہبیرہ کی تقرری۔ مسلمہ بن عبدالملک شروع زمانہ گورنری سے عراق و خراسان کے خراج کا کوئی حصہ دارالخلافتہ دمشق کو نہیں بھیجتا[1] تھا اور یزید بن عبدالملک اس کے معزول کرنے سے حجاب کرتا تھا لیکن ایک مُدت کے غور و فکر کے بعد لکھ بھیجا کہ کسی کو اپنے صوبہ پر مامور کر کے چند روز کے لئے چلے آؤ۔ چنانچہ مسلمہ ۱۰۲ھ یا ۱۰۱ھ میں دمشق کی جانب روانہ ہوا اثنار راہ میں عمر بن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی۔ عندالاستفسار عمر بن ہبیرہ نے کہا "مجھے امیرالمومنین نے بنو مہلب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بھیجا ہے" مسلمہ اس فقرہ میں آ گیا لیکن ایک ہمراہی[1] اس کو تاڑ گیا تخلیہ میں مسلمہ سے کہنے لگا "امیرالمومنین کا ابن ہبیرہ کو جزیرہ سے طلب فرما کے ایسے مبتذل کام کے لئے اعراق روانہ کرنا نہایت تعجب خیز امر ہے" مسلمہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ خبر آئی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے عمال کو معزول کر دیا۔

عمر بن ہبیرہ بہت چالاک اور ہوشیار آدمی تھا حجاج اُس کو لشکر کے ساتھ اکثر روانہ کرتا تھا جن دنوں مطرف بن مغیرہ نے حجاج سے سرکشی کی تھی حجاج نے جو

---

[1] اس کا نام عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

لشکر مطرف کی سرکوبی کو بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہی مطرف کو قتل کر کے سر اُتار لایا تھا اور حجاج نے اُس کو سر لے کے عبدالملک کے پاس روانہ کیا تھا عبدالملک نے اس صلہ میں دمشق کے قریب ایک مسلم قریہ (گانوں) جاگیر میں دیدیا تھا بعد اس کے حجاج نے عمر بن ہبیرہ کو کردم ابن مرثد فزاری کے پاس مال لینے کو بھیجا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہ گیا بلکہ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا حیلہ یہ کیا کہ میں نے حجاج کے چچا زاد بھائی کو مار ڈالا ہے اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عبدالملک نے اس دم پٹی میں آ کے پناہ دیدی۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اُس نے ابن ہبیرہ کا کردم سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ بھیجا اور اُس کے گرفتار کرنے کی درخواست کی لیکن عبدالملک نے اس پر توجہ نہ کی یہ اور اُس کے لڑکے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے تا آنکہ عمر بن عبدالعزیز سریر خلافت پر متمکن ہوئے اور انھوں نے اپنی طرف سے ابن ہبیرہ کو روم پر آرمینہ کی جانب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی رومیوں کے سات سو آدمیوں کو ایک خونریز لڑائی کے بعد گرفتار کر لایا۔ پھر یزید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ نے اُسکی محبوبہ "حبابہ" سے گورنری عراق کی سفارش کرائی چنانچہ مسلم بن عبدالملک کی جگہ پر مامور کر دیا گیا

ابن ہبیرہ جوں ہی خراسان و عراق کے گورنری سے ممتاز کیا گیا مجشر بن مزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمر لیثی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے" سعید خذینہ کی شکایت پیش کی جو خراسان و عراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اُس کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمر حریشی[1] کو مقرر کیا۔ سعید کے پہونچتے ہی سعید خذینہ چارج دے کے بلا کسی تعرض کے خراسان سے روانہ ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلامی عساکر اور دشمنان دین میں گھمسان لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پانوں ڈگ چلے تھے سعید حریشی نے سبھوں کو جمع

[1] یعنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھا۔ منہ

کر کے خطبہ دیا جہاد کی فضیلت بیان کی اور اُن کو سینہ سپر ہو کے لڑنے پر اُبھارا۔ صغد یہ سُن کے ڈر گئے کیونکہ اُنھوں نے حذیفہ کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صغد نے کہا ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے اور آباد ہوتے اور اُس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا وعدہ کر دو، مزید اطمینان کے لئے چند لوگوں کو اُس کے سپرد کر دو۔ اہل صغد نے اس کو منظور نہ کیا راضی اور متفق اس پر ہوئے کہ بادشاہ فرغانہ سے پناہ طلب کی جائے اور اُسی کے جوار میں چل کے قیام کیا جائے۔ مجبوراً بادشاہ صغد بھی اہل صغد کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کے خجندہ پہنچا اور بادشاہ فرغانہ سے شعب عصام میں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی بادشاہ فرغانہ نے کہلا بھیجا کہ تیس یا چالیس روز تک صبر کرو کہ شعب عصام تمہارے لئے خالی کیا جائے بالفعل ہمارے پاس تمہارے ٹھہرنے کے لایق کوئی مقام نہیں ہے۔

ہنوز میعاد تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۰۴ھ کا دور آگیا اور سعید حریشی نے اہل صغد پر چڑھائی کر دی نہر کو عبور کر کے قصر ریح پر جا ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بادشاہ فرغانہ کے چچا زاد بھائی نے حاضر ہو کے اہل صغد کے حال سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ وہ لوگ بالفعل خجندہ میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرغانہ کے امن میں داخل نہیں ہوئے۔ سعید حریشی نے اُس کے ساتھ عبدالرحمٰن قشیری کو بسر افسری ایک لشکر کے روانہ کیا۔ اور بعد روانگی خود بھی اُس کے پیچھے ہی پیچھے چل کھڑا ہوا تا آنکہ اسلامی لشکر خجندہ پر پہنچا اہل صغد برسر مقابلہ آئے لڑائی ہوئی بالآخر اہل صغد شکست کھا کے بھاگے۔ اور بمصداق چاہ کندہ را چاہ درپیش غلطی سے اسی راستہ کو اختیار کیا جس میں خندق کھود کے مٹی اوسنے سے مسلمانوں کے گرنے کے لئے پاٹ دیا تھا اللہ جلشانہ نے ان ہی لوگوں کو خندق میں گرا دیا۔ باقی جو رہے اُن کو حریشی نے اپنے حصار میں لیلیا۔ اہل صغد نے گھبرا کر بادشاہ فرغانہ سے امن طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے صاف

جواب دیدیا کہ تمہارے اور ہمارے یہ شرط قرار پائی تھی کہ قبل میعاد مقررہ ہم تم کو امن نہ دینگے اور ہنوز وہ میعاد تمام نہیں ہوئی۔ مجبور ہو کر سعید حریشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔ ایک یہ کہ جس قدر عرب اُن کے قید میں ہیں حریشی کو واپس دیدیں گے دوسرے یہ کہ بقایا خراج ادا کر دیں گے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص خجندہ میں قیام پذیر نہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر کوئی امر خلاف معاہدہ کریں یا کسی قسم پیشقدمی کریں تو اُن کا خون مباح ہو جائے گا۔ حریشی نے ان شرائط کو منظور کر لیا اہل صغد خجندہ سے نکل کر لشکر گاہ اسلام میں آئے اور اُن کے امن کے جھنڈے کے نیچے فروکش ہوئے اس کے بعد ہی حریشی کو یہ خبر لگی کہ اہل صغد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ حریشی نے تفتیش کے بعد قاتل کو سزائے قتل دی اس بناء پر رؤساء صغد میں سے ایک شخص نے علم بغاوت بلند کر دیا چند سپاہیوں نے اس کے فرو کرنے کی کوشش کی لیکن نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے اہل صغد نے مسلمان قیدیوں کو جو اُن کے پاس تھے اور تعداد میں تقریباً ڈیڑھ سو تھے قتل کر ڈالا عساکر اسلامیہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا نہایت سختی سے اُن کا محاصرہ کر کے لڑنے لگے۔ اہل صغد کے پاس آلات حرب نہ تھے وہ لکڑیوں اور پتھروں سے مقابلہ کر رہے تھے تین ہزار یا سات ہزار علی اختلاف الراویۃ لڑ کر میدان جنگ میں تلوار اور نیزہ کے سایہ میں موت کی نیند سو رہے۔ حریشی نے ایک اطلاعی عرضی یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو اس سے مطلع نہ کیا۔ یہی امر ایسا واقع ہوا کہ جس سے عمر بن ہبیرہ کو حریشی سے کشیدگی پیدا ہوئی۔

اس کامیابی کے بعد سعید حریشی نے ایک چھوٹا سا لشکر بسر افسری سلیمان بن ابی السری قلعہ صغد کی طرف روانہ کیا۔ جس میں خوارزم شاہ و بادشاہ آجرون وسومان وغیرہما بھی تھے۔ اُس کے مقدمۃ الجیش پر مسیب ابن بشر ریاحی تھا اہل قلعہ اُن کی آمد سنکر لڑنے کو آئے اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے قلعہ میں جا چھپے سلیمان نے محاصرہ ڈال دیا اہل قلعہ

جائیں جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن سے عالم کے چہرہ کو بند کر دیا جراح نے "الرحیل الرحیل"
کی ندا کرا دی اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہوتے شہر باب پر پہونچکے جنگ کا نیزہ گاڑ دیا
ترک بھی نہایت مردانگی سے اُن کے مقابلہ پر آئے اُس لشکر کا سردار اُن کا شاہزادہ تھا نہر
زمان[1] پر لڑائی ہوئی۔ ایک بڑی خونریزی کے بعد ترکمان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا
ہوا عساکر اسلامیہ نے اُن کے لشکرگاہ کو لوٹ کر قلعہ حصین پر دھاوا کر دیا اہل قلعہ نے جزیہ
دے کے اپنی جان بچائی اور جراح نے اُن لوگوں کو قلعہ سے نکال کے دوسرے شہر بھیجدیا۔

اس مہم سے فراغت ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ
ڈالے ہوئے شہر کے اِرد گرد چکر لگاتا رہا ساتویں روز اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ
کے دروازے کھولدئے۔ جراح نے انتظاماً ان سے بھی شہر خالی کرا کے دوسرے مقام پر بھیج دیا
اور لشکر کو از سر نو مرتب کر کے بلنجر پر جا پہنچا ترکوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا لیکن عساکر اسلامیہ
کی خارہ شگاف تلواروں اور نوکدار نیزوں نے بلنجر کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کے
فتح کر لیا فتحمند لشکر نے جو کچھ قلعہ میں تھا لوٹ لیا تقسیم کے وقت تین تین سو دینار سواروں
کے حصہ میں آئے جو تعداد میں تقریباً تین ہزار تھے بعد اُس کے جراح نے والی قلعہ بلنجر کو اپنی
طرف سے قلعہ سپرد کر دیا۔ اور اُس کے اہل وعیال اور مال واسباب کو واپس دیدیا۔ اس
خدمت کے صلہ میں کہ وہ کفار کی حرکات وسکنات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا
والی قلعہ بلنجر نے کمال تشکر وامتنان سے اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجر سے کوچ کر کے قلعہ
وبید[2] پر جا اُترا جہاں کہ ترکوں کے ایک ہزار خاندان آباد تھے اہل قلعہ نے فوراً تاوان جنگ اور
جزیہ دے کے مصالحت کر لی پھر بعد چندے ترکمانوں نے مجتمع ہو کے عساکر اسلامیہ کے راستہ
روک لئے والی قلعہ بلنجر نے جراح کو اُس سے آگاہ کیا جراح نے رستاق سی میں قیام کیا اور
یزید بن عبدالملک کی خدمت میں ایک اطلاعی عرضداشت بھیجدی جس میں اپنے فتوحات کو

---

[1] کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم میں ران لکھا ہے۔ [2] کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر میں وبندر لکھا ہے

بالتفصیل لکھا تھا اور ترکوں کی بدعہدی کا تذکرہ کرکے امداد طلب کی تھی یزید بن عبدالملک کے عمر کا یہ آخری مرحلہ تھا اس وجہ سے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے کمک بھیجی اور اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

عبدالواحد کی حجاز پر گورنری

عبدالرحمٰن بن ضحاک۔ زمانہ عمر بن عبدالعزیز سے حجاز کی گورنری پر تھا تین برس تک اس عہدہ پہ رہا بعد ازاں فاطمہ بنت الحسین کی لڑکی سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا بیدھڑک خطبہ کرنے کی غرض سے خدمت علیا میں جا پہنچا آپ نے اس سے انکار کیا اس پر عبدالرحمٰن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ "میں تمہارے لڑکے عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو شراب خواری کے الزام میں دُرّے پٹواؤں گا"۔ فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کے خاموش ہو گئیں۔

مدینہ منورہ کی دیوان پر ایک شخص ابن ہرمز نامی شام کا رہنے والا تھا جو اسی زمانہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں حساب سمجھانے کو جا رہا تھا۔ فاطمہ بنت الحسین کی صاحبزادی نے اس سے رخصت ہونے کے وقت علی السبیل تذکرہ فرما دیا تھا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہونچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیر المومنین کو اس سے آگاہ کر دینا۔ ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے ایک قاصد بھی معہ اپنے نامہ نامی کے یزید کے پاس بھیجا حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبدالملک کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابن ہرمز بیٹھا ہوا تھا مدینہ کے حالات بیان کر رہا تھا حاجب نے حاضر ہو کے عرض کیا "فاطمہؓ بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے" یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا یزید بن عبدالملک نے چین بجبیں ہو کے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اس قسم کا پیام لے کے آیا ہے اور اس سے مجھے مطلع نہیں کرتا"۔ ابن ہرمز نے معذرت کی اس اثناء میں فاطمہؓ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کے خط دیا یزید بن عبدالملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا ہاتھ میں خیزران

کی ایک چھڑی تھی اس سے زمین کو کھودنے لگا پھر غضب آلودہ ہو کے بولا "ابن ضحاک نے ایسی بڑی دلیری کی کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ابن ضحاک کو اس قدر تکلیف دے کہ اُس کی آواز میرے کان تک آئے"۔ حاضرین نے عرض کیا "عبدالواحد بن عبداللہ قسری" یزید بن عبدالملک نے اپنے دست خاص سے عبدالواحد کو لکھا "میں نے تجھے مدینہ کی گورنری دی اس خط کے دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جا اور اُس کو معزول کر دے اور اُس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کرا اور اس قدر اُس کو اذیت دے کہ اُس کی آواز مجھے سُنائی دے درآنحالیکہ میں اپنے بستر استراحت پر ہوں"۔ قاصد یہ فرمان لئے ہوئے سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا۔ ابن ضحاک یہ سُن کے گھبرا اُٹھا قاصد کو بلا کے ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے کل واقعہ بیان کر دیا ابن ضحاک اُسی وقت مدینہ منورہ چھوڑ کے مسلمہ بن عبدالملک کے دامن عاطفت میں جا چھپا مسلمہ بن عبدالملک نے یزید بن عبدالملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی یزید بن عبدالملک نے معافی سے انکار کیا تب مسلمہ بن عبدالملک نے اُس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ واپس کر دیا۔ عبدالواحد اُس کو حسب ہدایت یزید بن عبدالملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا۔ دانہ دانہ کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا تھا۔ چونکہ اُس نے انصار کو اپنے زمانہ حکومت میں بیحد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اُس کی ہجو میں قصائد لکھے عبدالواحد قسری اہل مدینہ سے بحُسن سلوک پیش آتا تھا۔ چھوٹے بڑے سب اس سے راضی قاسم و سالم پسران عبداللہ بن عمرؓ اُس کے ہر کام میں مشیر تھے۔ اُس کی تقرری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔

حرلیثی کی معزولی مسلم کی تقرری

سعید حرلیثی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا لیکن اُس سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا جب کبھی عرض و معروض کی ضرورت ہوتی براہ راست خلیفہ کی خدمت میں اپنے مراسلات بھیجدیتا تھا اور براہ طنز ابن ہبیرہ کی کنیت ابوالمثنیٰ رکھ لی تھی ابن ہبیرہ کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی حرلیثی پر

ایک جاسوس مقرر کر دیا حریشی کے حالات اس سے زیادہ دیکھے اور پائے گئے جو ابن ہبیرہ کو پہلے معلوم ہو چکے تھے اس وجہ سے ابن ہبیرہ نے اُس کو معزول کر دیا اور اس قدر ایذا دی کہ اُس نے زر جرمانہ ادا کر دیا۔ اور بایں ہمہ اُس کے قتل کا بھی قصد کر لیا تھا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے رُک گیا۔

حریشی کی معزولی کے بعد بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت سپرد کی گئی اُس نے خراسان میں پہونچ کے حریشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیف دینے لگا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔ پھر جب اس واقعہ کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو گرفتار کرلانے پر حریشی کو مامور کیا حریشی نے فرات پر ابن ہبیرہ کو جا گھیرا اور اس سے ہنس کے کہنے لگا "کیوں بھائی تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے" جواب دیا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اُس کے حوالہ نہ کرو گے جو قسر کے خاندان کا ہے" حریشی نے یہ کہہ کے کہ "ہاں ایسا ہی معاملہ ہے" چھوڑ دیا اور لوٹ آیا۔

یزید کا انتقال ہشام کی تخت نشینی

یزید[1] بن عبدالملک نے اپنی خلافت کے چوتھے برس شعبان ۱۰۵ھ میں جان بحق تسلیم کیا اُس کا بھائی ہشام بن عبدالملک اُسی کی ولیعہدی کے مطابق سریر خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ اُس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔ ہشام بوقت وفات یزید بن عبدالملک حمص میں تھا موت کی خبر پا کے دمشق میں آیا۔ اور تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو حکومت عراق سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو سند گورنری مرحمت کی۔ خالد سند گورنری حاصل کر کے اُسی روز عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

---

[1] یزید بن عبدالملک نے چالیس برس کی عمر پائی ابو خالد اُس کی کنیت تھی۔ مرض سل میں انتقال ہوا۔ حبابہ ایک لونڈی تھی جس پر یہ فریفتہ تھا۔ اُس کی موت سے یزید کو ایسا صدمہ ہوا کہ بعد پندرہ یا چالیس یوم کے علی اختلاف الروایت خود بھی مر گیا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر۔

جنگ مسلم و ترک

۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید والی خراسان بقصد جنگ ترک نہر کو عبور کر کے اُن کے بلاد پر جا پہنچا دو ایک لڑائیاں لڑیں لیکن کوئی شہر مفتوح نہ ہوا بے نیل مرام واپس ہوا۔ ترکوں نے تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم سے جا بھڑے مسلم نہایت تیزی سے مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر گیا اور ترک خاک چاٹ کر اپنا سا منہ لے کے رہ گئے۔ پھر اُسی سنہ کے آخری مہینہ میں اُس نے ترکوں پر چڑھائی کی اور افشین پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈال دیا مجبور ہو کے افشین نے چھ ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی اور بعد مصالحت کے قلعہ بھی سپرد کر دیا۔

پھر مسلم ۱۰۶ھ میں بقصد جہاد لشکر مرتب کرنے لگا۔ لیکن لوگوں نے خروج میں تاخیر کی منجملہ اُن لوگوں کے جنھوں نے جہاد پر جانے میں تاخیر کی تھی بختری بن درہم تھا مسلم نے نصر بن سیار کو لوگوں کے مجتمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کی غرض سے بلخ کی طرف روانہ کیا (بلخ کا عامل اُن دنوں عمر بن قتیبہ مسلم کا بھائی تھا) نصر نے بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازے جلا دیئے۔ بعد اُس کے عمر بن قتیبہ نے اُن لوگوں کو بلخ میں داخل ہونے سے روکا اور سعید اُس وقت نہر عبور کر چکا تھا۔ اور نصر بن سیار بروقان میں ڈیرے ڈالے ہوئے پڑا تھا ربیعہ اور ازد بروقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر مجتمع ہوئے مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ و ازد کی طرف خروج کیا لوگوں نے درمیان میں پڑ کے مصالحت کرانے کی کوشش کی نصر نے مراجعت کا قصد کیا لیکن بختری و عمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی لوٹ پڑا اٹھارہ آدمیوں کو اُن میں سے قتل کر ڈالا بختری و عمر بن مسلم کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے عمر بن مسلم بختری زیاد بن طریف گرفتار ہو کر حاضر لائے گئے نصر نے اُن کو سو سو درّے پٹوائے اور اُن کے سروں اور ڈاڑھیوں کو منڈوا کے مردہ جانوروں کی کھالیں پہنائیں۔

بعضوں کا بیان ہے کہ عمر بن مسلم کو تمیم کی ہزیمت کی وجہ سے تعزیر دی گئی تھی۔ اور

بعض کہتے ہیں ربیعہ وازد کے ہزیمت کے باعث سے۔ بہرکیف اس واقعہ کے بعد نصر نے ان لوگوں کو امن دے کر مسلم بن سعید کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔

نہر عبور کرنے کے بعد مسلم کے پاس اُس کے بقیہ ہمراہی جب آ ملے تو اُس نے بخارا کی طرف کوچ کیا۔ بخارا میں خالد بن عبداللہ کا خط پہنچا۔ جس میں اُس نے مسلم کو عراق کا والی بنایا تھا۔ اور جہاد کی عزیمت تمام کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اُسی وقت فرغانہ کی طرف قدم بڑھائے وہاں ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ خاقان بھی بقصد جنگ قدم بڑھ رہا ہے۔ مسلم نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا تین منزل مسافت طے کرنے کے بعد خاقان اور عساکر اسلامیہ کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی مسلمانوں کی جماعت قلیل تھی اور خاقان کا لشکر بڑا۔ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ترکی سپاہی اسلامی لشکرگاہ میں گھس پڑے اور خاقان نے عساکر اسلامیہ کے اِردگرد چکر لگانا شروع کیا مسلمانوں میں سے اس ناگہانی واقعہ میں سیب ابن بشر ریاحی اور براء (سواران مہلب سے) کام آئے غورک کا بھائی مارا گیا مسلمانوں کو اس سے انتقام لینے کا جوش پیدا ہوگیا تلواریں نیام سے کھینچکر بھڑ گئے اور ترکوں کو بات کی بات میں اپنے لشکرگاہ سے نکال دیا۔ بعد اُس کے مسلم نے کوچ کر دیا۔ آٹھ روز تک برابر سفر کرتا رہا اور ترک اُس کو گھیرے ہوئے تھے نویں شب کو قیام کا قصد کیا ترک مزاحم ہوئے لشکریوں نے مسلم کے حکم سے اپنے کل مال واسباب کو جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ تھی جلا دیا صبح ہوتے ہوتے نہر پر پہنچے وہاں پر اہل فرغانہ وشاش کو مجتمع پایا مسلم نے حملہ کا حکم دیدیا اہل فرغانہ وشاش کی آنکھیں مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں دیکھ کے جھپک گئیں بلاجدال وقتال نہر چھوڑ کے ہٹ گئے مسلم نے لبِ نہر پڑاؤ کر دیا رات بھر آرام سے رہے اگلے دن صبح ہوتے ہی نہر عبور کر گئے۔ خاقان کا لڑکا جو عساکر اسلامیہ کے تعاقب میں آرہا تھا اُس سے اور حمید بن عبداللہ سے جو ساقہ پر تھا اور نہر کے کنارہ پہنچ چکا تھا لڑائی ہوگئی حمید نے مسلم کو

انتظار کرنے کو کہلا بھیجا اور خود مصروف جنگ ہو گیا اگرچہ آپ زخمی تھا اور روانہ سفر کے مصائب سے چور چور ہو رہا تھا لیکن باینہمہ کمال مردانگی سے ترکوں کے مقابلہ پر آیا اور اُن کو نیچا دکھایا۔ ترکوں اور صغد کے نامی نامی سپہ سالار قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حمید کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے وہ مر گیا اور اسلامی فوجیں خجندہ جا پہنچیں۔ یہاں پر اُن کو ایک بہت بڑے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا جس کی مقاومت کی اُن کو طاقت نہ تھی وہ کیا تھا کہ قحط تھا مگر مسلمانوں نے نہایت استقلال و ثابت قدمی سے اُس کا بھی مقابلہ کیا اس اثناء میں دارالخلافتہ دمشق سے ایک فرمان آ پہنچا جس میں اسد بن عبداللہ قسری برادر خالد کو خراسان کی گورنری اور عبدالرحمٰن بن نعیم کو اُس کی نیابت دی گئی تھی مسلم بن سعید نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کے پڑھا اور بسر و چشم اُس کی تعمیل کی۔

اسد قسری کی گورنری

جس وقت خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کی سند گورنری دی اور یہ وارد خراسان ہوا اُن دنوں مسلم ابن سعید فرغانہ میں تھا نہر بہونچ کے اسد نے عبور کرنے کا قصد کیا اشہد بن عبداللہ تیمی جو آمد کا امیر البحر تھا عبور کرنے سے مانع ہوا اسد بن عبداللہ نے جب اپنی سند امارت دکھلائی تو اشہب بن عبداللہ نے عبور کی اجازت دی۔ چنانچہ اُسد نہر عبور کر کے مرج میں آ ٹھہرا ہانی بن ہانی جو والی سمرقند تھا اُس کی آمد کی خبر سُن کے معہ روسائے شہر کے آیا اور اسد کو کمال احترام و عزت سے سمرقند لے گیا۔ اسد نے سمرقند سے امارت لشکری کی سند عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام ایک شخص کی معرفت روانہ کی پس یہ عساکر اسلامی کو لئے ہوئے سمرقند آیا بعد اس کے اسد ہانی بن ہانی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے حسن بن ابی عمرطہ کندی کو مامور کیا۔ بعد چندے مسلم بن سعید بن عبداللہ خراسان وارد ہوا اسد اُس کی بہت عزت کرتا تھا پھر ابن ہبیرہ کی طرف اسد کا گذر ہوا جس وقت کہ وہ بھاگنے کا قصد کر رہا تھا مگر کچھ سوچ سمجھ کے اُس نے اپنے کو اسد کے حوالہ کر دیا۔

بعد اُس کے اسد نے غور (یعنی جبال ہرات) پر جہاد کیا اہل ہرات نے اپنے مال و اسباب کو پہاڑ کے کوہ میں رکھدیا جس کا کوئی راستہ معلوم نہ تھا اسد نے صندوقیں بنوا کے آدمیوں کو اس میں بٹھلایا اور زنجیروں کے ذریعہ سے اس کو کھوہ کے تہ تک پہنچایا جہاں تک نکال سکے اُن لوگوں نے اُن کے مال و اسباب کو برآمد کیا (یہ واقعہ[1] ۱۱۸ھ کا ہے) ۱۱۹ھ[2] میں اسد نے پھر نہر عبور کیا خاقان یہ سن کے مقابلہ پر آیا لیکن فریقین میں لڑائی نہیں ہوئی بعضے کہتے ہیں کہ اسد ختل سے شکست کھا کے لوٹ آیا تھا۔ بعد اُس کے غوریوں کی طرف گیا اور اُن سے صف آرا ہوا نصر بن سیار و مسلم بن احوز نے اس جنگ میں ناموری کا بہت بڑا حصّہ لیا بالآخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں نے جو کچھ اُن کے لشکرگاہ میں تھا لوٹ لیا۔

اشرس کی گورنری و معزولی

اسد بن عبداللہ کے دماغ میں بزمانہ گورنری خراسان تحکم بیجا کا نشہ ایسا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر ہوتے جاتے تھے اور اُسکو کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا نصر بن سیار کو دُرّے سے پٹوایا عبدالرحمٰن بن نعیم سورہ بن ابجر، بحتری بن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی وغیرہم کے سر منڈوا کے اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیجدیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا قصد و مشورہ کیا تھا خالد بن عبداللہ نے اسد بن عبداللہ کو ملامتانہ خط لکھا اور یہ بھی اُس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔

ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا اتفاق سے یہ خبر دارالخلافت دمشق تک پہونچ گئی ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسد بن عبداللہ کے معزول کرنے کا فرمان لکھ بھیجا چنانچہ ماہ رمضان ۱۰۹ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور بجائے اُس کے حکم بن عوانہ کلبی کو مامور کیا چونکہ حکم نے بزمانہ صیف کسی طرف بقصد جہاد خروج روانہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو گورنری

---

[1] کامل ابن اثیر جلد پنجم۔ [2] کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

خراسان کی سند مرحمت کی اور اُس کو یہ حکم دیا کہ تم ہر اُمور اہم میں خالد بن عبداللہ سے مشورہ
لیتے رہنا۔ پس اشرس کی نیک مزاجی اور سخاوت نے اہل خراسان کو آنے کیساتھ ہی خوش کر
۱۱۰ھ میں اشرس نے ابو الصیداء صالح بن ظریف (بنو ضبہ کے آزاد غلام) اور ربیع بن
عمران تیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ کیا جو شخص ان میں
سے برضاء و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو اُس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ ان دِنوں
سمرقند وغیرہ کے صیغہ جنگ و مال پر حسن بن عمرطہ کندی تھا پس ابو الصیداء وغیرہ نے اہالی
سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور بشرط قبولیت اسلام جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا
اہالی سمرقند جوق جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے غورک نے اشرس کو کمی خراج اور
نہ وصول ہونے کی شکایت لکھی۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کندی کو تحریر کیا "مجھے یہ خبر پہنچی
ہے کہ اہل صغد وغیرہ نے برغبت و رضا اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ جزیہ کے خوف سے
مسلمان ہو گئے ہیں پس تم دیکھو جس نے ختنہ کرایا ہو اور فرائض کو ادا کرتا ہو اور قرآن کی
کوئی سورۃ بھی اُس کو یاد ہو اُس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو"۔ بعد اس کے اشرس
نے حسن بن عمرطہ کو صیغہ مال کے کام سے سبکدوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مامور کیا۔ ابو الصیداء
نے اُس کو اُن لوگوں سے جزیہ لینے سے روکا جو مسلمان ہو چکے تھے ہانی نے ایک اطلاعی
خط اشرس کے پاس بھیجا مضمون یہ تھا کہ اہل صغد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد
بنالی ہے اشرس نے اُس کو اور اپنے کل عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا
جاتا تھا اُن سے اب بھی وصول کیا جائے اگرچہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں اہل صغد کو
اس سے برہمی پیدا ہوئی جزیہ دینا تو درکنار۔ سات ہزار کی جمعیت سے علیحدہ ہو گئے
سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلہ پر بیٹھ رہے۔ ابو الصیداء ربیع بن عمران، ہیثم شیبانی
ابو فاطمہ ازدی، عامر بن قشیر، بشیر حجدری، بنان عنبری، اسماعیل بن عقبہ بھی انھیں لوگوں میں مل
گئے اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمرطہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم سلمی اور عمیرہ بن سعد

شیبانی کو مامور کیا مجشر نے ابوالصیدار کو معہ اُن کے ہمراہیوں کے بلا بھیجا جب وہ اور ثابت قطنہ آیا تو ان دونوں کو قید کر کے اشرس کے پاس بھیجدیا۔ ابوالصیدا کی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ہانی سے جنگ کرنے کی غرض سے ابو فاطمہ کو امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط وکتابت کرنے کے بہانہ سے جنگ سے روکدیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھ بھیجا اہل صغد کا جوش فرو ہو گیا تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو چلا آپس میں پھوٹ پڑ گئی اشرس ایک ایک کو گرفتار کر کے قید اور بجبر و تعدی جزیہ وصول کرنے لگا رؤسا عجم اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان کے کپڑے جلوائے پیٹیوں کو گردنوں میں پہنوایا۔ سروں پہ کانٹوں کے تاج رکھوائے جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اُن سے بھی جزیہ وصول کیا۔ صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور یہ سب کے سب باغی ہو گئے ترکوں سے سازش کر کے لشکر مرتب کیا۔ اشرس اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کو روانہ ہوا آمد میں پہونچ کے قیام کیا مہینوں ٹھہرا رہا بالآخر قطن ابن قتیبہ بن مسلم کو دس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھایا نہر عبور کرتے ہی ترکوں اور اہل صغد و بخارا کا سامنا ہو گیا (ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا) اہل صغد و بخارا نے قطن کے لشکر گاہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ اور ترکوں نے مسلمانوں کے کمسریٹ پہ چھاپا مارا۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود ابن عمر کی ضمانت پر ثابت قطنہ کو رہا کر کے دستہ فوج سواران کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا ثابت نے آگے بڑھ کے ترکوں سے جو مال واسباب وہ لے گئے تھے چھین لیا بعدہٗ اشرس معہ اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر کے قطن سے جا ملا فریق مخالف سے مقابلہ ہوا لیکن وہ پسپا ہو کے بھاگے اور اشرس اپنی فوج لئے ہوئے بیکند پر جا پہنچا اور اُس کا محاصرہ کر لیا (اہل شہر نے پانی بند کر دیا شدت تشنگی سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا۔ اثنا راہ میں مخالفین سے جنگ چھڑ گئی بہت بڑی خونریز

لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو چشمہ آب سے ہٹایا حرث بن شریح اور قطن بن قتیبہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ثابت قطنہ صخر بن مسلم بن لنعمان عبدی۔ عبدالملک بن وثار باہلی اس معرکہ میں کام آئے۔ ہنوز جنگ کا عنوان نہیں بدلا تھا کہ قطن بن قتیبہ نے ایک دستہ فوج کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر عہد و پیمان کر لیا تھا حملہ کیا ترکوں کے پاؤں اس حملہ سے اکھڑ گئے مسلمانوں نے پیچھا کیا رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔

کامیابی کے بعد اشرس بخارا کی جانب لوٹا اور ایک لشکر بسرافسری حرث بن شریح ازدی اس کے محاصرہ کو روانہ کیا۔ خاقان نے بھی شہر کمرجہ (صوبہ خراسان کا ایک بہت بڑا شہر ہے) پر حصار ڈالا یہاں پر مسلمانوں کی جماعت کثیر تھی۔ مسلمانوں نے پل کو جو خندق پر تھا توڑ ڈالا۔ ابن جسرو ابن یزدجرد نے اہل شہر کو مخاطب کر کے کہا "اے گروہ عرب! تم لوگ اپنے کو کیوں ہلاک کرتے ہو خاقان میری سلطنت مجھے واپس دینے کو آیا ہے میں تمہارے لئے اس سے امان حاصل کر سکتا ہوں"۔ اہل شہر اس کو گالیاں دینے لگے اس اثناء میں بزعزی دو سو آدمیوں کو لئے ہوئے آیا یہ بہت بڑا عظیم الشان شخص تھا خاقان اس کی رائے سے کبھی مخالفت نہ کرتا تھا۔ اس کے بلانے سے یزید بن سعد باہلی گفتگو کرنے کو آئے بزعزی نے کہا "اگر تم لوگ ہم سے سازش اور مصالحت کر لو تو ہم تم لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دو چند کر دیں گے اور کبھی تم سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے"۔ یزید نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس سے انکار۔ نرمی کے ساتھ جواب دے کے شہر میں واپس آئے اور اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے انکاری جواب دیا۔ خاقان نے جھلا کر خندق کو تر لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا اہل شہر نے اس پر خشک لکڑیاں ڈال دیں خندق بھر گئی رات ہوئی تو آگ لگا دی ہوا تیز چل رہی تھی ایک ہی ساعت میں جل کر خاک و سیاہ ہو گئی جب خاقان کو اس تدبیر میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنے لشکریوں کو بھیڑ بکریاں دے

اور یہ حکم دیا اُن کا گوشت کھا کے اُن کی کھالوں میں مٹی بھر بھر کر خندق کو پاٹ دو۔ قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجدیا جس سے ایسا پانی برسا کہ خندق میں جو کچھ تھا سب کا سب بہہ کر نہر اعظم میں چلا گیا اسی حالت میں مسلمانوں نے تیر باری شروع کر دی اتفاق سے ایک تیر بزغزی کے گلے میں جا کے ترازو ہو گیا۔ جس کے صدمہ سے وہ اُسی شب کو مر گیا دن ہوا تو ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کیا مسلمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا وہ بھی اُن کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے لشکر اسلام نے فرغانہ میں پہونچ کے پڑاؤ کیا ترکوں نے یہ خبر پا کے نہایت سختی سے جنگ چھیڑ دی اہل شہر بھی کمال مردانگی سے جواب دیتے رہے بالآخر ساٹھ دن کے حصار کے بعد مسلمانوں نے کمرجہ ترکوں کو دے کے مصالحت کر لی اور خود سمرقند و دبوسیہ کی طرف چلے آئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے فریقین کے چند آدمیوں کو بطور ضامنی کے زیر حراست رکھا۔ مصالحت کے بعد تقریباً کل ترکی لشکر واپس گیا البتہ خاقان تھوڑی سی فوج لئے ہوئے تا زمانہ خروج اہل شہر ٹھہرا رہا اور کورصول کو مسلمانوں کے ہمراہ کر دیا تاکہ وہ اُن کو اُن کے جائے امن پر پہنچا آئے دبوسیہ میں پہونچنے کے بعد فریقین نے فریقین کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

جنید کی تقرری

۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو گورنری خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمان بن عمر بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کو مامور کیا۔ اُس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ اُس نے اُم حکیم بنت یحییٰ بن حکم زوجہ ہشام کو ایک ہار جواہرات کا بطور تحفہ کے دیا تھا ہشام اُسے دیکھ کے بہت خوش ہوا جنید نے یہ سُن کے ایک دوسرا ہار اُسی طرح کا ہشام کے سامنے پیش کر دیا ہشام نے اس صلہ میں جنید کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کر دی اور پانچسو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کیا۔

جنید خراسان میں پہونچا تو خطاب بن محرز سلمی کو اشرس کی نیابت میں پایا دو ایک روز قیام کرنے کے بعد خطاب کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں مجشر بن مزاحم سلمی کو، بلخ پر سورہ بن الحر تمیمی کو مامور کیا اور اشرس کے پاس جس وقت کہ وہ اہل بخارا و صغد سے میدان کارزار میں مصروف جدال و قتال تھا کہلا بھیجا کہ ایک چھوٹا سا لشکر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ اثنا راہ میں مخالفین نہ چھیڑ کریں۔ اشرس نے اس حکم کے مطابق عامر بن مالک حمانی کو روانہ کیا ترکوں اور صغد کو اس کی اطلاع ہوگئی آگے بڑھ کے عامر کو روکا لڑائی شروع ہوگئی عامر نے اپنے ہمراہیوں کے بڑے حصہ کو دائرہ کی صورت میں پھیلا کے ترکوں اور صغد کو حلقہ میں لے لیا اور سامنے سے چھوٹے حصہ کو لیکے لڑنے لگا۔ ترکوں اور صغد کو ہزیمت ہوئی اور عامر (نہر عبور کرکے) جنید سے جا ملا اور پھر اس کے ہمراہ واپس ہوا۔

جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حزیم تھا (بیکند[۱] سے دو ڈھائی کوس نکل آیا ہوگا) کہ ترکوں نے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کردی۔ عمارہ نے نہایت مردانگی اور تیزی سے اُن کو پسپا کردیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے سمرقند کی جانب سے ساقہ پر حملہ کیا جس کا افسر قطن بن قتیبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خاقان کو بھی ہزیمت ہوئی۔ مسلمانوں نے اُس کے بھائی کو گرفتار کرکے ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ ان ہی واقعات پر ۱۱۱ھ تمام ہوجاتا ہے اور جنید مظفر و منصور مرو لوٹ آتا ہے۔

واپسی کے بعد جنید نے قطن بن قتیبہ کو بخارا پر، ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات پر حبیب بن مرہ[۲] عبسی کو پولیس پر اور مسلم بن عبدالرحمن باہلی کو بلخ پر مامور کیا۔ اس سے پیشتر بلخ میں نصر بن سیار تھا مسلم نے اُس کو سوتے ہوئے گرفتار کرا کے بلایا جامہ محفی قمیص پہنے ہوئے جنید کے پاس بھیجدیا۔ جنید کو مسلم کی یہ حرکت پسند نہ آئی نصر کو اس حالت میں دیکھ کے بولا مضر کے سردار کو مسلم نے اس حالت سے روانہ کیا ہے" کسی نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جنید نے

۱ے کامل ابن اثیر جلد پنجم۔ ۲ے کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

مسلم کو حکومت بلخ سے معزول کر کے یحییٰ بن ضبیعہ کو مامور کیا اور ایک وفد ان غزاوات کے حالات عرض کرنے کو ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۴ھ میں بلاد خزر میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور اس نے اُن کو ہزیمت دی تھی اور بکمال سختی ان لوگوں سے پیش آیا تھا اور بلنجر پر قبضہ حاصل کر کے پھر اُس کے سابق حکمران کو واپس دیدیا تھا اور ہشام بن عبدالملک نے اُس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا تھا بعد ازاں ارمینیہ کی گورنری پر مامور کیا پس وہ ۱۱۱ھ میں تفلیس کی جانب سے بلاد ترکمان میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور اُن کے مشہور شہر بیضار کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ خزر و ترک کو اُس سے اشتعال پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے لان کی جانب سے طوفان شور انگیز کی طرح بڑھے۔ جراح نے بھی مقابلہ کی غرض سے ۱۱۲ھ میں خروج کیا مقام مرج اردبیل میں صف آرائی کی نوبت آئی، فریقین جی توڑ توڑ کے لڑنے لگے مسلمانوں کی تعداد بمقابلہ ان کے مخالفین کے نہایت کم تھی۔ اثنائے جنگ میں جراح معہ اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا اور اپنی شہادت سے پہلے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کر چکا تھا خزر (یعنی ترکمان) کا دل اُس سے ہاتھوں بڑھ گیا جوش کامیابی میں موصل کے قریب تک پہونچ گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ جراح بلنجر میں مارا گیا بہر کیف جب یہ خبر دارالخلافت دمشق میں پہونچی تو ہشام بن عبدالملک نے سعید حریشی کو بلا یا بسبیل تذکرہ کہنے لگا "دیکھا جراح ترکمانوں سے شکست کھا کے بھاگ نکلا" سعید حریشی نے عرض کیا "امیرالمومنین! یہ نہیں ہو سکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کے بھاگنے سے زیادہ ہے میرا خیال یہ ہے کہ وہ ضرور شہید ہو گیا آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمائیے اور بعد میرے روزانہ چالیس آدمی میری کمک پر بھیجتے رہیے امراء لشکر کے نام ایک گشتی فرمان بھیج دیجئے کہ وہ میری عندالضرورت مدد کریں" ہشام بن عبدالملک نے ان کل اُمور کو منظور کر لیا اور سعید حریشی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ جس شہر میں جاتا تھا

اہل شہر کو جمع کر کے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ہمراہ ہو جاتا تھا رفتہ رفتہ شہرازور (ارزن) پہنچا جراح کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی جو معرکہ جنگ سے ہزیمت اٹھائے آ رہے تھے سعید حریشی نے اُن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور خلاط پر پہونچ کے محاصرہ ڈال دیا لڑائی ہوئی۔ کھیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حریشی نے اُس کے مال غنیمت کو تقسیم کر کے شہروں اور قلعات کو فتح کرتا ہوا برذعہ کا رُخ کیا اور برذعہ میں پہونچ کے پڑاؤ کر دیا۔ ابن خاقان ان دنوں بلاد آذربیجان کو زیر و زبر کر رہا تھا اور شہر ورثان پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ سعید حریشی نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو اہل ورثان کے پاس مسلمانوں کے آمد کی خبر دینے کو روانہ کیا۔ اور ترکمانوں کے محاصرہ کو جنگ کی دھمکی دے کے اُٹھا دیا۔ محاصرہ اُٹھ جانے کے بعد حریشی نے اہل ورثان سے ملاقات کی۔ دوسرے روز ترکمانوں کے تعاقب میں اردبیل تک چلا گیا ایک جاسوس نے حاضر ہو کے خبر دی کہ لشکر اسلام سے چار کوس کے فاصلہ پر ترکمانوں کا دس ہزار لشکر پڑا ہوا ہے جس کے ہمراہ مسلمانوں کے پانچ ہزار خاندان قید و گرفتاری کی مصیبت جھیل رہے ہیں۔ سعید کی آنکھوں میں یہ سنتے ہی خون بھر آیا۔ جوش انتقام و بجبر و اکراہ شام تک و بار کھا شب ہوتے دھاوا کر دیا۔ ان دس ہزار ترکمانوں سے ایک کو بھی جانبر نہ ہونے دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا۔ صبح ہوئی تو باجروان کی طرف روانہ ہوا۔ ایک دوسرے جاسوس نے پہونچ کے ترکمانوں کے ایک دوسرے مجمع کی خبر دی۔ سعید نے اسی وقت اس طرف کوچ کر دیا اور حالت غفلت میں اُن کے سروں پر پہونچ کے سبھوں کو اُن کے بخت خوابیدہ کی طرح موت کی نیند سلا دیا۔ اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا کے باجروان واپس آیا اُن ہی قیدیوں میں جراح کے اہل و عیال اور لڑکے بھی تھے۔ بعد اس کے انتقام لینے کی غرض سے خزر نے بمراہی اپنے شاہزادے کے مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی سرزمین زرند میں مقابلہ ہوا جس وقت جنگ زور شور سے ہو رہی

تھی لشکر گاہ کفار سے مسلمان قیدیوں نے چلا چلا کے تکبیر کہنا اور دعا وزاری شروع کر دی اسلام میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے دل میں اُن کی ہمدردی کا جوش نہ بھر آیا ہو۔ اور اُس کی آنکھیں پُرنم نہ ہوگئی ہوں سبھوں نے مجموعی قوت سے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر حملہ کیا میدان جنگ سے خزر کے پاؤں اُکھڑ گئے مسلمانوں نے نہر ارس تک تعاقب کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا مسلمان قیدی جو ان کے پنجۂ ظلم میں گرفتار تھے رہا ہو کے باجروان پہنچا دیئے گئے۔ شاہزادہ خزر نے اس شکست کی شرمندگی دفع کرنے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے خیال سے پھر اپنی قوم کو جمع کیا اور کمال جوش سے حریشی کی طرف روانہ ہوا۔ نہر بیقان پر پہونچکے قیام کیا۔ حریشی نے یہ خبر پا کے موت کی طرح اُس کے سر پر پہونچ کے لڑائی شروع کر دی۔ خزر نہایت استقلال سے جواب دینے لگے۔ بالآخر حریشی کے نابرداشتنی حملہ برداشت نہ کر سکے میدان جنگ سے شکست کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے میدان جنگ میں جس قدر مارے گئے تھے اس سے کہیں زیادہ نہر میں ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ خاتمہ جنگ پر حریشی مال غنیمت جمع کر کے مظفر و منصور باجروان کی طرف لوٹا اور باجروان پہونچکے مال غنیمت تقسیم کیا نامۂ بشارت فتح کے ساتھ خمس دار الخلافۃ دمشق کو روانہ کیا بعد چندے ہشام بن عبدالملک نے حریشی کو بُلا بھیجا اور اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیہ و آذربیجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

جنگ جنید و خاقان

۱۱۲ھ میں جنید نے خراسان سے بقصد جہاد طخارستان خروج کیا ایک طرف سے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار کی جمعیت سے اور دوسری جانب سے ابراہیم بن بسام کو دس ہزار فوج کے ساتھ بڑھنے کا حکم دیا ترکوں کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو وہ بھی لشکر مجتمع کر کے بسر افسری خاقان سمرقند کی طرف دوڑ پڑے۔ سمرقند کا والی اُن دنوں سورہ بن بحر تھا اُس نے جنید کو خاقان کی فوج کشی اور اہل سمرقند کی مقاومت نہ کر سکنے کی کیفیت لکھ بھیجی اور کمک طلب کی پس جنید نے لشکریوں کو کوچ کرنے اور نہر عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم سلمی اور ابن بسطام ازدی نے مخالفت کی اور یہ کہا

ترک اور قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں آپ کا سارا لشکر متفرق و منتشر ہو رہا ہے مسلم بن عبدالرحمن بیروز کوہ میں، بختری ہرات میں، عمان بن حریم طخارستان میں پڑا ہوا ہے پچاس ہزار فوج سے کم کے ساتھ آپ نہر عبور کرنے کا قصد نہ کیجئے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس میں عجلت نہ کیجئے پہلے عمارہ کو طلب کر لیجئے بعد ازاں ترکوں کے مقابلہ پر کمر ہمت باندھئے"۔ جنید نے آہ سرد کھینچ کے کہا "یہ بالکل ناممکن ہے میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند میں کس چپقلش میں پھنسی ہوگی اور وہاں کے مسلمانوں پر کیا کچھ نہ گذرا ہوگا" مجشر اور ابن بسطام یہ سن کے خاموش ہو گئے جنید نے تیاری کا حکم دیا اور نہر عبور کر کے کش جا اترا روانگی کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ ترکوں نے آمد کی خبر پا کے کش کے راستہ میں بہت سے کنوئیں کھود دیئے اتفاق سے جنید دوسرے راستہ سے روانہ ہوا خاقان کے ہمراہ بہت بڑا لشکر تھا۔ صغد، فرغانہ اور شاش نے بھی سازش کر لی تھی مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن شخیر تھا حملہ کیا عثمان بن عبداللہ پسپا ہو کے لشکر اسلام کی طرف لوٹا لشکر ترک سے ایک چھوٹے حصہ نے اس کا تعاقب کیا اور باقیماندہ فوج نے سمرقند پر دھاوا کیا جنید نے اہل شہر کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی جاری کر دی اور ان کے بڑے بڑے سورما سرداروں کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔ جنید لشکریوں کو بڑھاوا دیتا ہوا میمنہ پر پہنچا اور ازد کے پھریرہ کی طرف متوجہ ہوا علم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کے کہا "کیا تم اب ہماری عزت افزائی کو آئے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ ہمارے جیتے جی تم تک کوئی نہ پہنچ سکے گا" جنید نے اس کا کچھ جواب نہ دیا علم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا اپنے گروہ کے لئے ہوئے آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تلواریں بیکار ہو گئیں اس وقت ان کے غلاموں نے درختوں کے ڈالے کاٹ لئے اور اس سے دشمنان پر وار کرنے لگے۔ لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے ایسا گتھ گئے کہ دور سے دیکھنے والے کو تمیز باقی نہ رہ گئی البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل ہلانے دہلا دینے والی آواز اسلام و کفر کا تفرقہ پیدا کر دیتی تھی۔

اس واقعہ نمونہ قیامت میں ازد کے اسی آدمی کام آئے جس میں عبداللہ بن بسطام محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسین بن شیخ اور یزید بن مفضل حرانی وغیرہم تھے۔

فریقین ہنوز گتھے ہوئے لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پہلا حصہ آتا ہوا دکھائی دیا جنید کے منادی نے الارض الارض کی ندا دی۔ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی پیادہ پا ہوگئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص گڑھا کھود کے چھپ رہا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر جس طرف بکر بن وایل تھے حملہ کیا جن کا سردار زیاد بن حرث تھا بکر بن وایل نے اس سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا مگر جنگ کا عنوان لحظ بلحظ خوفناک ہوتا جاتا تھا جنید نے اپنے ہمراہیوں کے کہنے سے شدت جنگ اور ترکوں کی قوت تقسیم کرنیکی غرض سے سورہ بن ابجر کو سمرقند میں کہلا بھیجا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کرو سورہ نے خروج کرنے سے انکار کیا جنید نے جھلا کر کہلا بھیجا "اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں تمکو سخت سزا دوں گا تم کو چاہیے کہ اس پیام کے پہونچتے ہی سمرقند سے خروج کردو اور نہر کے کنارہ کنارہ چلے آؤ دیکھنا خبردار نہر کا راستہ نہ چھوڑنا میرے اور تمہارے درمیان میں صرف دو راتوں کا راستہ ہے" سورہ بجبر واکراہ اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوا سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا نائب بنا کے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا مگر نہر کے راستہ کو دور سمجھ کے اختیار نہ کیا جس وقت سورہ اور جنید کے لشکر میں ایک کوس کی مسافت باقی رہ گئی صبح کے وقت خاقان آ پہنچا اور مابین اُن کے اور پانی کے حایل ہوگیا جنگل جھاڑیوں اور درختوں میں جو مسلمانوں کے اردگرد تھے آگ لگا دی مسلمانوں نے تن بہ تقدیر تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کے بھڑ گئے ترکوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا میدان جنگ کے غبار اور دھواں سے سارا عالم تاریک ہوگیا کسی کو کچھ سُوجھ نہ پڑتا تھا لشکر اسلام بھڑا بھڑ گرنے لگا جس طرف جاتا تھا آگ ہی آگ تھی سورہ بھی گراں ٹوٹ گئے ترکوں نے دوسری طرف مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کردیا پیچھے

ہٹتے تھے تو ترک تھے آگے بڑھتے تھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ان کثیرالتعداد مسلمانوں میں سے تھوڑے سے آدمی جانبر ہوئے۔ مہلب بن زیاد عجلی لقیۃ السیف کو جس کی تعداد چھ سو یا ایک ہزار تھی بہزار خرابی وودقت بچا کر رستاق مرغاب لیگیا اُن ہی لوگوں میں قریش بن عبداللہ عبدی بھی تھا۔ لیکن رستاق مرغاب میں بھی ان غریبوں کو لڑائی سے پناہ نہ ملی اہل رستاق مرغاب آمادہ بجنگ ہوئے اس معرکہ میں مہلب بن زیاد کام آگیا۔ تب ان لوگوں نے رجب بن خالد کو اپنا امیر بنایا اس اثناء میں اسکید والی نسف وغورک بادشاہ صغد آگیا۔ غورک ان لوگوں کو امان دے کے خاقان کے پاس لیگیا خاقان نے اُس کی امان وہی منظور نہ کی سبھوں کو کمال بے رحمی سے قتل کر ڈالا ایک بھی اُن میں سے جانبر نہ ہوا۔

اس واقعہ کے بعد جنید پہاڑ کی گھاٹی سے نکل کر سمرقند کی طرف چلا تھوڑی دُور چل کے مجشر بن مزاحم کے کہنے سے قیام کر دیا اتفاق سے ترکوں کا لشکر بھی آپہنچا لڑائی شروع ہوگئی مسلمانوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا غلاموں نے ایسی جان نثاریاں کیں اور وہ جوہر مردی دکھلائے کہ دیکھنے والے عش عش کرنے لگے۔ ترکوں کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی جنید سمرقند میں داخل ہوا اور مسلمانوں کے اہل وعیال کو مرو میں لا ٹھہرایا۔ چار مہینہ کامل صغد کے مقابلہ پر ٹھہرا رہا۔ خراسان کی ان لڑائیوں میں مجشر بن مزاحم سلمی، عبدالرحمٰن بن صبیح مخزومی اور عبیداللہ بن حبیب ہجری وغیرہم جیسے تجربہ کاروں سے مشورہ لیا جاتا تھا اور اُن ہی کے شورہ ملی ورائے سے جنگ کے اہم اُمور سر کئے جاتے تھے

ترکوں کے لَوٹ جانے کے بعد جنید نے نہار بن توسعہ بن تیم اللہ اور زمیل بن سوید بن شیم کو ان واقعات کے عرض کرنے کی غرض سے دارالخلافتہ کو روانہ کیا ساتھ ہی اُس کے سورہ بن ابجر کی نافرمانی اور نہر کا راستہ نہ اختیار کرنے کی وجہ سے دشمنوں کے کامیاب ہونے کی شکایت کی بھی لکھ بھیجی۔ ہشام بن عبدالملک نے لکھا میں نے تمہاری امداد کے لئے دس ہزار فوج بصرہ سے اور اُسی قدر کوفہ سے اور تیس ہزار نیزے اور اُسی قدر تلوار

روانہ کردی ہیں تم باطمینان تمام دشمنوں پر جہاد کرو" جنید کو اس فرمان کے آنے سے ایک گونہ تسلی ہوگئی مصلحتاً سمرقند میں ٹھہرا رہا۔

اُس کے بعد خاقان نے بخارا کا رُخ کیا بخارا کی حکومت قطن بن قتیبہ کے سپرد تھی جنید کو اُس سے اندیشہ پیدا ہوا کہ اہل بخارا کے ساتھ بھی وہی معاملہ نہ پیش آئے جو سورہ پر گزر چکا ہے عبداللہ بن ابی عبداللہ (مولی بنی سلیم) سے رائے طلب کی عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا "میں آپ کو رائے مناسب دے سکتا ہوں مگر آپ عمل نہ کریں گے" جنید نے جواب دیا۔ اگر رائے صائب ہوگی تو میں ضرور عمل کروں گا" عبداللہ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ سورہ بن ابجر کے ہمراہ شہید ہو گئے ہیں اُن کے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ سمرقند سے لئے چلو اور سمرقند میں عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو مع چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے چھوڑ تے جاؤ اور ہر شخص کے لئے کافی طور سے سرمایا اور کھانے پینے کا سامان دیدو۔ جنید نے اس رائے کے مطابق عثمان بن عبداللہ کو مع چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے سمرقند میں کافی ذخیرہ کے ساتھ چھوڑا اور خود مع اہل و عیال اور اسلامی لشکر کے دشمنوں کے زد سے بچتا ہوا۔ بخارا کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ طواویس کے قریب پہنچا یکم رمضان ۱۱۲ھ کو مقام کرمینیہ میں خاقان سے مقابلہ ہو گیا ایک خفیف لڑائی کے بعد ترک لوٹ گئے۔ اگلے دن لشکر اسلام نے کوچ کر دیا پھر خاقان نے دوبارہ ساقہ پر حملہ کیا جنید نے میمنہ کے ایک دستہ فوج کو ساقہ کی کمک پر بھیجدیا جس کی امداد سے ساقہ نے ترکوں کو نیچا دکھا دیا اس معرکہ میں ترکوں کے ناموروں میں سے مسلم بن احوز مارا گیا خاقان گھبرا کر طواویس سے لوٹ آیا۔ اور جنید لشکر اسلام لئے ہوئے بخارا میں پہونچگیا۔ اس کے بعد ہی بصرہ اور کوفہ کی امدادی فوجیں بھی آگئیں۔ جھٹ پٹ جنید نے اُن کے ساتھ مع اُن لوگوں کے جنہوں نے جہاد پر جانا ناپسند کیا۔ حورثہ بن زید عنبری کو شبخوں مارنے کو بھیجدیا۔

جُنید کی معزولی عاصم کی تقرری

۱۱۶ھ میں ہشام بن عبدالملک تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ جنید بن عبدالرحمن عامل خراسان نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے عقد کر لیا ہے چونکہ اُسکو بنو مہلب سے کشیدگی تھی اس وجہ سے جنید کا یہ فعل اُس کو ناگوار گذرا اور اسی سبب سے اسکو معزول کر کے بجائے اُس کے عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر جنید میں تھوڑی سی بھی جان پاتا تو اُس کو بار حیات سے سبکدوش کر دینا لیکن اتفاق یہ کہ جس روز عاصم وارد خراسان ہوا جنید بعارضہ استسقا جان بحق تسلیم کر چکا تھا۔

جُنید اور عاصم میں پہلے سے عداوت تھی اُس کے مقرر کئے ہوئے عمّال کو ایذائیں دیں اور عمارہ بن حزیم کو (جسے جنید نے بوقت وفات اپنا نائب بنایا تھا) قید کر دیا۔

مروان بن محمد کی گورنری ارمینیہ وآذربیجان۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جہاد خزر (یعنی ترکمان) سے ممالک اسلامیہ میں واپس آیا مروان بن محمد بن مروان جو اس لشکر میں تھا چپکے ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا۔ مسلمہ کی شکایتیں کیں کہ وہ جہاد سے جی چراتا ہے اس وجہ سے لشکر اسلام میں ایک قسم کی کاہلی آ گئی ہے اور دشمنوں کے دل بڑھ گئے ہیں مہینوں تیاری کرتا رہا۔ بارے خدا خدا کر کے کفار کے ملک میں داخل بھی ہوا تو صلح اور سلامتی کو اس قدر عزیز رکھا کہ دشمنان دین پر کچھ سختی بھی نہ کی آپ اگر مجھے اُن پر جہاد کرنے حکم دیں تو میں اُن سے بہت اچھا انتقام لوں بشرطیکہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگ آوروں سے میری مدد کیجئے اور اس راز کو پوشیدہ رکھیئے" ہشام نے اُس کو منظور کر لیا اور مینیہ کی سند گورنری مرحمت کر دی۔

چنانچہ مروان بن محمد ارمینیہ کی طرف روانہ ہوا اور ہشام نے شام، عراق، اور جزیرہ سے امدادی فوجیں بھیجدیں۔ مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ لان پر جہاد کیا جائے گا بادشاہ خزر سے مصالحت کی درخواست کی۔ خزر اس پر راضی ہو گیا اور شرائط صلح و عہد نامہ لکھنے کی غرض سے چند آدمیوں کو بطور قاصد کے روانہ کیا۔ مروان نے اُن کو روک لیا یہانتک کہ اپنے

اپنے لشکر کو پورے طور سے مرتب کر لیا۔ اس وقت اعلان جنگ کر کے ان کو رہا کیا اور خود قریب ترین راستہ کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک میں پہونچ گیا۔ بادشاہ خزر حالت موجودہ جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چلا گیا اور مروان قتل وغارت اور قید و مال غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک بڑھ گیا۔ انہیں فتوحات کے اثناء میں بادشاہ سریر کے ملک پر بھی دھاوا کر کے اس کے قلعات کو بزور تیغ مفتوح کر لیا تھا لیکن اہل قلعہ نے ایک ہزار آدمیوں (پانچسو غلام اور پانچسو لونڈیوں) اور ایک لاکھ مدبر پر مصالحت کر لی جس کو وہ خود باب تک پہنچا دیں گے ان کی دیکھا دیکھی اہل تومان نے بھی ایک غلام اور بیس ہزار مدبر پر صلح کر لیا۔ بعد اس کے مروان سرزمین وردکران میں داخل ہوا۔ اہل وردکران سے بھی مصالحت ہو گئی۔ پھر حمزین کا رخ کیا اور بزور تیغ فتح کر کے سیدان پر جا پہنچا جو بصلح و امان مفتوح ہوا۔ بعد ازاں والی قلعہ لکز کے جزیہ نہ دینے کی وجہ سے قلعہ لکز کا قصد کیا۔ والی قلعہ یہ خبر پا کے بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلا اثناء راہ میں تیر لگا مر گیا اہل لکز نے مروان سے مصالحت کر لی مروان لکز پر ایک عامل مقرر کر کے سروان پر جا پہنچا اہل سروان نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سروان سے روانہ ہو کے رودانیہ پر دھاوا کیا اور ایک خونریز لڑائی لڑ کے واپس آیا۔

حرث کا خروج

خراسان میں ازد کا نامور سردار حرث بن شریح تھا ۱۱۶ھ میں سیاہ کپڑے پہنے اور لوگوں کو اتباع کتاب اللہ و سنت رسول صلعم اور بیعت امام رضا کی دعوت دی (جیسا کہ بنو عباس کے دعاۃ (مشنریز) خراسان میں عمل درآمد کر رہے تھے) اور اس کام کی انجام دہی کو فاریاب میں گیا۔ عاصم بن عبداللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی، خطاب بن محرز سلمی، جب آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن موقع پا کے یہ دونوں قیدخانہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حرث بن شریح نے چار ہزار فوج مجتمع کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ پر نصر بن سیار تجیبی تھا دس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی نصر بن سیار

کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی حرث نے بلخ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو مامور کر کے جوزجان کی طرف بڑھا اور اُس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رُخ کیا۔ اس اثناء میں عاصم کو یہ خبر پہونچ گئی کہ اہل مرو حرث سے خط و کتابت کرتے اور اُس سے سازش رکھتے ہیں عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا امیر المومنین کے عقاب و عتاب سے ڈرایا مرو سے باہر نکل کے لشکر آراستہ کیا اور حفاظت کی غرض سے پُل کو توڑ ڈالا اور کشتیوں کو ہٹوا دیا۔ جوں ہی عاصم اس انتظامات سے فارغ ہوا ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آ پہنچا جس میں ازد و تمیم کے نامی نامی تبرو آزما شہسوار اور جوزجان فاریاب اور طالقان کے سربرآوردہ دہقان بھی موجود تھے حرث کے ہمراہیوں نے بات کی بات میں پُل باندھ کے نہر عبور کیا بعد اُس کے معلوم نہیں کس وجہ سے محمد بن مثنیٰ ازد کے دو ہزار آدمیوں کو اور حماد بن عامر حمانی بھی تمیم کے اُسی قدر آدمیوں کو لے کے عاصم سے جا ملا۔ مقابلہ کی نوبت آئی ایک بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد حرث کو ہزیمت ہوئی اُس کے اکثر ہمراہی نہر مرو میں ڈوب کر مر گئے منجملہ اُن لوگوں کے حازم بن عبداللہ بن حازم تھا۔ حرث نے جیوں تیوں نہر عبور کر کے اپنی جان بچائی اور منازل رہبان کے قریب پہونچ کے اپنا خیمہ نصب کیا تقریباً تین ہزار سوار اُس کے پاس آ کے مجتمع ہو گئے۔ لیکن عاصم نے تعاقب نہ کیا۔

اسد کی تقرری

۱۱۱ھ میں عاصم نے ہشام بن عبدالملک سے تحریک کی کہ خراسان کا انتظام اُس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک عراق کا صوبہ بھی اُس سے ملحق نہ کر دیا جائے گا۔ تاکہ ضرورت کے وقت بآسانی تمام کمک پہنچ سکے۔ پس ہشام نے خراسان کو خالد بن عبداللہ قسری کے سپرد کر دیا۔ اور یہ لکھ بھیجا کہ تم اپنے بھائی کو انتظام کی غرض سے خراسان بھیجدو۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اُس کے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک ہمدانی تھا عاصم نے یہ سُن کے حرث بن شریح سے اس امر پر مصالحت کر لی کہ بالاتفاق دونوں ہشام بن عبدالملک کو ایک خط مشتمل بر عمل کتاب و سنت

لکھ کر روانہ کریں اگر وہ (ہشام) کتاب وسنت کی اتباع سے انکار کرے تو دونوں متفق ہو کے اُس سے مخالف ہو جائیں۔ خراسان کے بعض رؤسا نے اس رائے سے مخالفت کی جس سے عاصم و حرث میں اَن بن ہو گئی اور اس درجہ یہ ناچاقی ترقی پذیر ہوئی کہ تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں جنگ شروع ہو گئی۔ خوبی قسمت سے حرث کو ہزیمت ہوئی۔ اکثر ہمراہی اُس کے گرفتار کر لئے گئے۔ جن کو عاصم نے قتل کر ڈالا اور نامہ بشارت فتح ہشام کی خدمت میں محمد بن مسلم عنبری کی معرفت روانہ کیا رَے میں اس سے اور اسد بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ خراسان میں پہونچا تو اُس نے عاصم کو گرفتار کر کے ایک لاکھ دراہم طلب کئے اور عمارہ بن حزیم اور جنید کے عمال کو رہا کر دیا۔

اسد جس وقت وارد خراسان ہوا تھا ان دنوں عاصم کا عمل و دخل نہ خراسان میں تھا اور نہ نیشاپور میں۔ مرو روذ پر حرث متصرف تھا اور آمد پہ خالد بن عبداللہ ہجری۔ جو حرث ہی کا مطیع اور اُس کی رائے پر عمل درآمد کرتا تھا۔ اسد نے اُس کی قوت توڑنے کی غرض سے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لشکر کوفہ و شام کے ساتھ حرث کی طرف روانہ کیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے آمد کا رُخ کیا زیاد قرشی (حیان نبطی کا آزاد غلام) آمد سے نکل کے مقابلہ پر آیا لیکن اسد سے شکست کھا کے شہر میں جا کے پناہ گزیں ہوا اسد نے شہر پہ محاصرہ ڈالدیا چاروں طرف سے منجنیقین نصب کرا کے سنگباری شروع کر دی۔ بالآخر اہل شہر نے امان طلب کی اور شہر کو اسد کے سپرد کر دیا۔ اسد نے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو مامور کر کے بلخ کی طرف قدم بڑھائے۔ چونکہ اہل بلخ سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اسد نے بلخ پہونچ کے ترمذ کا رُخ کیا۔ جو ان دنوں حرث کے محاصرہ میں تھا اور اسی وجہ سے اسد اہل ترمذ کو کمک نہیں پہنچا سکا مجبور ہو کے پھر بلخ کی طرف واپس ہوا اہل ترمذ نے شہر سے نکل کے حرث پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اُس کو پسپا کر کے اُس کے اکثر ہمراہیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ بعد اُس کے اسد نے سمرقند کی جانب کوچ کیا قلعہ زم پر پہنچا اہل قلعہ سے (جو حرث کے ہوا خواہ تھے) کہلا بھیجا "تم لوگ ہم سے شاید اس خیال سے متنفر ہو کہ ہم کج

خلق ہیں لیکن اُس کی برائی اُس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرکین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کیا چاہتا ہوں۔ تم مجھے وہاں پر جانے دو کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اگر تم مجھ سے آمادۂ پیکار ہوگئے تو یہ یاد رکھو کہ میں تم کو ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا'' والی قلعہ یہ پیام پا کے اسد سے آملا اور اُس کے ہمراہ سمرقند کو گیا اور ان لوگوں کو بھی امان دے کے اسد سے ملا دیا۔ پھر سمرقند سے اسد بلخ میں واپس آیا اور جدیع کرمانی کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طخارستان کے اُس قلعہ پر دھاوا کرانے کو بھیجا جہاں پر حرث کا مال و اسباب تھا اور اُس کے ہمراہی تھے جدیع نے محاصرہ ڈال کے اُسے بزور تیغ مفتوح کیا۔ عام قیدیوں کو تو بازار بلخ میں فروخت کر دیا اور جنگ آوروں کو مار ڈالا۔ جس میں بنو بزری تغلبی حرث کے دوستوں میں تھا۔

اس واقعہ کے بعد حرث سے ساڑھے چار سو آدمی جو اُس کے خاص خاص ہمراہیوں میں سے تھے مخالف ہو گئے جس کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا حرث نے کہا ''اگر تم لوگ مجھ سے جدا ہی ہوا چاہتے ہو اور ضرور ہے کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو میری موجودگی کی حالت میں اسد سے امان طلب کر لو اور اگر میرے کوچ کر جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تم کو امان نہ ملے گی'' جریر اور اُس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا اور حرث کے چلے جانے کے بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا اور جدیع کرمانی کو چھ ہزار کی جمعیت سے اُن کے محاصرہ پر بھیج دیا تا آنکہ اُس کے حکم پر قلعہ چھوڑ کے باہر آئے جدیع نے اُن میں سے پچاس آدمیوں کو جس میں جریر بن میمون قاضی بھی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا اسد نے ان سبھوں کو قتل کرا دیا۔ اور بقیہ لوگوں کے قتل کر ڈالنے کا حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اُس نے بلخ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کر لایا بعد اُس کے طخارستان و سرزمین جبونہ پر جہاد کیا بہت سامال غنیمت ہاتھ لگا ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے۔

خاقان کا خاتمہ

۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبداللہ بلاد ختل میں جہاد کرتا ہوا۔

داخل ہوا۔ متعدد قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ ابن سایجی والی بلاد ختل نے اسد کے آنے اور شہروں پر قبضہ کرنے کا حال خاقان کو لکھ بھیجا اور کمک طلب کی خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دیا ابن سایجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی دی اسد نے باور نہ کیا۔ ابن سایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں ہی نے خاقان کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو ویران و تباہ کر رہے تھے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب کو جب کو تک اُن میں کا ایک شخص بھی باقی رہیگا مجھ سے قطعی دشمنی ہو جائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے دبنا پڑے گا اور عرب کے خوف سے مجھے اکثر اس کا دست نگر رہنا ہو گا اسد کو اس کہنے پر وثوق ہو گیا۔ جھٹ پٹ مال و اسباب کو بار برداریوں پر بار کر کے ابراہیم بن عاصم عقیلی والی سجستان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اُس کے ہمراہ کثیر بن امیہ' ابو سفیان بن کثیر خزاعی اور نفیل بن حیان مہری وغیرہم کو بھی نگرانی و محافظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا۔ اور پھر ان سبھوں کی کمک و امداد کو ایک دوسرا لشکر مامور کیا بعد اُس کے خود اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تا آنکہ نہر بلخ پر پہنچا اُس وقت ابراہیم بن عاصم معہ اسباب و مال اور قیدیوں کے نہر عبور کر چکا تھا شام ہو گئی تھی قیام کر دیا۔ صبح ہوئی تو لشکری نہر عبور کرنے لگے۔ ہنوز پورا لشکر عبور نہ کر چکا تھا کہ ترکوں کا لشکر آ پہنچا ازد و تمیم آگے بڑھ گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی خاقان نے اپنے پر زور حملہ سے اُن کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اسد اور اُس کے ہمراہی اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے اور ترکوں کے حملہ سے بچنے کی غرض سے اپنے اِردگرد خندق کھود لی اور یہ غلط اطمینان کر کے کہ خاقان نہر عبور نہ کرے گا کمریں کھول دیں آرام کرنے لگے خاقان بے خرخشہ نہر عبور کر کے اسلامی لشکر پر آ پڑا عساکر اسلامیہ اپنے لشکر گاہ سے جواب دینے لگے تمام رات لڑائی کی یہ صورت رہی کہ ترک ان کو گھیرے ہوئے تھے اور یہ اُن کے حملوں کا جواب اپنے لشکر گاہ سے دیتے جاتے۔ صبح ہوئی تو ترکوں کا ایک متنفس بھی نہ دکھائی دیا۔ اسد نے یہ گمان کر کے کہ شاید

ترک مال واسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں چلے گئے ہیں طلایع (پیٹرول) کو حال دریافت کرنیکی غرض سے روانہ کیا۔ اور امراء لشکر کو مشورہ کرنے کے لئے اپنے خیمہ میں بُلایا سبھوں نے قیام کی رائے دی لیکن نصر بن سیار نے آزادانہ طور سے ترکوں کے تعاقب کرنے اور مال و اسباب کو ان کے تصرف سے بچانے کی رائے ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ بفرض محال اگر آپ اُس کے ضایع ہونے کے بعد پہونچیں گے تو راہ کی وہ مشقت جس کا برداشت کرنا لابدی ہے تمام ہو جائیگی۔ اسد نے اس رائے کے بموجب کوچ کر دیا اور ایک شخص کو ابراہیم بن عاصم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال ظاہر کرنے کو بھیجدیا۔

اسد کا وہ خیال کہ ترک مال واسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں گئے ہیں بالکل صحیح نکلا لیکن اُس کے پہونچنے سے پہلے ابراہیم نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھود لی تھی مورچے قایم کر لئے تھے خاقان نے صغد کو جنگ کرنے کا حکم دیا مسلمانوں کے مسلحہ نے اُن کو ہزیمت دی اُس وقت خاقان ایک ٹیلہ پر مُسلمانوں کے لشکر کا حال دریافت کرنے اور اُن پر حملہ کرنے کے مواقع دیکھنے کو چڑھ گیا۔ دیکھ بھال کر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سامنے کا راستہ قطع کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرو۔ ترکوں نے اُس حکم کی تعمیل کی مسلمانوں سے دست بدست لڑنے لگے صاغان خذاہ اور اُس کے ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے اُن کے مال واسباب پر ترکوں نے قبضہ کر کے ابراہیم کے ہمراہیوں پر حملہ کیا اُس وقت مسلمانوں کا لشکر غیر مرتب ہو گیا تھا سب کے سب ایک جا مجتمع ہو کے لڑ رہے تھے ساتھ ہی اس کے اُن کو اپنی ہلاکت کا احساس بھی ہو رہا تھا کہ دفعتہً دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ترکوں کے ہاتھ بھی لڑتے لڑتے شل ہو گئے تھے مگر آہستہ آہستہ کامیابی کے غرور میں بڑھتے چلے آتے تھے تھوڑی دیر کے بعد غبار ہٹا تو اسد کی صورت دکھائی دی کہ وہ اپنا لشکر لئے ہوئے آرہا ہے ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اسد نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے اُس ٹیلہ پر قبضہ کر لیا جس پر خاقان چڑھ گیا تھا۔ ابراہیم کے بقیہ ہمراہی اور صاغان خذاہ کی بیوی

اسد کے پاس آئی اور خاقان مسلمان قیدیوں اُونٹ بکریوں اور مال واسباب کو لئے ہوئے پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جنگ کا قصد کیا لیکن اسد کے روکنے سے رُک گئے جاتے جاتے خاقان کے لشکریوں میں سے ایک شخص جو حرث بن شریح کے ساتھیوں میں سے تھا اسد سے خطاب کر کے بولا "ماوراء النہر کا ملک تمہارے جہاد کے لئے کافی تھا لیکن تم نے اس پر اکتفا نہ کی بلاد ختل پر چڑھ آئے جو ہمارے باپ دادا کا ملک تھا آخر کار تم نے اپنے اس جرات کا نتیجہ دیکھ لیا شاید آئندہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے"۔

ترکوں کے چلے جانے کے بعد اسد بلخ واپس آیا اور اُس کے پُر فضا میدان میں لشکر مرتب کرنے لگا تا آنکہ موسم سرما آ گیا مجبور ہو کے شہر میں چلا گیا اور وہیں ایام سرما کو منقضی کیا حرث بن شریح اطراف طخارستان میں تھا خط وکتابت کر کے خاقان سے جا ملا اور اُس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کے بلخ پر فوجکشی کر دی۔ اسد نے بعد نماز عید الاضحیٰ ایک طول طویل خطبہ دیا۔ جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حرث بن شریح نے کفار سے سازش کر لی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے ظلم وبغاوت کی تاریکی سے بجھا دے اور اُس کے دین متین کو اپنی نفسانی خواہشوں سے بدل دے تم لوگوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے بندہ کو اُس وقت زیادہ قرب ہوتا ہے جب کہ وہ سجدہ میں رہتا ہے۔ اسد اس فقرے کو تمام کر کے سجدہ میں چلا گیا اُس کے ساتھ حاضرین بھی سجدہ میں چلے گئے اور نہایت خشوع وخضوع سے دعا کرنے لگے۔ دعا وسجدہ فارغ ہو کے اسد نے بقصد مقابلہ خاقان خروج کیا خاقان کی کمک پر اہالیان ماوراء النہر وطخارستان وجبونہ تھے۔ مجموعی تعداد اس کے فوج کی تیس ہزار تھی اسد کو اس کی خبر لگی تو اُس نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ شہر بلخ میں قلعہ بند ہو کے لڑنا اور خالد وہشام سے کمک طلب کرنا چاہئے۔ لیکن اسد نے اس رائے سے مخالفت کی نصر بن سیار اور قاسم بن بخیب وغیرہما نے بھی شہر سے نکل کے لڑنے کی رائے دی جس سے اسد کا عزم مصمم ہو گیا۔ بلخ پر کرمانی بن علی کو مامور کر کے یہ حکم دیا کہ کوئی

شخص شہر بلخ سے باہر نہ نکلنے پائے اگرچہ ترک شہر بلخ کے دروازہ پر آ جائیں اور خود جامع مسجد میں جا کے لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور بعد فراغ نماز دعا میں مصروف ہو گیا حاضرین بھی اُس کے ساتھ ساتھ دعا کر رہے تھے نماز و دعا سے فارغ ہو کے شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آ کے ٹھہر گیا جب سب لوگ آ گئے تو بسم اللہ کہہ کے نکل کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ خاقان کے پٹرول سے سامنے ہو گیا ایک خفیف لڑائی کے بعد اُن کے سردار کو گرفتار کر لیا اور راتوں رات جورجان سے دو کوس کے فاصلہ پر پہونچ کے پڑاؤ کر دیا۔ صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ پر نظر آئیں اسد نے فوراً جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور صفوف لشکر کو مرتب کرنے لگا اس معرکہ میں اسد کے ہمراہ والی جورجان بھی تھا۔ ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ پر ایسا حملہ کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر قلب لشکر تک چلے آئے اس وقت لشکر اسلام کا میمنہ جس میں اسد اور والی جورجان تھا ترکوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور پے در پے ایسے قوی حملے کئے کہ ترکوں کو سنبھلنے کی مہلت نہ ملی خاقان اور حرث بن شریح مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑا ہوا اور تین کوس تک فتحمند گروہ قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں چلا گیا ڈیڑھ لاکھ بکریاں اور بہت سے جانور بار برداری کے پکڑ لائے۔

خاقان نے ہزیمت کے معمولی راہ چھوڑ کے پہاڑی راستہ اختیار کیا اور حرث بن شریح حفاظت کی غرض سے اُس کے ہمراہ تھا والی جورجان ان راستوں سے واقف تھا اسد سے اجازت حاصل کر کے عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو ہمراہ لیا اور قریب ترین راستہ کو طے کر کے خاقان کے سر پر پہونچ گیا جس وقت کہ وہ لشکر اسلام کے حملہ سے مطمئن ہو گیا تھا۔ ترک والی جورجان کے اچانک حملہ سے گھبرا کر پکتی ہوئی ہانڈیاں تک چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اُن کا لشکر گاہ مال و اسباب، عرب کی عورتوں (جن کو اُس نے قید کر رکھا تھا) ترک کی عورتوں کی لونڈیوں، سونے چاندی کے ظروف اور قیمتی قیمتی اسباب سے بھرا ہوا تھا خوش قسمتی سے یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خاقان۔ مسلمانوں کی نظریں بچائے گھوڑے پر سوار ہوا،

حرث بن شریح لوگوں سے خود بچتا اور اُس کو بچاتا ہوا نکل گیا۔ خاقان کی بیگم نے سوار ہونے میں تاخیر کی تو خواجہ سرا نے جو اُس کی خدمت پر مامور تھا اُس کا کام تمام کر دیا۔

اس تائید غیبی کے بعد اسد پانچ روز تک میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا دھاقین خراسان سے زر فدیہ لے کے اُن کے قیدیوں کو رہا کرتا رہا چھٹے روز اپنے خروج کے نویں دن بلخ کی طرف واپس ہوا جورجان میں پہونچ کے قیام کیا۔ خاقان بھاگا چلا جا رہا تھا تا آنکہ طخارستان میں پہونچکے جویہ خزلجی کے پاس دم لیا۔ چندے آرام کر کے اپنے ملک کو روانہ ہوا شروسنہ میں پہونچا تو خرالعبزہ (کاوش افشین کا دادا) آکے ملا اگرچہ ان دونوں میں کسی قدر ناصافی تھی لیکن رسم پیدا کرنے کے خیال سے جو کچھ اُس سے ہو سکا پیش کیا جس کو خاقان نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔ پھر اُس سے رخصت ہو کے اپنے دارالحکومت میں داخل ہوا اور اسی وقت سے لشکر کی تیاری و ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ جس وقت اُس کو اپنی فوجی قوت پر کامل بھروسہ ہو گیا سمرقند پر چڑھائی کر دی۔ حرث بن شریح نے اپنے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار منتخب آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے کمک پر بھیجا۔

ہنوز سمرقند کے محاصرہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک روز اتفاق سے خاقان اور کورصول نرد کھیلنے کو بیٹھ گئے باتوں بات دونوں میں جھگڑا ہو گیا کورصول نے خاقان کا ہاتھ اس زور سے دبایا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا خاقان غصہ میں بھرا ہوا اُٹھ کے چلا آیا اور کورصول کے ہاتھ توڑ ڈالنے کی قسم کھائی کورصول کو اس کی اطلاع ہو گئی رات کے وقت خاقان کے لشکر پر شبخون مار کے اُس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسا گھبرا کر بھاگے کہ خاقان کے گور و کفن کا بھی اُن کو خیال نہ رہا۔ اس واقعہ کے دوسرے روز چند سرداران ترک نے آکر خاقان کو دفن کیا۔

قبل اس واقعہ کے اسد نے بلخ سے فتح کی خوشخبری خالد بن عبداللہ کے پاس بھیجی تھی اور اُس نے اُس کی اطلاع ہشام کو دی ہشام کو باور نہ ہوا پھر اُس کے بعد ہی قاسم بن

نجیب کو خاقان کے مارے جانے کی خبر کے دارالخلافتہ کو روانہ کیا قیس کو اسد و خالد کی کامیابیوں پر رشک پیدا ہوا ہشام سے جڑ دیا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر لیجئے اس سے اصل واقعہ کا انکشاف ہو جائے گا چنانچہ ہشام نے خالد کو لکھا اور خالد نے اسد کو پس جب مقاتل بن حیان دربار خلافت میں حاضر ہوا اُس وقت ہشام کے پاس اُس کا وزیر ابرش بیٹھا ہوا تھا مقاتل نے اوّل سے آخر تک کل واقعات عرض کئے ہشام نے خوش ہو کے مقاتل سے کہا "مانگ کیا مانگتا ہے؟" عرض کیا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ دراہم ظلماً وصول کئے تھے آپ اُس کی واپسی کا حکم صادر فرمائیے" ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان ان دراہم کے واپسی کا لکھ دیا مقاتل نے اُن دراہم کو ورثاء حیان میں تقسیم کر دیا۔

خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے ختل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمر خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا قلعہ بدر طرخان پر پہنچا بدر طرخان نے اسد کی خارہ شگاف تلوار سے ڈر کے امن طلب کی مصعب نے امن دے کے اسد کے پاس بھیج دیا بدر طرخان نے ایک ہزار دراہم پیش کئے اور اس ذریعہ سے دھوکا دینے کی کوشش کی اسد نے لینے سے انکار کیا اور مصعب کے پاس واپس کر دیا کہ اُس کو اُس کے قلعہ میں پھر لوٹا دو۔ اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اُس وقت مسلمہ بن ابی عبداللہ (موالی سے تھا) حاضر تھا عرض کیا "امیر المومنین اُس کے رہا کر دینے پر نادم ہوں گے" مصعب نے کچھ جواب نہ دیا مگر مسلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا۔ بعد اُس کے اسد اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے آ پہنچا اور مجشر بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا مجشر نے کہا "بدر طرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اُس پر نہ کچھ سختی کی اور نہ اُس سے کچھ قول و قرار لیا مزید براں رہا کر کے اُس کے قلعہ میں اُس کو پہونچا دیا" اسد یہ سن کے خود کردہ پر پشیمان ہوا اور مصعب سے بدر طرخان کا حال دریافت کرایا معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے اسد نے اُس کی حاضری کا حکم دیا جب روبرو لایا گیا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے بعد اُس کے ازد کے ایک شخص کو جس

باپ کو اس نے شہید کیا تھا گردن مارنے کا حکم دیا۔ یا پس اس ازدی مرد نے بدر طرخان کو بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔

بدر طرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر بآسانی قبضہ حاصل کر کے اسلامی لشکر کو ملک ختل میں پھیلا دیا لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی و غلام سے بھر گئے لیکن بدر طرخان کے لڑکے ایک چھوٹے سے قلعہ میں "جو شہر کے بالائی حصہ میں تھا" باقی رہ گئے وہاں تک عساکر اسلامیہ کے فتوحات کی موجیں نہ پہونچیں۔ انھیں واقعات پر اس سنہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور سنہ ۱۲۰ھ کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۰ھ مقام بلخ میں اسد بن عبداللہ قسری کا پیغام موت آجاتا ہے۔ وقت وفات اس نے جعفر بن حنظلہ نہروانی کو اپنا جانشین کیا تھا جس نے چار مہینہ امارت کی بعد اس کے ماہ رجب میں نصر بن سیار کی گورنری کا دور آگیا۔

خالد کی معزولی یوسف کی تقرری

سنہ ۱۲۰ھ میں ہشام بن عبدالملک نے ابوالمثنیٰ و حیان نبطی کے کہنے سننے سے خالد کو کل صوبجات کی حکومت سے معزول کیا یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کے املاک کے "جو اعراق میں تھی" متولی تھے خالد کو ان کی تولیت شاق گذری اس نے ان کو ہشام بن عبدالملک کے املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشدق کو مامور کیا حیان و ابوالمثنیٰ عراق سے دمشق میں چلے آئے اور یہ حکمت عملی ہشام بن عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہونچا دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے ہشام کے دل میں یہ خیال متمکن ہو گیا۔ بلال بن ابی بردہ اور عریان بن ہیثم کو چونکہ اس واقعات کی اطلاع ہو گئی تھی انھوں نے خالد سے کہا کہ تم اپنی کل جائداد ہشام کے نذر کر دو جس کو وہ پسند کرے لیلے ہم اس کے رضامند کر دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا بعد اس کے عمرو بن العاص کی اولاد میں سے کسی شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت و درشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیادہ پا دار الخلافۃ میں اس شخص (یعنی عمرو بن العاص کی اولاد) کو راضی

کرنے اور اس سے معافی چاہنے کو بلایا تھا۔ ہنوز خالد دارالخلافت دمشق میں حاضر نہ ہوا تھا کہ اس کے بابت اکثر لوگوں نے اس کی شکایتیں کیں اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ خالد گورنری عراق کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ ہشام نے ایک دوسرا عتاب آمود فرمان لکھا جس کا یہ مضمون تھا "اے پسر مادر خالد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو کہا کرتا ہے کہ گورنری عراق میری باعث عزت نہیں ہے۔ اے غیر مختون زادے اگر گورنری عراق تجھے باعث فخر کیسے نہیں ہو سکتی تو بجیلہ کے قبیلہ سے ہے جو نہایت ذلیل و قلیل ہے واللہ مجھے یہ گمان ہے" پہلا جو شخص تیرے ہاتھ کو تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلہ کا ایک مرد ہو گا" اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جو ان دنوں یمن میں تھا سند گورنری مرحمت کر کے تیس ہمراہیوں کے ساتھ عراق روانہ ہونیکا حکم دیا۔ یوسف بن عمر ثقفی فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب کوفہ پہونچ کے قیام کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں طارق (خالد کے نائب) نے کوفہ میں اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اور اس تقریب کی خوشی میں علاوہ مال اور قیمتی کپڑوں کے بتعداد کثیر لونڈی و غلام تحفہ میں خالد کے پاس بھیجا تھا۔ اتفاق سے چند عراقی یوسف کی طرف ہو کر گزرے۔ بروقت استفسار یوسف نے صاف جواب نہ دیا عراقیوں کو ان پر خوارج ہونے کا شبہہ ہوا یوسف شب کے وقت سوار ہو کر ثقیف کے مکانات میں چلا آیا ثقیف نے اس راز کو چھپایا صبح ہوتے یوسف نے مسجد میں ان لوگوں کو مجتمع کیا جو وہاں پر مضر کے قبیلہ کے تھے۔ نماز سے فارغ ہوا تو آدمی بھیج کے خالد و طارق کو گرفتار کر لیا۔

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ خالد ان دنوں واسط میں مقیم تھا کسی نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست کو واسط میں لکھ بھیجی وہ سوار ہو کر خالد کے پاس گیا اور امیر المومنین ہشام کے پاس جانے اور معذرت کرنے کی رائے دی خالد نے جواب دیا "میں یہ کام بلا اجازت نہیں کر سکتا" اس نے پھر عرض کیا "آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیر المومنین کے پاس جا کر آپ کے حاضری کی اجازت لے آؤں" خالد بولا "یہ بھی ناممکن ہے" اس شخص نے کہا "اچھا اس سال جس قدر آمدنی میں کمی ہوئی ہے اس کا معاوضہ دیدو میں تمہاری بحالی کی سند لا دوں گا اور اس کی تعداد ایک کروڑ ہے" خالد نے جواب دیا "میرے پاس

دس لاکھ سے ایک حبہ زیادہ نہیں ہے" اس شخص نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو اس رقم کو میں اور فلاں فلاں اشخاص ادا کروں" خالد نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب طارق نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے کو اور تم کو مال دے کر بچالیں تاکہ یہ عہدہ ہمارا اور تمہارا برقرار رہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص غیر آکے ہمارے مال و اسباب پر قبضہ کرے اور وہ اس وقت کوفہ میں ہے نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ ہم لوگ مار ڈالے جائیں گے اور مال و اسباب نصیب دشمناں ہو جائیگا" خالد نے اس میں سے کسی بات کو منظور نہ کیا طارق روتا ہوا رخصت ہو کر کوفہ کو لوٹا اور خالد حمہ میں چلا آیا اس اثناء میں ہشام کا فرمان گورنری عراق یوسف کے نام آپہنچا جس میں ابن نصرانیہ یعنی خالد اور اس کے عمال گرفتار کرنے اور ایذائیں دینے کی تاکید کی تھی چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کو لے کے کوفہ کو روانہ ہو گیا اور اپنے لڑکے صلت کو یمن پر مامور کر گیا۔ جمادی الثانی ۱۲۰ھ میں کوفہ کے قریب پہونچکے نجف میں قیام کیا اور اپنے خادم کیسان کو طارق کے گرفتار کر لانے کو بھیجا۔ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہوئی کیسان نے گرفتار کر کے یوسف کے روبرو پیش کیا یوسف نے کوڑوں سے پٹوایا بعدازاں کوفہ میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو خالد کے لانے کے لئے حمہ کی طرف روانہ کیا۔ پس عطا نے حمہ میں پہونچکے گرفتار کیا۔ ابان بن ولید اور اس کے دوستوں نے ستر ہزار دے کے خالد کو بہ مصالحت چھوڑا یا بعضے کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لئے گئے تھے خالد کی حکومت عراق میں پندرہ برس رہی جس وقت سے یوسف عراق کا گورنر ہوا اسی زمانہ سے عراق میں عرب ذلیل ہوئے اور ذمی کل امور کے متولی و متصرف ہو گئے۔

نصر بن سیار کی گورنری

اسد بن عبداللہ کے مرنے پر ہشام بن عبدالملک نے نصر بن سیار کو رجب ۱۲۰ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا اور سند گورنری عبدالکریم بن سلیط حنفی کی معرفت روانہ کیا اس سے پیشتر جعفر بن حنظلہ نے (جس کو بوقت وفات اسد نے اپنا نائب بنایا تھا) نصر کو حکومت بخارا پر مامور کرنے کا قصد کیا تھا لیکن بختری بن مجاہد

(بنو شیبان کا آزاد غلام) اس رائے کا مخالف ہوا اور نصر کو اس خدمت کے قبول کرنے سے روکا اور کہا کہ تم تو خراسان میں مضر کے شیخ ہو تم ہی کو اس ملک کی گورنری کا عہدہ دیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس جب نصر کو خراسان کی گورنری دی گئی تو اُس نے بلخ پر مسلم بن عبدالرحمن کو مرورود پر وشاح بن بکیر بن وشاح کو ہرات پر حرث بن عبداللہ بن حشرج کو نیشاپور پر زیاد بن عبدالرحمن قسری کو خوارزم پر ابوحفص علی بن حفنہ کو اور صغد پر قطن بن قتیبہ کو مامور کیا چار برس تک خراسان میں عہدہ ہائے جلیلہ پر سوائے مضری کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا نہ مامور کیا گیا۔ اس کے زمانہ گورنری میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ ہزارہا بے مثل عمارتیں تعمیر ہو گئیں اعلیٰ ادنیٰ اس سے خوش رہے بایں ہمہ سرکاری جمع میں کمی نہ ہوئی بلکہ بہ نسبت سابق ترقی پر رہی۔ متعدد جہاد بھی کئے سب کے پہلے بلخ سے براہ باب حدید ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کے مرو میں آیا ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جن کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی اُن کا جزیہ معاف کر کے ان پر عشر قایم کیا اور جن مشرکین پر جزیہ کم تھا اُون کا جزیہ بڑھا دیا اس تدبیر سے آمدنی بڑھ گئی۔ دوبارہ سمرقند پر اور سہ بارہ مرو سے شاش پر جہاد کیا اس مرتبہ بادشاہ بخارا، اہالیان سمرقند کش اور نسف بیس ہزار کی جمعیت سے نصر کے ہمراہ تھے نہر شاش پر پہونچا تو نہر اور نصر کے مابین کورصول حایل ہو گیا رات تاریک تھی نصر نے منادی کرادی کہ کوئی شخص لشکرگاہ سے باہر سے نہ نکلے۔ سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے ہی عاصم بن عمیر نے لشکر سمرقند کے ساتھ خروج کیا سواران ترک مقابلہ پر آئے جس میں کورصول بھی تھا عاصم اُس کو نصر کے پاس گرفتار کر لایا نصر نے اُس کو قتل کر کے کنارے نہر پر صلیب دیدی ترکوں کو اس سے سخت صدمہ ہوا اس کے خیموں کو جلا دیا گھوڑوں کی دم اور ایال اور بالوں کو کاٹ ڈالا نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں جلا دینے کا حکم دیا تاکہ اُن کی مراجعت کے بعد ترک اُوس کو اُٹھا نہ لیجائیں بعد اُس کے فرغانہ کی طرف گیا ایک ہزار

آدمیوں کو گرفتار کر لایا پھر یوسف بن عمران نے حرث بن شریح پر شاش میں حملہ کرنے کو لکھا اور یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سرداران کو قید کر لینا چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر یحییٰ ابن حصین تھا۔ حرث بن شریح نے بہت بڑی دلیری سے مقابلہ کیا بڑے بڑے نامور جنگ آزما ترک مارے گئے بالآخر ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے بادشاہ شاش تحائف و ہدایا لیکر حاضر خدمت ہوا اور صلح کی درخواست کی نصر نے اس شرط سے مصالحت کی کہ حرث بن شریح کو اپنے ملک سے نکال دے پس بادشاہ شاش نے حرث کو فاریاب کی طرف نکال باہر کیا۔ نصر، شاش پر نیزک بن صالح (عمرو بن العاص کے آزاد غلام) کو مامور کر کے سرزمین فرغانہ میں جا پہونچا والی فرغانہ گھبرا کر اتمام صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کو عزت سے بٹھلایا اور حسب قرارداد شرائط صلح نامہ لکھ دیا۔

خاقان کے مرنے کے بعد صغد نے بھی اپنے ملک کے واپس لینے کی طمع کی لیکن جوں ہی نصر کو گورنری خراسان دی گئی اس نے ان کو دیا دیا اور اپنی خواہش کے مطابق شرائط منظور کرائے ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان نے بھی اپنے شرائط سے انحراف کیا ازانجملہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو سزا دی جائے اور بلا دلیل و حجت کوئی شخص ان میں کا قید نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر کو ان شرائط کے منظور کرنے پر برا کہنا شروع کیا نصر نے جواب دیا اگر تم لوگ ان کی شکایتوں کو جو ان کو مسلمانوں سے پیدا ہوئی ہیں اسی طرح دیکھتے جس طرح میں نے دیکھی ہیں تو تم لوگ مجھے ملزم نہ ٹھہراتے نصر نے یہ کہہ کے اس کی اجازت ہشام بن عبدالملک سے منگوائی یہ واقعہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

زید بن علی کا ظہور اور شہادت

۱۲۲ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا۔ کتاب و سنت کی اتباع، کفار اور ظالموں پر جہاد، مظلوموں کی فریاد رسی، محروموں کو وظائف مقرر کرنے اور جس سے بزور و جبر کوئی چیز چھین لی گئی ہے اس کو

واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کے مدعی ہوئے۔

لوگوں نے ان کے خروج کے سبب بیان کرتے ہیں اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ زید بن علیؓ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علی ابن ابیطالب عہد گورنری خالد بن عبداللہ قسری میں عراق گئے تھے خالد بن عبداللہ نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی تھی اور معقول طور سے جانی اور مالی ان کی خدمت کی تھی پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ خالد قسری اہل بیت کا ہوا خواہ ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں بقیمت دس ہزار دینار خرید کی تھی اور پھر اس زمین کو واپس دیدیا اس کے زمانہ گورنری میں یزید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اس نے ان کو اور انکے ہمراہیوں کو بہت سا مال دے کے رخصت کیا تھا۔ ہشام نے عامل مدینہ کے ذریعہ سے اس کی تحقیقات کرائی اور خالد کے مقابلہ میں تصدیق کرانے کی غرض سے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا چنانچہ بکراہت تمام یہ لوگ عراق گئے اور خالد کے روبرو جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا اظہار کیا خالد نے اس کی تصدیق کی بعدازاں یہ لوگ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے قادسیہ میں پہونچ کے قیام کیا اہل کوفہ نے یہ خبر پاکے خط وکتابت کی پس زید بن علی ان کی طرف چلے گئے بعضے اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن حسن بن حسن بن علی میں ایک مال موقوفہ علیؓ میں نزاع تھی ہنوز وہ جھگڑا طے نہ ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن حسن کا انتقال ہو گیا پس زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں منازعت قایم ہو گئی۔ رفع نزاع کی غرض سے یہ دونوں بزرگ اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی گتھ گئے باتوں باتوں طعن وتشنیع کی نوبت آگئی اور خالد ان دونوں بزرگوں کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گذرا سخت وناملایم کلمات کہہ کے اُٹھ آئے دوسرے دن مدینہ سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے۔ ایک مدت تک

ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی حیلہ حوالہ کر کے ٹالتا رہا بالآخر زمانہ دراز کے بعد اجازت دی دیر تک باتیں کرتے رہے اثنائے کلام میں ہشام نے کہا "میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو" پھر کچھ سوچ کے کہا "اور اگر تمہارا یہ خیال قایم ہو گیا تو بسم اللہ ہم پر خروج کرو" آپ نے جواب دیا ہاں! "میں ایسا خروج نہ کروں گا جو تم کو خبر نہ گذرے" ہشام یہ سن کے خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفہ کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اللہ تعالےٰ کا واسطہ دے کے کہا "تم کوفہ نہ جاؤ اُن کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے اُنھوں نے ہمارے تمہارے جدامجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے" زید بن علیؓ نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی۔ مسافت طے کر کے کوفہ پہونچے پوشیدہ طور سے قیام کیا ایک مکان سے دوسرے مکان ٹھہرتے پھرتے تھے۔ اور شیعان علیؓ راتوں کو اور دن کو چھپ چھپ کر آپ کے پاس آتے جاتے تھے رفتہ رفتہ رؤسا کوفہ سے ایک گروہ نے بیعت کر لی از انجملہ مسلمہ بن کہیل نصر بن خزیمہ عیلی اور معاویہ بن اسحاق بن حارثہ انصاری تھے جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون سنا کے فرماتے تھے اتبایعون علی ذالک (کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو)؟ جب وہ کہتے ہیں ہاں! اس وقت آپ اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے عہد اللہ علیک و میثاقہ و ذمتہ و ذمۃ نبیہ لتفین بیعتی ولتقاتلنی مع عدوی ولتنصحن لی فی السر والعلانیہ (اللہ اور اُس کا رسول میرے اور تمہارے اقرار کا ذمہ دار ہے کہ تم اپنی بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ ہو کے میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر و باطن میرے دوست بنے رہو گے) جب وہ اس کا بھی اقراری جواب دیتا تو آپ اپنے ہاتھ کو اُس کے ہاتھ سے چھو کر ارشاد کرتے "اللّٰھم اشہد" زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ پندرہ ہزار اور بعضے کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور یہ راز دلوں سے زبانوں پر اور زبانوں سے کانوں تک پہونچ گیا۔

بعضے کہتے ہیں کہ زید بن علیؓ نے کوفہ میں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا اور آپ کے ہمراہ داؤد بن علیؓ بن عبداللہ بن عباس بھی تھے جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرنے کو آئے تھے پس شیعان علیؑ آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرلی رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر تک پہونچ گئی اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کردیا۔ شیعہ قادسیہ یا ثعلبیہ میں ملنے کو آئے داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ہمراہ کوفہ کی طرف واپس جانے پر زید بن علیؓ کو بہت کچھ سمجھایا حسینؓ بن علیؓ کا ماجرا بتلایا شیعہ بولے "یہ خود امیر بننا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ کو کوفہ میں جانے سے روکتے ہیں" زید بن علیؓ اس دم پٹی میں آکے کوفہ واپس گئے اور داؤد بن علی مدینہ منورہ کو روانہ ہوگئے۔

زید بن علیؓ جوں ہی وارد کوفہ ہوئے مسلمہ بن کہیل نے حاضر ہوکر روکا آپ نے کچھ خیال نہ فرمایا تب مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا "اہل کوفہ آپ کو دھو کہ دیں گے اور ایفاء وعدہ نہ کریں گے آپ کے دادا کے ہمراہ اس سے دو چند آدمی تھے لیکن اُن میں سے کسی نے بھی اپنا عہد و اقرار پورا نہ کیا حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کی آنکھوں میں عزیز تھے" آپ نے جواب دیا اہل کوفہ میری بیعت کرچکے اب ایفاء عہد مجھ پر اور اُن پر فرض ہوگیا" مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا "اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں مبادا کوئی حادثہ پیش آجائے میں اپنی جان کو ہلاک نہیں کیا چاہتا" آپ نے اجازت دیدی چنانچہ مسلمہ یمامہ کی طرف چلا گیا۔ بعد اُس کے عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید بن علیؓ کو ایک خط نصیحتاً نہ لکھا اور اس ارادہ سے روکا لیکن زید بن علیؓ نے کچھ سماعت نہ کی۔ ایک عورت سے کوفہ میں نکاح کرلیا۔ عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت ہوگئی آپ نے تیاری کا حکم دیا۔ یوسف کو یہ خبر لگی تو اُس نے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ نہ ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج میں تعجیل کی۔ یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفہ میں حکم بن الصلت امامت کررہا تھا اور پولیس کا افسر عمر بن عبدالرحمٰن بن قاہرہ تھا اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی معہ چند سرداران اہل شام

کے کوفہ میں موجود تھا شیعان علیؑ نے یہ سن کے کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے حاضر ہو کر عرض کیا آپ شیخین کے بابت کیا فرماتے ہیں" جواب دیا اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے اُن کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا زیادہ براین نیست کہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی نسبت امارت وخلافت کے زیادہ مستحق تھے لیکن انھوں نے ہم سے چھین لیا اور یہ امر کفر کے حد تک نہیں پہونچ سکتا بلاشبہ اُن لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب وسنت پر عمل کیا شیعان علیؑ بولے "جب ایسی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کچھ ظلم نہیں کیا پھر آپ ہم کو کیوں اُن سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہیں" آپ نے فرمایا "یہ لوگ اُن کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ اور تھے اور یہ اور ہیں ان لوگوں نے کل مسلمانوں پر ستم کیا ہے پس ہم تم لوگوں کو کتاب سنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت واطفاء آتش بدعت کی طرف بلاتے ہیں اگر تم منظور کر لو گے تو تمہاری سعادتمندی ہے اور اگر انکار کرو گے تو میں تمہارے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں" شیعان علی یہ سن کے علیحدہ ہو گئے بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گوے سبقت امام برحق (یعنی محمد باقر) لے گئے اور اب اُن کے بعد جعفر ان کے لڑکے ہمارے امام ہیں اِس کے بعد شیعوں نے زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا "رفضونی" (تم نے مجھے چھوڑ دیا) چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے موسوم ہوئے۔

ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں مجتمع کیا زید بن علیؓ کو معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ کے مکان میں تلاش کرایا آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے چند شیعہ نے آپ کے پاس مجتمع ہوئے آگ روشن کی اور یامنصور کی ندا دی تا آنکہ صبح کے آثار نمود ہوئے اتفاقیہ جعفر بن ابی عباس کندی کو زید بن علی کے دو ہمراہی مل گئے جو اپنے شعار کی ندا کر رہے تھے جعفر نے ان میں سے ایک کو مار کے دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن صلت کے روبرو پیش کیا حکم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور مسجد کے

دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ یوسف یہ خبر پاتے ہی کوفہ کے قریب آ پہونچا اور ریاف بن مسلمہ اراشی کو بسر افسری دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کے کوفہ کی طرف بڑھنے کو کہا۔ شیعہ یہ سن کے دائیں بائیں آنکھیں چرا گئے زید بن علیؓ نے دریافت کیا "یہ سب لوگ کہاں گئے؟" جواب دیا گیا "جامع مسجد میں محصور ہیں" حاضرین شمار کئے گئے تو دو سو بیس نکلے۔ افسر پولیس اپنے سواروں کو مرتب کر کے بقصد جنگ زید بن علی کی طرف آ رہا تھا اثناء راہ میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہوگئی اتفاق سے یہ بھی زید بن علی سے ملنے کو آتا تھا نصر نے افسر پولیس پر حملہ کیا اور زید بن علی نے اہل شام پر۔ اہل شام کو ہزیمت ہوئی زید بن علیؓ لڑتے بھڑتے انس بن عمر ازدی کے مکان تک پہونچے چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی آپ نے آواز دی باہر آنا تو درکنار صدائے برنہ خواست کا مضمون ہوا رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے یہاں پر اہل شام کا جمگھٹ تھا آپ نے ان پر بھی حملہ کیا اہل شام ہزیمت کھا کے منتشر ہوگئے آپ آگے بڑھے تو ریاف بن مسلمہ نے پھر لوگوں کو مجتمع کر کے تعاقب کیا کوفہ کی گلیوں میں ہلڑ سا مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علیؓ تھے اور پیچھے پیچھے ریاف بن مسلمہ زید بن علیؓ اہل کوفہ کے ایفاء بیعت سے ناامید ہو کے نصر بن خزیمہ سے بولے "افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی مرے دادا حسینؓ کا جیسا برتاؤ کیا" نصر نے عرض کیا "لیکن میں! واللہ میں تمہارے ساتھ جان دوں گا۔ بقیہ ہمراہی آپ کے مسجد میں ہیں میرے ساتھ مسجد کی طرف چلئے شاید کچھ کام نکل آئے" زید بن علیؓ اور نصر بن خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف گئے ایک متنفس باہر نہ آئے مزید براں مسجد پر سے پتھر برسائے۔ مجبور ہو کر زید معہ نصر کے واپس ہوئے شام ہوگئی تھی دار الرزق میں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزنی کو بسر گروہی لشکر شام زید بن علیؓ کے مقابلہ پر بھیجا آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ میں آئے نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت دونوں بازوؤں پر تھے اور آپ قلب میں ایک سخت خونریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے آپ نے اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کر کے مجموعی

قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ستر آدمی کام آئے مغرب کا وقت قریب آگیا تھا لڑائی موقوف ہوگئی عشاء کے وقت یوسف بن عمر نے اپنے ہمراہیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زید بن علیؓ پر شبخون مارنے کو بھیجا لیکن زید بن علیؓ کے جان نثاروں نے نہایت دلاوری سے پسپا کر دیا یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کے قدر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا جنگ کا عنوان بدل گیا لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوگئی معاویہ بن اسحاق مارے گئے بعد ازاں ایک تیر آپ کے بائیں ابرو پر آ لگا جو سیدھا دماغ تک پہونچ گیا لڑائی خود بخود رات ہونے کی وجہ سے موقوف ہوگئی تھی اہل شام بھی واپس جا رہے تھے اور آپ بھی واپس آئے۔ جوں ہی تیر کا پھل نکالا گیا آپ نے جان بحق تسلیم کر دی آپ کے ہمراہیوں نے آپ کو ایک گڑھے میں دفن کر کے چھپانے کی غرض سے پانی ڈال دیا صبح ہوئی تو دن جمعہ کا تھا حکم بن صلت اپنی طرف کے زخمیوں کو گلیوں میں اور مکانات میں تلاش کر رہا تھا کسی غلام نے زید بن علیؓ کی قبر کا پتہ بتلا دیا۔ حکم نے قبر کھدوا کے لاش نکالی اور سر کاٹ کے یوسف کے پاس حیرہ میں اور یوسف نے ہشام کی خدمت میں دمشق بھیجدیا ہشام نے دروازہ دمشق پر نصب کرا دیا یوسف نے حکم کو لکھ بھیجا کہ زید نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق کی لاشوں کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دو اور چند آدمیوں کو اسکی حفاظت پر مامور کر دو۔ پس جب ولید بن یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اُس نے لاشوں کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

زید بن علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوا جا کے عبدالملک بن بشیر بن مروان کے پاس پناہ گزیں ہوئے تا آنکہ شور و غوغا کم ہوگیا اس وقت یحییٰ بن یزید مع چند زیدیوں کے خراسان کی طرف چلے گئے۔

دعوت خلافت عباسیہ جو لوگ خراسان میں مسلمانوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنیکی ترغیب دے رہے تھے وہ اپنے کاموں کو اس زمانہ سے پوشیدہ طور پر کر رہے تھے جس

زمانہ سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے دعاۃ (مبلغین) کو ۱۰۰ھ میں عہدہ خلافت عمر بن عبدالعزیز میں ممالک اسلامیہ کی جانب روانہ کیا تھا ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے بوقت واپسی حمیمہ (مضافات بلقاء) محمد بن علی کی طرف ہو کے گذرے اور اسی مقام پر بیمار ہو کے جان بحق تسلیم کی بوقت وفات محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد نے اپنے ہوا خواہان عراق و خراسان کو سمجھا رکھا تھا کہ آئندہ ایک نہ ایک دن خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائے گا اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد اُن کے ہوا خواہوں کی آمد و رفت محمد کے پاس شروع ہوئی اور در پردہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تب اُنھوں نے دعاۃ کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا۔ از انجملہ میسرہ۔ عراق کی جانب محمد بن حنیش عکرمۃ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب روانہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ خراسان پہونچکے در پردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اکثر آدمیوں نے قبول و منظور کر لیا بعد چند دنوں کے محمد بن حنیش وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے کر میسرہ کے پاس آئے جنھوں نے اِن کی دعوت قبول کی تھی میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بھیجدیا۔ اُس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کئے جن کے یہ اسماء تھے سلیمان بن کثیر خزاعی لاہز بن قریط تمیمی، قحطبہ بن شبیب طائی موسیٰ بن کعب تمیمی، خالد بن ابراہیم قاسم بن مجاشع تمیمی، ابو النجم عمران بن اسماعیل (ابو معیط کے آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی، طلحہ بن زریق خزاعی ابو حمزہ بن عمرو بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کے آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین" اور اُن کے بعد ستر آدمیوں کو خلافت عباسیہ کی قایم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے انتخاب کیا۔ محمد بن علیؓ نے ایک ہدایت آموز خط ان لوگوں کو لکھ کر مرحمت کیا تاکہ

اسی کے مطابق ان لوگوں کو دعوت دیں اور عملدر آمد کریں۔ ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازاں ۱۰۲ھ زمانہ گورنری سعید خزینہ عہد خلافت یزید بن عبدالملک میں میسرہ نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے راز طشت از بام ہو گیا سعید خزینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کر لیا ایلچیوں نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا ربیعہ و یمن کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت کر لی اور وہ لوگ رہا کر دیئے گئے ۱۰۴ھ میں محمد بن علی کا لڑکا عبداللہ سفاح پیدا ہوا۔ اسی زمانہ میں ابو محمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آیا محمد بن علی نے عبداللہ سفاح کو باہر نکال کے ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھلا کے کہا کہ "اسکے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو یہی تمہارا سردار ہو گا اسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہو گا" اس وقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ یوم کی تھی۔

پھر اس دعوت میں بکیر بن ہامان بھی سندھ سے آ کے شریک ہو گیا یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفہ میں چلا آیا ابو عکرمہ، ابو محمد صادق محمد بن حبیش اور عمار عبادی (ولید ارزق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے بطیب خاطر منظور کر لیا (یہ واقعہ آواخر ۱۰۵ھ کا ہے) بعد اس (۱۰۷ھ) زمانہ گورنری اسد قسری و عہد خلافت ہشام میں بکیر نے ابو عکرمہ، محمد صادق، محمد بن حبیش عمار عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعوں کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قایم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچا دی اسد نے جن کو جن کو اِن میں سے پایا ان کے ہاتھ کٹوا کے صلیب دیدی عمار بھاگ کے بکیر کے پاس چلا آیا بکیر نے یہ واقعہ محمد بن علی کو لکھ بھیجا آپ نے جواباً تحریر کیا۔

الحمد للہ الذی صدق دعوتکم و مقالتکم وقد بقیت منکم قتلی مستعد۔	ترجمہ۔ سب تعریف اُس ذات کو زیبا ہے کہ جسنے تیرے دعوے اور قول کو سچا کیا البتہ میرا قتل باقی رہا قریب ہے کہ تو اُسکے لئے بھی تیار ہو جائے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اُس کو ۱۰۹ھ زمانہ گورنری اسد عہد خلافت ہشام میں محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن میں قیام کرنا مضر سے بنرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ ہوا خواہ بنو فاطمہؓ ہے احتراز کرنا۔ پس زیاد نے ایام سرما مرو میں منقضی کیا۔ شیعان علیؓ اُس کے پاس آتے جاتے رہے۔ اتفاق سے کسی نے اسد سے اس کی اطلاع کر دی اسد نے زیاد کو طلب کر کے حال دریافت کیا زیاد نے کہا "میں تجارت پیشہ ہوں مجھے کسی کی خلافت کی دعوت دینے سے کچھ سروکار نہیں ہے" اسد نے چھوڑ دیا زیاد نے اپنے قیام گاہ پر پہونچکے پھر اپنا کام شروع کر دیا اسد یہ سُن کے آگ بگولا ہو گیا فوراً گرفتار کر کے معہ اور دس آدمیوں کے جو کوفہ کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خراسان میں کوفہ کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابی نجم کے مکان پر مقیم ہوا دو تین برس تک دعوت دیتا رہا۔ اسد بن عبداللہ نے ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانہ میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہثیم موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریط کو گرفتار کرا کے تین تین سو پٹوا کے قید کر دیا لیکن حسن بن زید ازدی کی شہادت صفائی دینے سے رہا کر دیا۔ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کے خراسان کی جانب روانہ کیا مرو میں پہونچکے اُس نے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم و مشہور کیا جب لوگ اُس کے مطیع ہو چلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا عورتوں کو مباح کر دیا صوم صلوٰۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے "معنی" یہ ہیں کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اُس کا نام کبھی بھول کر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے لئے دعا کرو حج یہ ہے کہ اس کی طرف قصد کرو۔ مالک بن ہثیم اور حریش بن سلیم نے اُس کی باتوں پر عمل کیا۔ اسد کو اطلاع ہوئی تو خراش کو گرفتار کرا کے صلیب دیدی۔ محمد بن علی تک یہ خبر پہونچی تو انھوں نے خراسان سے خط وکتابت بند کر دی اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے خراش کی تقلید کر لی تھی۔

۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کو

غرض سے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالہ کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہل خراسان یہ دیکھ کے بہت رنجیدہ ہوئے اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کی کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہوگئے۔

سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ہامان کو ایک خط دے کے روانہ کیا جس میں خراش کی مذمت اور برائیاں تھیں اہل خراسان نے باور نہ کیا بکیر مجبور ہو کے محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب آپ نے چند عصا مرحمت فرما کر دوبارہ بھیجا بعض پر لوہا اور بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سبھوں کو مجتمع کر کے ہر ایک ایک کو عصا دیا۔ ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہوگیا خود کردہ پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

۱۲۴ھ کا جوں ہی دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک بقا و دائمی ہوئے۔ مرتے وقت اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو ان کی تقلید کی وصیت کر گئے اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ اُن کو امام کہا کرتے تھے بکیر بن ہامان محمد بن علیؒ کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتیں و وعائے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو میں پہونچکے قیام کیا۔ شیعان علیؓ اور نقبا کو مجتمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں سبھوں نے بسر و چشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب بکر کے حوالہ کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

اِن واقعات کے بعد اسی ۱۲۴ھ میں ابومسلم خراسان کی طرف بھیجا گیا لوگوں نے اس کے متولی بنانے اور ابراہیم امام یا ان کے باپ محمد بن علی سے ملنے کے اسباب بیان اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ بزرجمہر کی اولاد سے تھا اصفہان میں پیدا ہوا تھا عیسیٰ بن موسیٰ السراج اس کے باپ کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا کوفہ لے آیا۔ یہیں اس نے نشو و نما پائی رفتہ رفتہ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوا دریافت فرمایا "تمہارا نام کیا ہے" عرض کیا "ابراہیم بن عثمان بن بشار" ابراہیم امام نے کہا "نہیں تمہارا نام عبدالرحمٰن ہے"۔

بعد چندے آپ نے اُس کا عقد ابو نجم عمران بن اسماعیل کی لڑکی سے کر دیا (جو شیعان علیؓ سے تھا) خراسان میں رسم عروسی ادا کی گئی اور ابو مسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری لڑکی اسماء کا فہم بن محرز سے کر دیا۔ فاطمہ کی نسل تو چلی نہیں اور یہی خزیمہ کے لقب سے یاد کی جاتی ہے۔ لیکن اسماء صاحب اولاد ہوئی۔

بعض مورخ ابراہیم امام سے ابو مسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں۔ ابو مسلم۔ موسٰی سراج کے پاس رہتا تھا اور اُس سے زین (چار جامہ) بنانا سکھا، تھا اکثر اصفہان جبال جزیرہ، اور موصل تجارت کی غرض سے زین لیکے جاتا تھا اسی زمانہ میں یوسف بن عمران عجلی نے عاصم بن یونس عجلی (رفیق عیسٰی سراج) اور اُس کے دونوں برادر زادوں عیسٰی و ادریس پسران محقل کو بہ الزام دعاۃ بنو عباس خالد قسری کے عمال کے ساتھ قید کر دیا اور ابو مسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے کو قید خانہ میں پہونچگیا اور اُن کی ترغیب سے بنو عباس کا ہوا خواہ ہو گیا اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ اس ذریعہ سے ابو مسلم۔ ابراہیم امام کے پاس نہیں پہونچا بلکہ یہ بنو عجلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی میں مملوکات سے تھا اور اُن کے وسیلہ سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان ابراہیم امام نے اُس کو عبدالرحمن کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو مسلم رکھی۔

اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم لاہز بن قریط اور قحطبہ قحطا بن شبیب خراسان سے ابراہیم امام کے پاس مکہ جا رہے تھے عاصم بن یونس اور عیسٰی و ادریس پسران معقل عجلی کی طرف جہاں کہ یہ قید تھے ہو کے گذرے ابو مسلم کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے عاصم و عیسٰی سے اس کو مانگ لیا۔ مکہ پہونچے ابراہیم امام سے ملے آپ کو بھی ابو مسلم بہت پسند آیا آپ نے بھی اُس کو سلیمان سے اپنی خدمت کرنے کو لے لیا بعد اُس کے نقباء ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرمائیے آپ نے ابو مسلم کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ پس جب ابو مسلم کو خراسان میں رہتے ہوئے ایک

نمایاں ہو گیا اور اُس سے قبل ہم کو یہ تو دریافت ہو گیا تھا یہ دعویٰ کیا تھا کہ سلطنت عبداللہ بن عباس کی اولاد کا حق تھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک لڑکا غیر کے نطفہ سے پیدا ہوا آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اُس کے لڑکے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا سن رشد پر پہونچنے کے بعد اس سے اور ولید بن عبدالملک سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے مناسب موقع پا کے اُس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبداللہ بن عباس کا لڑکا ہوں اور اُس کی تائید میں شہادتیں پیش کیں قاضی دمشق نے بھی دعویٰ کو تسلیم کیا اُس کے بعد سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس سے عبداللہ بن عباس کے ترکہ کی بابت نزاع شروع کی اور ان کو تکلیفیں دینے لگا علی بن عبداللہ کی خدمت میں عمر الدن رہتے تھے جو ابو رافع خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے اُنھوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کے اُس کے قتل کا قصد کیا لیکن علی بن عبداللہ نے منع کر دیا ایک روز اتفاق سے سلیط علی بن عبداللہ اور عمر الدن ایک باغ میں گئے علی بن عبداللہ تو سو گئے سلیط اور عمر الدن میں باتوں باتوں جھگڑا ہو گیا عمر الدن۔ سلیط کو مار کے ایک گڑھے میں دفن کر کے چلتے پھرتے نظر آئے رفتہ رفتہ اُس کی خبر ولید تک پہونچی ولید نے علی بن عبداللہ کو طلب کر کے سلیط کا حال دریافت کیا آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ولید نے باغ کی زمین کو کھدوایا تو ایک گڑھے سے سلیط کی لاش برآمد ہوئی ولید جھلا کر علی بن عبداللہ کو دُرّے پٹوانے لگا کہ عمر الدن کا پتہ بتلاؤ۔ عباد بن زیاد نے سفارش کر کے جان بچائی اور دمشق سے حمیمہ کی طرف بھیجدیا۔ جب سلیمان بن عبدالملک سریر خلافت پر متمکن ہوا تو پھر حمیمہ سے دمشق میں بلوا لیا۔

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم۔ عجلیوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو سندھ کے کسی گورنر کا کاتب (سکریٹری) تھا کسی ضرورت سے وارد کوفہ ہوا اور کسی جرم میں دعاۃ بنو عباس کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا اسی قید خانہ میں چند عجلی اور ابو مسلم عیسیٰ بن معقل

اور یونس ابو عاصم بھی قید تھا بکیر نے ان لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کیے ان لوگوں نے اس کی رائے کی تاکید کی اور بخوشی خاطر اس کو منظور کر لیا۔ بکیر کی نظر ابو مسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کارآمد پُرزہ خیال کر کے عیسیٰ بن معقل سے بقیمت چار سو درہم خرید کر لیا اور قید خانہ سے نکل کے ابراہیم امام کی خدمت میں بھیجدیا ابراہیم امام نے اپنے مرید خاص موسیٰ سراج کے پاس بھیجدیا جس سے اُس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا ابراہیم امام کے خطوط لیکے خراسان آتا جاتا تھا۔ بعضے مورخ لکھتے ہیں کہ ابو مسلم کسی ہرات کے رہنے والے کا غلام تھا جس سے ابراہیم امام نے خود خرید کیا دو برس تک آپ کی خدمت میں رہا اکثر خطوط لے کے خراسان جایا کرتا تھا بعد ازاں ابراہیم امام نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں کو اس کے اطاعت کی ہدایت کی ابو سلمہ حلال کو جو کوفہ میں خلافت عباسیہ کے قایم کرنے کی دعوت دے رہا تھا لکھ بھیجا کہ میں نے ابو مسلم کو شیعان خراسان کا امیر مقرر کیا ہے تم اس کو نہایت احترام و عزت سے خراسان روانہ کر دو۔ چنانچہ ابو مسلم سلیمان بن کثیر کے مکان پر جا کے مقیم ہوا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اُس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد ۱۲۷ھ میں سلیمان بن کثیر لاہز بن قریظ اور قحطبہ مکہ معظمہ میں ابراہیم امام سے ملنے کو آئے بیس ہزار دینار دو لاکھ دراہم اور کئی نافے مشک معہ قیمتی قیمتی اسباب کے نذر کیے انہیں لوگوں کے ہمراہ ابو مسلم بھی آیا ہوا تھا سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابو مسلم کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ آپ کا خادم ہے اسی سنہ میں بکیر بن ہامان نے لکھ بھیجا کہ میں بستر موت پر پڑا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابو سلمہ حفص بن سلیمان حلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ وہ بھی اس امر پر راضی ہے ابراہیم امام نے ابو مسلم حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے ہوا خواہوں کو اس کی اطاعت کرنے کو لکھ بھیجا اہل خراسان نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس خمس و زکواۃ و صدقہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر معاویہؓ

قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف کا ایک ایسا گروہ تھا کہ جسکا کثرت نفوس اور شرافت میں قریش کا کوئی بطن مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عبد مناف کے دو بڑے نامور خاندان بنو اُمیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا تھا۔ اور اسی کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ کل قریش اُمیہ اور ہاشم کی امارت وریاست کو تسلیم کرتا تھا۔ مگر اُمیہ بہ نسبت بنو ہاشم کے بلحاظ کثرت نفوس زیادہ تھے اور عزت کثرت ہی سے ہوتی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے سے انما العزۃ للکاثر۔ چنانچہ بنو اُمیہ کو قبل اسلام ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو